کوثر چاندپوری

محمد بیرم خاں

مقدمہ

شخصی سلطنتوں کا بار بظاہر تو بادشاہ کے دوش نازک پر ہوتا تھا لیکن حقیقتاً
س ہستی پر حکومت کے نظم و نسق مملکت کے انصرام و اہتمام کا بوجھ ہوتا تھا وہ "وزیر"
ی ذات تھی، یہی وجہ تھی کہ اورنگِ سلطنت کی زینت کے لئے زیادہ سخت انتخاب
ی ضرورت نہ ہوتی تھی، ظاہری وجاہت، متانت، و سنجیدگی کے ساتھ بادشاہی
اندان سے ہونا ایک بہترین فرمانروا کی سب سے بڑی خصوصیت تھی، ان خصوصیات
ی موجودگی میں اگر رائے عامہ بھی اسکو حاصل ہے تو پھر کوئی چیز نہیں جو اسکو بادشاہ
بننے سے روک سکے، لیکن عہدۂ وزارت کے پُر کرنے کو اور بھی ایسی باتیں تھیں جنکا
لحاظ ضروری تھا اس کارِ اہم کے لئے تجربہ، دانشمندی، سیاست دانی، دوراندیشی

ملک داری و جہانبانی کا وقوف، مردم شناسی، اور اصابتِ فکر ورائے کی سخت ضرورت تھی، وزیر کے لئے لازمی تھا کہ وہ مردِ میدان بھی ہو اور مسند نشینِ بزم بھی! اسکا قلم صفحۂ کاغذ پر اگر موتی بکھیر سکتا ہے اور اسکی زبان منبر پر فصاحت و بلاغت کے دریا بہا سکتی ہے تو ضروری ہے کہ اسکی تلوار بھی میدانِ جنگ کو لالہ زار بنانے کی اہلیت رکھتی ہو اور اس کے دست و بازو میں بھی وہ طاقت ہو جو حریف کو خاک و خون میں آلودہ کر سکے، اس لئے ایک طفلِ دبستاں اور کودکِ شیر خوار کا مسندِ حکومت پر بیٹھ جانا، اور چترِ شاہی کا سر پر رکھ لینا بالکل آسان تھا لیکن کسی ناتجربہ کار، کم عمر، اور آئینِ عدل و سیاست سے ناواقف شخص کا قلمدانِ وزارت سنبھال لینا قطعی محال اور یکسر ناممکن!

یہی وجہ تھی کہ ایک تجربہ کار وزیر متعدد بادشاہوں کے دورِ حکومت میں بھی دلجمعی کے ساتھ وزارت کے عہدۂ جلیلہ پر نصب رہتا تھا اور بادشاہت کا تغیر، تبدیل وزارت کو مستلزم نہ تھا چنانچہ بہت سے خوش نصیب وزرا ہیں جنہوں نے انقلابِ حکومت کے تماشے دیکھے مگر قلمدانِ وزارت استقلال کے ساتھ سنبھالے رکھا، بات یہ تھی کہ ناتجربہ کار بادشاہ کی موجودگی میں نظامِ مملکت قائم رہ سکتا تھا مگر نالائق اور بیوقوف وزیر کا وجود سلطنت کے لئے سخت خطرہ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ کسی نیکنام اور نامور بادشاہ کے حالات کا تفحص کیا جائے تو لازمی طور پر ماننا پڑیگا کہ اس کی نیکنامی اور شہرت محض اس کے وزیر کی فرزانگی کا نتیجہ تھی میرا یہ مطلب نہیں کہ

بادشاہ کوئی چیز نہ تھا اور اس رتبۂ عالی پر ہر نا اہل متمکن ہو سکتا تھا، بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ بغیر عاقل و فرزانہ وزیر کے کسی بادشاہ نے شہرت و ناموری کے مدارج طے نہیں کئے۔

شخصی حکومت کے دور میں وزیر کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ بادشاہ گر ہوتا تھا اور اس کے ایک اشارۂ چشم پر اکلیلِ حکومت ایک بادشاہ کے سر سے دوسرے بادشاہ کے سر پر پہونچ جاتا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں وزیر کو خاص اہمیت حاصل تھی، فوج اور رائے عامہ پر اسے پورا اقتدار ہوتا تھا، وہ جانتا تھا کہ دلوں پر کس طرح قبضہ کیا جاتا ہے، اور اشتعال پیدا کرنے کی کیا صورتیں ہوتی ہیں مختصر یہ ہے کہ وزیر، بادشاہ کا سب سے بڑا ہمدرد اور معاون بھی تھا اور خطرناک دشمن بھی! اسکی ہمدردی و اعانت اگر قلمرو کو بادشاہ کے سطوت و جلال سے لرزہ براندام کر سکتی تھی تو اسکی خصومت سلطان کے مقابلہ میں ایک عام جذبۂ منافرت بھی پیدا کر سکتی تھی، غرض وہ زہر بھی تھا اور زہر کا تریاق بھی!۔

قضا و قدر نے ہندوستان کی حکومت کا قرعۂ فال اکبر کے نام ڈالا تو اس کی عمر تیرہ اور چودہ سال کے درمیان تھی، افواج شاہی کا ضبط، مہمات سلطنت کا انصرام، پٹھانوں کے فتنہ و فساد سے نامونس سلطنت کی حفاظت، ایسا آسان کام نہ تھا جس سے ایک کم عمر لڑکا جس کے ہونٹوں پر ماں کے دودھ

کی نمی ابھی موجود تھی، عہدہ برا ہوسکتا،

اس ہمت آزما کام کے لئے تجربہ، استقلال، اور جفاکشی درکار تھی، ظاہر ہے کہ ایک تیرہ سال کا لڑکا ان اوصاف کا حامل نہیں ہوسکتا، یہ خصوصیات اُسی شخص میں ہوسکتی ہیں جس کی آنکھوں نے میدانِ جنگ میں خون کی ندیاں بہتی دیکھی ہوں، اور رقصِ بسمل کے تماشہ میں اس کے واسطے کوئی ندرت نہ ہو، تلوار کی چمک سے اسکی نگاہوں میں چکاچوند اور زخمیوں کی آہ و بکا سے اس کے کانوں میں تکلیف کا کوئی احساس پیدا نہ ہو۔

وہ بچہ جس کے بدن سے آغوشِ مادر کی گرمی، اور جس کے لبوں سے ماں کے دودھ کی نمی رفع نہ ہوئی ہو، اس ہنگامۂ قتل اور جگردوز منظر کے دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا نہ سن و سال کی مناسبت سے یہ خون آشامی اس کے لئے موزوں!

نازنین را عشق ورزیدن نہ زیبد جانِ من
شیر مردانِ بلاکش پا دریں غوغا نہند

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بادشاہ بالکل وزارتِ عظمیٰ کے رحم و کرم پر تھا اگر وزیر بھی ایسا ہی کم عمر اور ناتجربہ کار ہوتا تو یقیناً حکومت کا وہ شیشہ جس میں بعد کو اکبر کے جاہ و جلال کا بادۂ تند بھرا گیا، رندانِ بلاکش کے ہاتھوں چور چور ہوجاتا لیکن خوش قسمتی سے وزارت کی باگ اس شخص کے ہاتھوں میں تھی جس نے بابر و ہمایوں کی آنکھیں دیکھی تھیں، جو صفِ اعدا کو ہجومِ اطفال سے زیادہ وقعت

نہ دیتا تھا سیاست جس کی کنیز اور تدبر جس کا ادنیٰ چاکر تھا، اور جو اپنے پیچھے ایک عجیب و غریب تاریخ زمانہ کے لئے چھوڑ گیا، چنانچہ اس "پیر دانا" نے اکبر کے ہوش سنبھالنے تک جو کچھ کیا وہ آیندہ اوراق کے مطالعہ سے آپ پر بھی ظاہر ہو جائیگا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر ہیمو کے مقابلہ میں پامردی کا ثبوت دیا جب جملہ ارکینِ سلطنت کے ہاتھ سے صبر و استقلال کا دامن چھوٹ گیا تھا، یہی کام بیرم کی وزارت کا سب سے بڑا کارنامہ ہے جو اس کے نام کو اکبر کے ساتھ ساتھ ہمیشہ زندہ رکھے گا، میں کتاب کے مضامین کا اعادہ اس موقعہ پر مناسب نہیں سمجھتا ورنہ وضاحت کے ساتھ لکھتا کہ بیرم کی وزارت نتایج کے لحاظ سے کس قدر کامیاب اور خوشگوار ثابت ہوئی، تاہم یہ حقیقت اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ لینے کے بعد خود بخود واضح ہو جائے گی، یہاں مختصر طور پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بیرم ایک دانشمند تجربہ کار اور دور اندیش وزیر تھا۔ اس نے ایوانِ مغلیہ کی ہلتی ہوئی دیواروں کو استوار کر کے اِس کے کنگرے آسمان سے ملا دئے۔ وہ بزم میں ایک خوشگوار شیریں کلام شاعر اور رزم میں ایک قوی بازو سپہ سالار کی حیثیت رکھتا تھا، ور اس اعتبار سے مشاہیرِ اسلام میں اسکا درجہ بہت ممتاز ہے۔

اکبر کی رواداری و عدل گستری ایسی حقیقت ہے جس سے مورخین یورپ بھی انکار نہیں کر سکے، واقعہ یہ ہے کہ اکبر دورِ مغلیہ میں سب سے زیادہ سطوت و

جبروت کا مالک تھا اس کے عہدِ حکومت میں رعایا نہایت خوش حال و فارغ البال تھی، غالباً یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ جس طرح دولتِ غزنویہ نام ہے عہدِ محمود غزنوی کا اُسی طرح حکومتِ مغلیہ کہتے ہیں صرف "دورِ اکبری" کو۔

اکبر کے دورِ فرماں روائی میں جو خصوصیات ہیں وہ نہ اِس سے پہلے ادوار میں مل سکتی ہیں نہ بعد کے، اکبر ہی انکا موجد اور وہی انکا خاتم تھا۔

ہر جذبۂ ترقی، محتاج ہوتا ہے ایک سازگار فضا کا، اگر وہ فضا خوش قسمتی سے میسر آجاتی ہے تو پھر کامل طور پر اس کی نشو ونما ہو جاتی ہے ورنہ وہ جذبہ ہمیشہ کے لئے دل کی گور میں دفن ہو جاتا ہے۔

اکبر نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ اسی کا مقتضی تھا کہ وہ ایک عدیم النظیر فرمانروا بنکر حکومت کرے، اس کی سیرت کے نقوش، بیرم کی اصلاح کے رہینِ منت تھے، بیرم اکبر کا اتالیق تھا اور اس زمانہ میں اتالیقی کے منصب کو جو اہمیت حاصل تھی وہ کسی سے مخفی نہیں جس طرح مرضعہ کی چھاتیوں سے اکثر خصوصیات غیر مرئی طریقہ پر دودھ کے ساتھ شیر خوار بچہ میں منتقل ہو جاتی ہیں اسی طرح اسکا اخلاق، اس کے عادات و اطوار، اتالیق کے اخلاق اور اس کے عادات و اطوار کا مثنیٰ ہوتے ہیں چونکہ اکبر کی نشو و ارتقا بیرم کے سایۂ اتالیقی میں ہوئی تھی اس لئے اکبر کے شمائل و خصائل بیرم ہی کی شمائل و خصائل کا پرتو تھیں گویا اکبر کی یہ ناموری اور اس کی یہ بے عدیل شہرت دو حیثیت سے بیرم کی

ممنونِ احسان ہے، اوّل تو اس نے بصورتِ اتالیق اکبر کے اخلاق کی تعمیر کی، دوسرے با اختیار وزیر کی حیثیت سے اس نے اکبر کو حکمرانی کے وہ سبق سکھائے جن سے اکبر نے اپنی ذہانت کی امداد سے ایسا ضابطۂ حکومت تالیف کیا جو آج تک اس کی نیکنامی کا ذمہ دار ہے۔

چنانچہ جب بیرم درمیان سے اٹھ گیا اور ۹۶۸ھ سے اکبر صحیح معنوں میں بادشاہ ہوا تو اولاً اس کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، کم عمر ہونے کے علاوہ اکبر بے علم بھی تھا، سلطنت کے نشیب و فراز کا اس کو عملی تجربہ نہ تھا، ایک دم سلطنت کا بار اس پر پڑ گیا، دربار میں جو امرا تھے وہ اکبر کو نگاہ میں نہ لاتے تھے ہر امیر اپنے آپ کو خود مختار سمجھتا تھا لیکن باوجود ان مشکلات کے اکبر نے کہیں سخاوت سے اور کہیں شجاعت سے کام لیکر سب کو سیدھا کر دیا اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بھی بیرم ہی کے فیضِ اتالیقی کا اثر ہے۔

بہرحال بیرم کا عہد وزارت حکومتِ مغلیہ کی تاریخ کا وہ باب ہے جو ہمیشہ یادگار رہے گا، اور یہ بھی واقعہ ہے کہ اکبر نے اپنی ناتجربہ کاری سے بیرم مٹانے کی سعی کی، حالانکہ اس نے اپنی پختہ کاری، تدبر اور دانشمندی سے اکبر کو غیر فانی بنایا۔

مجھ ایسے بے بضاعت شخص کا ایسی جگہ بیٹھکر سیرت بیرم مرتب کرنا جہاں کتابوں کا کافی ذخیرہ نہ ہو اور کسی کا علمی مشورہ بھی حاصل نہ ہو سکے، سخت اہم کام تھا، پھر ملازمت کی پابندیاں اور تالیف و تصنیف کا انہماک دو متضاد باتیں ہیں، ملازمت بجائے خود ایک ہنگامہ ہے اور تالیف و تصنیف کا دلچسپ مشغلہ ایسے فردوسی سکون کا طالب، جس میں نسیم کا ہلکا ہلکا تموج اور شبنم کا خاموش تقاطر بھی، غنچۂ دل کو پژمردہ کرنے کے لئے کافی ہے، ضروریات ملازمت اس امر کی داعی کہ سکون ترقی کا سب سے بڑا دشمن ہے اور ذوق تالیف متقاضی کہ ؎

رہیئے اب ایسی جگہ چلکر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو

تاہم میں نے اپنے لئے ایک معتدل راستہ تجویز کرلیا اور فرائض منصبی کی انجام دہی کے بعد جو وقت مجھے اپنے آرام و راحت پر صرف کرنا چاہیے تھا اسکو اس علمی کام کی نذر کردیا۔ جس سے بظاہر کسی صلہ کی توقع نہیں کی جا سکتی، اس طرح گویا "کلفتِ افسردگی" کی خاطر میں نے "عیشِ بیتابی" اپنے اوپر حرام کرلیا۔

میرے لئے سب سے بڑی دشواری کتابوں کی تھی، ضرورت کے وقت کتابوں کا بہم پہونچنا سخت مشکل تھا پہلے تو میں نے اپنی تنخواہ کا زیادہ حصہ

کتابیں خریدنے پر صرف کیا لیکن جب دیکھا کہ مجھے اس صورت سے زیادہ کامیابی نہیں ہوسکتی اور جو کتابیں خصوصیت کے ساتھ مطلوب ہیں بازار کی وسعتیں ان سے خالی ہیں تو میں نے اپنے احباب کو تکلیف دی اور سخت ضرورت کے وقت رخصت لیکر بھوپال کی حمیدیہ لائبریری سے بھی استفادہ کیا، جو فرمانروایانِ بھوپال کی علمی فیاضی کا نہایت زبردست نمونہ ہے۔

بھوپال کا یہ عظیم الشان کتب خانہ جو اعلحضرت سکندر صولت نواب حاجی حمید اللہ خاں صاحب بہادر بی۔ اے ادام اللہ بالعزّ و الاقبال فرمانروائے بھوپال کے اسمِ گرامی کی مناسبت سے حمیدیہ کتب خانہ کہلاتا ہے قدیم و جدید کتابوں کا بے نظیر ذخیرہ ہے پھر یہاں کا انتظام اس قدر معقول ہے کہ ہر شخص دلجمعی کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ کرسکتا ہے، مولانا عبد الرزاق کانپوری اسی کتب خانہ میں تاریخ اسلام پر مواد جمع کیا کرتے تھے، اور مولانا نیاز فتحپوری نے بھی اس لائبریری سے مدتوں استفادہ کیا ہے، میں نے بھی اس کتاب کی تدوین میں بھوپال کے اس علمی سرچشمہ سے اپنی پیاس بجھائی، اگرچہ دو تین کتابیں جن کا دیکھ لینا میرے لئے زیادہ مفید تھا مجھے نہ مل سکیں تاہم اتنی کوشش کے بعد میں اس قابل ہوگیا کہ اپنے ایک چھوٹے سے مضمون کو جو "محمد بیرم خاں ترکماں" کے نام سے رسالہ مخزن لاہور میں طبع ہوا تھا

پھیلا کر کتاب کی صورت میں شائع کرسکوں۔

کسی کتاب کی تدوین و ترتیب کے بعد سب سے بڑا مرحلہ اس کی طباعت کا ہوتا ہے، ملک میں بعض ادارے ایسے ہیں جو مفید کتابوں کو منصۂ شہود پر لانے کے لئے ہمہ تن مصروفِ کار ہیں، لیکن ان کی یہ مصروفیت یا تو اپنے احباب کی تصانیف شائع کرنے تک محدود ہے یا تجارتی اغراض سے مملو،

جو ادارے صرف اپنے احباب کی مصنفات و مولفات شائع کرتے ہیں ان سے خلوص کی حد تک تعلقات پیدا کرنا ایک ایسی تصنیف کا کام ہاتھ لینا ہے جس کی اہلیت ہر شخص میں نہیں، اور تجارتی اداروں کو اپنی کتاب کا دیدینا، اور چھپنے کے بعد اس کو قصہ "چہار درویش" بنا کر بازار میں پیش کرنا مجھے کسی طرح گوارا نہ تھا اگرچہ اس صورت میں مجھے بھی ان کے تجارتی مقاصد کے ماتحت فائدہ پہونچ جاتا مگر جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ عہدِ حاضر میں سرزمینِ ہند پر علمی مشغولیت نام ہے ایک مستقل خسارے کا وہ اس معمولی منفعت پر نگاہ نہیں ڈال سکتا۔

اب صرف یہی ایک صورت باقی تھی کہ میں خود اپنے اہتمام سے کتاب چھپواؤں اور جس چیز کے لئے کافی وقت کی قربانی کرچکا ہوں اس پر روپیہ کا چڑھاوا چڑھانے سے بھی دریغ نہ کروں، چنانچہ یہی ہوا اور طباعت کا انتظام

بھی میں نے ہی اپنے سر لیا۔

جس زمانہ میں ادبی تصانیف بھی تصاویر کی دلکشی سے مستغنی نہ ہوں اس میں تاریخی کتابوں کا بغیر تصاویر کے مقبول ہونا معلوم!

حقیقت بھی یہ ہے کہ تاریخی اور تشریحی کتب کو تصاویر سے خالی رکھنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے بلا نشانات کی گھڑی بنا کر چلا دینا۔

سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ تغریب اگلے زمانہ والے مصنفین نے اس ضرورت پر اعتنا نہیں کیا اور اپنی بہترین کتابوں کو جو آج ہمارے لئے مشعلِ ہدایت بنی ہوئی ہیں، تصاویر سے مرصع نہیں کیا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتے تو انکو بہت سے "چغتائی" اس عہد میں دستیاب ہو سکتے تھے باوجودیکہ عہدِ قدیم کی مصوری کے حیرت انگیز نمونے دیکھ کر آج بھی اربابِ کمال انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں۔ لیکن کتابوں میں تصاویر شامل کرنے کا رواج اب سے کچھ قبل نہ تھا، میں نے تصاویر کو شریکِ کتاب کرنے کا قصد کیا تو بے انتہا تجسس کے بعد بھی مجھے بیرم کی ایک معمولی تصویر دستیاب ہوئی، یہ تصویر اردو کی ایک درسی کتاب سے لی گئی ہے۔

چونکہ سلسلہ واقعات میں بیرم کے ساتھ اس کی اولاد و ازواج کا تذکرہ بھی ناگزیر تھا، اور تذکرے کے ساتھ میرے نقطۂ نظر سے ان کی تصاویر شائع کرنا لازمی۔ لیکن عبدالرحیم "خان خاناں" کی تصویر کے علاوہ

مجھے اور کوئی تصویر نہ مل سکی، یہ فوٹو رسالہ انکشاف کے سالانہ نمبر میں
ایک مضمون کے ساتھ چھپا تھا اور یقیناً تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔
تیسری تصویر ہندوستان کے مشہور مصنف اور عدیم النظیر مدبر،
خان بہادر قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب دیوان ریاست دتیا کی ہے
جن کے نام یہ کتاب معنون کی گئی ہے اور اس کو میری سپاس گذاری کا
مظاہرہ اور ممدوح کی قدر شناسی کا ایک کرشمہ سمجھنا چاہیئے۔

دنیا میں کون ایسا ہے جو داد اور صلہ کا متمنی نہ ہو اگرچہ غالبؔ نے ارباب
زمانہ کی روش سے تنگ آکر کہدیا تھا ؎

نہ ستایش کی تمنا نہ صلہ کی پروا
گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حقیقتاً ان کو ستایش اور صلہ کی آرزو نہ تھی۔
میرا خیال ہے کہ ستایش اگر میسر آجائے اور صلہ اگر حاصل ہو جائے تو
انسان اپنی خوش قسمتی پر ضرور ناز کر سکتا ہے لیکن صلہ کی بہت سی قسمیں ہیں منجملہ
ان کے ایک صلہ وہ ہے جو قدرت کی طرف سے مصنف کی کسی کتاب کو قبولِ عام
کی صورت میں عطا ہوتا ہے میں بھی اسی انعام، اور اسی صلہ کا خواہشمند ہوں، اور

دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم اس کتاب کو قبول عام بخشے سے

من از خزانۂ او گوہرے نمی خواہم
نمی بس است مرا از سحاب نیسانش
(آزاد بلگرامی)

میرا یہ مدعا نہیں کہ اس کتاب کو نصابِ تعلیم میں داخل کر لیا جائے، نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی صوبہ کی اسکول لائبریریوں کے لئے یہ کتاب منظور ہو جائے بلکہ تمنا صرف یہ ہے کہ اہلِ علم اسکو پڑھیں اور مجھے دعائے خیر سے یاد کریں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ بھوپال کی جس سرزمین پر آج سے چند سال قبل مولوی عبدالرزاق کانپوری نے اپنی معرکۃ الآرا تاریخ "نظام الملک طوسی" مرتب کی تھی اُسی علم نواز خاک پر جلال الدین محمد اکبر کے شہرۂ آفاق اتالیق، فاتح ہند "محمد بیرم" کی سوانح عمری لکھی جا رہی ہے اگرچہ ان دونوں کتابوں کے زمانۂ ترتیب میں بہت فرق ہے لیکن مقصد تقریباً ایک ہے مولوی عبدالرزاق صاحب نے اسلام کے مایۂ ناز فرزند "نظام الملک طوسی" کے حالات مجتمع کر کے دنیا کو دکھایا تھا کہ اسلام نے کیسے کیسے افراد پیدا کئے، اور میں "بیرم" کی سیرت لکھکر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کی مردم خیزی نظام الملک پر ہی ختم نہ ہو گئی تھی بلکہ اسی نے اس کے بعد بھی وہ ہستیاں پیدا کیں جنھوں نے اپنی خداداد عقل و فراست، جبلی شجاعت و بسالت سے حالات کا رخ بدل دیا،

اسلام کی یہ خصوصیت اب بھی باقی ہے اور آیندہ بھی ہمیشہ اس کے مظاہرات
ہوتے رہیں گے ۔

کوثر چاندپوری

۲۰ رمئی سنہ ۱۹۳۱ء

شفاخانہ بیگم گنج

محمد بیرم خان ترکمان

شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کے شہرۂ آفاق - اتالیق سلطنت مغلیہ کے
محسن اعظم - محمد بیرم خان ترکمان، کی مفصل اور دلچسپ سوانحعمری
جس کو متعدد قدیم اور معتبر تاریخوں کے مطالعہ سے نہایت محنت
کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے

از

حکیم علی کوثر چاندپوری

باہتمام خواجہ صدیق حسین

مطبع آگرہ اخبار پریس آگرہ میں طبع ہوئی

بار اول

ایک ہزار جلد

قیمت فی جلد عہ

فہرست مضامین

به سلسله کتاب "محمد بیرم خان ترکمان"

خان بہادر قاضی سر عزیزالدین احمد صاحب
سی- آئی - ای ، او - بی - ای ، آئی - ایس-او
دیوان ریاست دتیا

انتساب

خان بہادر قاضی سر عزیز الدین احمد صاحب سی، آئی، ای
او، بی، ای، آئی، ایس، او- ایم، آر، اے، ایس وزیر ریاست دتیا
نہایت تجربہ کار، دانشمند اور بیدار مغز وزیر ہیں- آپکے تدبر اور وسیع
تجربات کی روشنی سے سرزمین دتیا میں تہذیب و تمدن، عدل و
انصاف تعلیم و خوش حالی کی جو ارزانی ہوئی ہے اس نے دتیا کو
امن و امان، علم و آئین کا گہوارہ بنا دیا ہے، پس "محمد بیرم خان"
ایسی تاریخی کتاب جس میں انھیں اوصاف کے ایک غیر فانی وزیر
کی واردات حیات منظرِ عام پر لائی گئی ہیں- صرف آپ ہی کے نام
نامی اور اسم گرامی سے منسوب ہو کر مولف کی دماغ کاہی و جگر سوزی کی
داد حاصل کر سکتی ہے ؎

نیاز آگین

کوثر چاند پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بیرم خاں ترکمان

نام و نسب وغیرہ محمد بیرم خاں نام تھا سلسلہ نسب یہ ہے محمد بیرم بیگ، بن سیف علی بیگ بن بیرک بیگ، بن شیر علی بیگ، بن علی شکر بیگ بن، بیرم قرا بیگ بن الف قرا بیگ بن قرا خان ابن غزال خاں۔ بن قرا مصر بن قرا محمد۔ دوسری طرف سے شجرہ کا سلسلہ مرزا اسکندر قرا یوسف تک پہونچتا ہے[1] شیر علی ترکمان بہارلو کا نواسہ تھا۔

ایران کے قراقوئیلو ترکمانوں میں بہارلو قبیلہ کا ایک عالی ہمت فرد علی شکر بیگ تیموری خاندان سے وابستہ تھا، ہمدان، دینور، کردستان وغیرہ کی حکومت اس کے سپرد تھی، عرصہ تک یہ علاقہ علی شکر بیگ کے نام کی مناسبت سے "قلمروئے علی شکر" سے موسوم رہا:

جب عراق روزن حسن کی چیرہ دستیوں کا شکار ہوا اور سلطان

---

[1] مآثر رحیمی صفحہ ۵۷۵ و تاریخ فرشتہ جلد اول۔

در سلسلهٔ کتاب ''محمد بیرم خان ترکمان''

محمد بیرم خان ''خان‌خانان'' اتالیق اکبر

ابوسعید مرزا نے جامِ شہادت نوش کیا تو شیر علی بیگ مرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید مرزا کے پاس حصار اور شادمان کی طرف چلا آیا، لیکن مرزا نے شیر علی بیگ کے حال پر کچھ التفات نہ کیا تو وہ شکستہ خاطر ہو کر کابل چلا گیا۔ یہاں چھ مہینے کے عرصہ مین اس نے آٹھ سو جوانوں کی جمعیت مہیا کر لی اور تسخیر شیراز کے ارادے سے فارس کا رخ کیا، اس کے دماغ مین سلطنت کی بیشمار تمناؤن نے عزم مستقل کی روح پھونک دی تھی، اثنائے راہ مین ترکمانوں اور سیستانیون کی ایک اور جماعت اُسے دستیاب ہو گئی، اور ایک معقول فوج کے ساتھ اس نے شیراز پر چڑھائی کی مگر روزن حسن کے امرا نے اسے شکست دیدی ؎

شیر علی نہایت پریشانی کے عالم مین اپنا تمام مال و متاع ہاتھ سے دیکر خراسان کے عزم سے جادہ پیما ہوا۔ اس تباہی و بربادی کے باوجود اس کا حوصلہ کم نہ ہوا تھا۔ وہ بدستور ہمت مردانہ بیکار فرما تھا۔ چنانچہ راستہ مین جس جگہہ اس کا گذر ہوا وہاں سے زبردستی اس نے سامان و سپاہ فراہم کرنیکی کوشش کی [1]

مرزا سلطان حسین حاکم ہرات نیز دوسرے امراء نے شیر علی کے

---

[1] تاریخ فرشتہ جلد اوّل بیان ہمایون۔

ارادہ سے مطلع ہو کر اس کا راستہ روکا، شیر علی بیگ اس جنگ مین تیرِ قضا کا نشانہ ہوا۔ اس کے فرزند اور ملازم متفرق ہو گئے [۵۱]

یار علی بیگ نے جو شیر علی کا بڑا لڑکا تھا قندز پہونچکر خسرو شاہ کی ملازمت سے سربلندی حاصل کی جسوقت بابر بادشاہ نے خسرو کو شکست دیکر اس کی جمعیت پر اقتدار حاصل کیا تو یار علی اور اس کا بیٹا سیف علی بھی بابر کی سلک ملازمت مین داخل ہو گیا [۵۲]

یار علی کو بابر نے غزنی کا حاکم مقرر کیا مگر اسکی عمر نے وفا نہ کی اور چند روز بعد اس نے اپنی جگہ بیٹے کے لئے خالی کر دی سیف علی بیگ باپ کا قایم مقام ہوا اور اُسکو غزنی کی جاگیر عطا کی گئی [۵۳]

بیرم خاں بدخشاں میں پیدا ہوا اور سیف علی کے فوت ہونے پر اپنے اعزہ کے پاس بلخ چلا گیا۔ جہان وہ تحصیل علوم اور کسب کمالات مین مصروف رہا [۵۴]

بیرم [۵۵] خاں سولہ سال کی عمر مین کابل آکر شہزادہ محمد نصیر الدین ہمایوں کی ملازمت مین داخل ہوا۔ چونکہ بیرم کو علم موسیقی سے بھی بہرہ وافی

---

[۵۱] تاریخ فرشتہ جلد اول [۵۲] تاریخ فرشتہ جلد اول بیان ہمایون

[۵۳] ،، ،، ،، [۵۴] ماثر الامراء صفحہ ۳۷۲

[۵۵] ماثر الامراء صفحہ ۳۷۲ و ماثر رحیمی صفحہ ۶۵

حاصل تھا اس کی بدولت ہمایوں کی نظروں میں نہایت
معزز ہوا اور مصاحبت خاص کا درجہ بلند حاصل کیا [۵۱]

بیرم کی قابلیت کو دیکھکر ہمایوں اِس پر حد درجہ مہربان ہوگیا
چنانچہ اس نے مہرداری کی عظیم الشان خدمت اس کے سپرد کرنیکا
قصد کیا۔ جسوقت بادشاہ کے دل مین یہ خیال گذرا بیرم اپنے
گھر چارپائی پر سو رہا تھا اس نے خواب مین دیکھا کہ بادشاہ نے
مہرداری کے منصب جلیل پر اس کو فائز کیا ہے، بیرم چونک کر
چارپائی سے اُتر آیا اور غائبانہ اس منصب کو تسلیم کیا ملازم اور
خدام اِس حرکت پر متعجب ہوئے اور اس کا سبب دریافت کیا
بیرم نے اپنا خواب اُن کو بھی سنا دیا اس کے بعد بیرم بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا تو مہرداری کی خدمت اس کے سپرد ہوئی [۵۲]

بیرم خان ذاتی اوصاف کے علاوہ خاندانی وقار کے اعتبار سے
بھی ممتاز تھا۔ اس کے باپ دادا امیر تیمور صاحبقران کی اولاد کے
درباروں مین ہمیشہ مناصب اعلےٰ پر فائز رہے [۵۳]

علاوہ برین خاندانِ تیموری سے اس کا ننھالی رشتہ بھی ہے

---

[۵۱] تاریخ فرشتہ جلد اوّل [۵۲] مآثر رحیمی صفحہ ۲۶
[۵۳] تاریخ فرشتہ جلد اوّل

جو اس مختصر شجرہ سے واضح ہوگا جس کو ابو الفضل نے اکبرنامہ
جلد دویم مین نقل کیا ہے [1]

خواجہ عطار
|
خواجہ حسن المعروف بہ خواجہ زادۂ چغانیاں
|
مرزا علاآلدین
|
مرزا نورالدین

مرزا علاآلدین کی بیوی شاہ بیگم محمود مرزا بن سلطان ابوسعید
مرزا کی صاحبزادی تھی۔ شاہ بیگم چوتھی پشت مین علی شکر بیگ
کی نواسی ہوتی ہے کیونکہ علی شکر کی لڑکی شاہ بیگم شاہزادۂ
محمود مرزا سے منسوب تھی اس رشتہ کی رعایت سے بابر نے
اپنی بیٹی گلرنگ بیگم کو مرزا نورالدین کے حبالۂ نکاح مین دیدیا تھا
علی شکر بیرم کا جدِّ سومی ہے۔ اگرچہ اس شجرہ سے بیرم کا رشتہ
خاندان تیموری سے ثابت ہی مگر یہ معلوم نہین ہوسکتا کہ کیا رشتہ تھا

---

[1] اکبرنامہ جلد دوم صفحہ ۸۷

بہرحال بیرم کیا باعتبار ذات اور کیا بہ لحاظ صفات ایک زبردست وقار و اعزاز کا مالک ہے۔

شکل و شباہت بیرم کا رنگ گورا، قد و قامت متوسط تھا اعضاء متناسب تھے چہرہ پر جوانمردی اور اور نیک بختی کے نقوش نمایاں تھے چہرہ داڑھی سے مزین رہتا تھا

مذہب تاریخ بداؤنی مین لکھا ہے کہ بیرم کا عقیدہ تفضیل کی طرف مائل تھا چنانچہ حافظ محمد امین سے جو بادشاہی اور خاندانی خطیب تھے، کہا کرتا تھا کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کے القاب مین چند کلمے اور صحابہ سے زیادہ پڑھا کرو ؎[۵۷]

بیرم نے اپنی بربادی سے پہلے ایک علم اور مرصع پرچم مشہد مقدس پر چڑھانے کو تیار کرایا تھا جس پر ایک کرور روپئے کی بھاری رقم صرف ہوئی تھی۔

قاسم ارسلان نے اس کی تاریخ کہی "علم امام ہشتم" یہ چیم پر مولانا جامی علیہ الرحمتہ کی یہ غزل لکھی ہوئی تھی۔

سلامٌ علی آل طٰہٰ و یٰسین   سلامٌ علی آل خیر النبیین
سلامٌ علی روضتہ حل فیہا   امامٌ یباہی بہ الملک والدین

؎[۵۷] منتخب التواریخ صفحہ ۱۴۶

امام بحق شاہ مطلق کہ آمد — حریم درش قبلہ گاہ سلاطین
شہ کاخ عرفاں گل باغ احساں — درِ دُرجِ امکاں مہِ برجِ تمکین
علی ابن موسی رضا کز خدایش — رضا شد لقب چوں رضا بودش آئین

لیکن بیرم اس علم اور پرچم کو اپنی تمنا کے موافق مشہد مقدس نہ بھیج سکا۔ اور اس کے دوسرے مال و اسباب کے ساتھ یہ بھی ضبط ہوکر خیر خواہان اکبر کے ذریعہ خزانہ مین داخل ہوگیا ؂۵۱

ملا صاحب جو مذہب کے معاملہ مین نہایت سخت ہین اور ذرا سی لغزش پا پر اعتراضات اور نکتہ چینیوں کی بارش کردیتے ہین۔ بلکہ اپنی سخت گیری کے باعث کسی کو بھلائی سے یاد نہین کرتے۔ اپنی تاریخ مین بیرم کے متعلق لکھتے ہین، کہ بیرم نہایت رقیق القلب تھا اکابر مشائخ کی باتوں پر اعتقاد رکھتا تھا۔ اس کی مجلس قال اللہ و قال الرسول کے نعروں سے گونجتی رہتی تھی ؂۵۲ ذرا سی معرفت کے نکتہ پر اسکی آنکھین پُرآب ہوجاتی تھین۔ ایک مرتبہ سیکری مین کسی عزلت نشین درویش کی زیارت کو گیا۔ ایک شخص نے شاہ صاحب سے سوال کیا کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ کا کیا مطلب ہے۔ شاہ صاحب تفسیر سے واقف نہ تھے خاموش رہے

؂۵۱ منتخب التواریخ صفحہ ۱۴۶ — ؂۵۲ منتخب التواریخ صفحہ ۱۴۶

بیرم نے کہا و تعزُ من تشاء بالقناعت و تذلُّ من تشاء بالسوال [1]
بہر حال بیرم سنی ہو یا تفضیلیہ تھا نہایت بے تعصب اور صاف
دل آدمی، باوجود اس قدر جاہ وحشم اور اختیار و اقتدار کے اس نے
کبھی اعتدال کے دائرہ سے قدم نہین نکالا۔ شیعہ سنی کو ہمیشہ ایک
نظر سے دیکھا۔ دونون فرقون کے ساتھ اس نے وہ برتاؤ کیا کہ مورخ
اس پر شیعہ ہونے کا گمان نہ کر سکے جب کوئی سنی حاجت مند بن کر
اس کے پاس جاتا تو وہ ایسی مہربانی اور اخلاق سے پیش آتا اور اسکے
حال پر اس قدر توجہ کرتا کہ سنی امراء کبھی اتنی توجہ نہ کر سکتے۔
مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطان پوری جنکو ہمایوں و شیر شاہ
دونون کے عہد مین عزت و امتیاز حاصل رہا۔ اکبر کے زمانہ سلطنت مین
ایک مصیبت مین گرفتار ہوگئے اکبر نے جسوقت ہیمو پر لشکر کشی کی تو
سکندر خان افغان موقعہ پا کر پہاڑوں سے نکلا اور علاقہ سے روپیہ
وصول کرنے لگا۔ حاجی محمد خان سیستانی کو جو حاکم لاہور تھا اطلاع
ملی کہ سکندر خان مخدوم الملک کے اشارے سے نکلا ہے تو اس نے
مخدوم الملک سے روپیہ وصول کرنے کی غرض سے یہ ترکیب کی کہ
اس کو گرفتار کر کے شکنجہ مین کس دیا اور آدھا زمین مین گاڑ دیا اسطرح

---

[1] منتخب التواریخ صفحہ ۱۴۶

حاجی محمد خان نے مخدوم الملک سے انکا سالہا سال کا اندوختہ زراسی دیر مین حاصل کرلیا - بیرم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ بہت غضبناک ہوا اور فتح کے بعد بادشاہ کے ہمراہ جب لاہور آیا تو حاجی محمد خان کے وکیل کو مخدوم الملک کی خدمت مین بھیجا کہ معافی مانگے اسکے علاوہ علاقہ مان کوٹ مین ایک لاکھ بیگہ جاگیر عطا کی اور اختیارات پہلے سے بھی زیادہ کردئے - اس واقعہ سے جہاں بیرم کی تدبر اور دانشمندی کا اظہار ہوتا ہے وہان اسکی بے تعصبی اور رواداری کا بھی نہایت اچھا ثبوت ملتا ہے

بیرم صوم وصلوۃ کا بھی بہت پابند تھا - اسکی نمازِ جمعہ اور جماعت فوت نہین ہوئی تھی ۵۱

عادات وخصائل

بیرم خان نہایت رعیت نواز اور پرہیزگار انسان تھا - اہل علم کی صحبت پسند کرتا تھا - فن موسیقی سے بے انتہا گرویدگی تھی - سازندے ہمیشہ اس کی مجلس مین حاضر رہتے تھے ۵۲ نہایت خلیق، ملنسار اور خاکسار تھا بلکہ ان اوصاف مین سب سے ممتاز تھا - چنانچہ وہ خود اسطرح اپنی خاکساری کا اظہار کرتا ہے -

---

۵۱ منتخب التواریخ صفحہ ۱۲۶   ۵۲ تاریخ فرشتہ جلد اول

اگر از تو پرسند تعظیم بیرم   بگو مثل او خاکسارے ندارم

سخاوت و دانشمندی مین اسے مخصوص امتیاز حاصل تہا آداب مجلس سے خوب واقف تہا۔ زیب وزینت کا خوگر تہا[۵]

غیرتِ مردانہ کا اسکے دل مین یہ ولولہ تہا کہ جب میدان جنگ مین جانے کی غرض سے ہتیار لگاتا تو دستار کا سرا ہاتھ مین اُٹہا کر کہتا الہی فتح یا شہادت!   بدہ کے روز ہمیشہ شہادت کے ارادے سے حجامت بنواتا اور غسل کرتا۔ اس کے معمولات مین داخل تہا اس نعمت کے لئے خود بہی ہمیشہ دعا کرتا تھا اور اہل اللہ سے بھی دعا کی استدعا کیا کرتا تھا   غرض بیرم کا وجود مکارمِ اخلاق اور پاکیزگی عادات وخصائل کا ایسا دلکش مرقع ہے کہ اسکے نقش ونگار پر انگشت نمائی کی جرأت نہین ہوتی۔ تاریخ کی جس قدر کتابین آپ اٹھا کر دیکہین گے کوئی تاریخ ایسی نہو گی جس نے بیرم کے حق مین برائی کے ساتھ لب کشائی کی ہو۔ تمام نئے اور پرانے مورخ اسکی تعریف مین رطب اللسان ہین۔

استعداد اور مشاغل علمی | بیرم خان کی علمی قابلیت کے متعلق صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ علوم معمولی سے کم وبیش بہرہ یاب تھا

---

[۵] تاریخ فرشتہ جلد اول

فارسی اور ترکی تو گویا اس کی مادری زبانین تھین۔ شعر خوب سمجھتا تھا اور اس فن سے اسکو خاص مناسبت تھی۔ وہ خود بھی شاعر تھا۔ فارسی اور ترکی زبان مین اس کے مکمل دیوان موجود ہین، اکثر اُستادون کے کلام پر بیرم نے ایسی اصلاحین کی ہین کہ ارباب سخن نے ان کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ اہل بیت کے مناقب مین اکثر قصائد نظم کئے ہین۔

بیرم اہل علم کے ساتھ نہایت مہربانی کا سلوک کرتا تھا اور انکی صحبت کو عزیز رکھتا تھا۔ علماء و فضلاء دور دور سے اسکی علم دوستی کا شہرہ سنکر اسکی بارگاہ مین آتے اور فائز المرام ہوتے تھے اسکی بارگاہ ارباب فضل و کمال کا قبلۂ مقصود تھی [۵۷]

شاعری کے علاوہ بیرم فن موسیقی سے بھی واقف تھا تنہائی کے وقت خود بھی گایا کرتا تھا۔ حقیقتاً یہی فن اس کی ترقی کا باعث ہوا کیونکہ شروع مین جب وہ نوجوان شاہزادہ کی خدمت مین آیا ہے تو اس نے شہزادہ کو اپنے حسن اخلاق موزونیٔ طبع، اور مہارت موسیقی ہی سے اپنی طرف متوجہ کیا ہے، اگرچہ بعد کو اسکی فطری شجاعت، طبعی بسالت، اور جوہر وفاداری نے اُسے زین

---

۵۷ منتخب التواریخ صفحہ ۳۴۰

سے آسمان پر پہونچا دیا لیکن ابتدائی ترقی موسیقی کی رہین منت ضرور ہے، تربیت و آداب شاہی مین بیرم کو کمال حاصل تھا سلہ

ظرافت و شگفتگی مزاج

فہمی قزوینی جو خاندانِ وزارت سے تھا اور اکبر کی مدح میں اکثر قصائد کہا کرتا تھا نہایت بے تکلف اور آزاد آدمی تھا۔ فہمی کا رنگ سُرخ اور آنکھین کیری تھین۔ ایک جلسہ مین بیرم نے اسکو دیکھکر کہا۔

"مرزا خر مہرہ چرا بر روئے دوختہ"

مرزا نے فوراً جواب دیا۔ "برائے چشم زخم"، خان خاناں اس جواب سے بہت محظوظ ہوا اور ایک ہزار روپیہ، خلعت، گھوڑا انعام مین دیا۔ نیز ایک لاکھ کی جاگیر فہمی کو مرحمت فرمائی

ایک مرتبہ ہمایوں چانپا نیر کے قلعہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا قلعہ کا محلِ وقوع کچھ ایسا تھا کہ اس کا فتح ہونا آسان کام نہ تھا ہمایون نے حکمتِ عملی سے اس قلعہ کا چور راستہ معلوم کر لیا اور بہت سی فولادی و چوبی میخین بنوائین۔ ایک روز رات کے وقت چور راستہ کی طرف پہاڑ اور قلعہ کی دیوار مین یہ میخین نصب کرائین تاکہ ان مین رسی ڈال کر بہادرون کو اوپر چڑھایا جائے چنانچہ ۳۹

سلہ تاریخ فرشتہ جلد اول

آدمی اس صورت سے قلعہ پر چڑھ گئے، ایک رسی کی گرہ پر ہمایوں
نے قدم رکھا تاکہ اوپر چڑھے، بیرم نے آگے بڑھکر کہا ذرا ٹھہرئے!
مین اس پر زور دیکر دیکھ لوں کہ مضبوط بھی ہے؟ ہمایون پیچھے
ہٹا، بیرم نے حلقہ مین پیر رکھا اور نہایت چستی کے ساتھ قلعہ کی
دیوار پر پہونچ گیا۔ اگرچہ اس کے بعد ہمایون بھی دیوار پر چڑھ گیا[٥]
لیکن بیرم کی ظرافت دیکھئے کہ اس موقعہ پر بھی طبعی شگفتگی کو ہاتھ
سے نہ جانے دیا۔ شجاعت کی شجاعت، وفاداری کی وفاداری
اور پھر ظرافت کا لطف بھی۔

رات کا وقت تھا دربار خاص مین ہمایون شاہ بیرم سے کچھ
گفتگو کر رہا تھا، رات زیادہ آچکی تھی، نیند کا غلبہ ہوا اور بیرم کی
آنکھین جھپک گئین، بادشاہ کی نظر بھی پڑ گئی، فرمایا۔ بیرم من
بشما میگویم وشما خواب می کنید!
بیرم نے برجستہ کہا۔ قربانت شوم از بزرگان شنیدہ ام کہ در سہ
مقام حفاظت سہ چیز واجب است (۱) در حضرت بادشاہان حفظ
چشم (۲) در خدمتِ درویشان نگہداریٔ دل (۳) در پیش علما پاسبانی
زبان۔ ور ذاتِ حضور صفات سہ گانہ جمع بینم فکر میکنم کدام کدام شان

---

[٥] اکبر نامہ کشوری جلد اول صفحہ ۱۵۲ و مآثر رحیمی صفحہ ۵۳۲

رانگہدارم ؎[۵۱]

ترجمہ:- میں آپ پر قربان جاؤں، بزرگوں سے سنا گیا ہے کہ تین جگہ تین چیزوں کی حفاظت ضروری ہے بادشاہوں کے سامنے آنکھ کی، فقیروں کی مجلس میں دل کی، علماء کی حضوری میں زبان کی اور جناب میں تینوں اوصاف موجود ہیں۔ میں اس خیال میں ہوں کہ کس کس کی دیکھ بھال کروں۔

بادشاہ اس جواب سے بہت مسرور ہوا

بیرم جب ہمایوں کے ساتھ ایران پہونچا تو شاہ ایران کو اس نے اپنی پر لطف باتوں کا اس قدر گرویدہ کر لیا تھا کہ شاہ اکثر بیرم کو بلا بھیجتا تھا۔ اور اس کے شعر و سخن، لطائف و ظرائف سے بہت خوش ہوتا تھا۔

ضبط و تحمل بیرم کا آفتاب اقبال نصف النہار پر چمک رہا تھا دربار لگا ہوا تھا۔ ایک سادہ لوح سید کسی بات پر بیرم سے خوش ہوئے اور کھڑے ہو کر فرمانے لگے، ثواب کی حصول شہادت کے لئے سب حضرات فاتحہ خوانی کریں اور دعا

؎۵۱ ماثر الامراء صفحہ ۳۸۲ و منتخب التواریخ صفحہ ۲۴۰

فرمائین - اہل دربار متحیر ہو کر سید کا منہ تکنے لگے لیکن بیرم کی عالی حوصلگی اور اس کا ضبط و تحمل دیکھو کہ اس نے مسکرا کر کہا[۵۱]

جناب سید! باین اضطراب غم خواری نہ کنید شہادت عین تمنا است مگر نہ باین زودی -

سخاوت بیرم نہایت سخی اور کشادہ دل انسان تہا اس کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا تہا - تنگ دلی اس کی طبیعت مین نام کو نہ تہی ہاشم قندہاری کو صرف ایک غزل پر ایک لاکھ تنکہ اس نے بخش دیا تھا -

ایک مرتبہ رام داس لکھنوی نے جو سلیم شاہ کا گویا تھا اور موسیقی مین اپنے وقت کا تان سین تہا بیرم کے دربار مین آ کر اپنے فن کا کمال دکھایا تو بیرم نے ایک لاکھ تنکہ اسکو انعام دیا[۵۲]

رام داس کا گانا بیرم کو بہت پسند تھا بیرم اسکو نہایت عزیز رکہتا تھا، رام داس خلوت و جلوت مین اس کا ہمدم تہا جب وہ گاتا تہا تو بیرم آبدیدہ ہو جاتا تھا - ایک جلسہ مین نقد و جنس غرض جو اسباب تھا سب رام داس کو دیکر خود الگ کہڑا ہو گیا -

اسی طرح حجاز[۵۳] خان بداؤنی کو ایک قصیدے کے صلے مین

---

[۵۱] ماثر الامراء صفحہ ۳۸۰ و ۳۸۱ [۵۲] خزانہ عامرہ صفحہ ۵۹۴

[۵۳] خزانہ عامرہ صفحہ ۵۹۴ و دربار اکبری صفحہ ۱۹۳

جو حجاز خان نے اس کی مدح مین کہا تھا ایک لاکھ تنکہ نقد انعام دیا اور تمام سرکار سرہند کا امین کرکے اسکو اس صوبہ پر نامزد کر دیا۔
حجاز خان کے قصیدے کا مطلع یہ ہے۔

چون مہرۂ نگین سما شد فرد و تاب   پرکار خاتمش بزمین داد لعل تاب

رام داس لکھنوی کا واقعہ مولانا آزاد نے ان الفاظ مین بیان کیا ہے۔

"خان خانان بیرم ہمین طور باد جود آنکہ زر ہیچ"
"نداشت یک لک تنکہ برام داس لکھنوی کہ از"
"مطربان سلیم شاہی بود و در وادی سرود اورا"
"ثانی تان سین توان گفت، در یک مجلس بخشیدہ"[۱]

بیرم کی ذاتی حیثیت اور اسکے مرتبہ کی بلندی کو دیکھتے ہوئے "زر ہیچ نداشت" کا جملہ اس کے بے انتہا غنی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

ماثر الامراء مین لکھا ہے کہ تیس ہزار شریف، شمشیر زن اس کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے اور ۲۵ پچیس نہایت لایق و مدبر امیر اسکے سلک ملازمت مین داخل تھے جو اس کے فیض خدمت سے پنجہزاری

۱؎ خزانۂ عامرہ صفحہ ۴۵۶

منصب پر فائز اور صاحب طبل و علم ہوئے [۱]

واقعہ یہ ہے کہ بیرم خان فضل و کمال صلاح و تقویٰ۔ ہمت و کرم کے اعتبار سے نہایت ممتاز تھا۔ مدبر و شجاع کارداں اور قوی دل تھا [۲]

شاعری بیرم خان کو فن شعر میں نہایت اچھی دستگاہ حاصل تھی۔ مولانا آزاد بلگرامی لکھتے ہیں۔

بیرم خان در شعر سلیقۂ مناسب داشت [۳]

لیکن باوجود اس کے کہ بیرم صاحب دیوان تھا فارسی اور ترکی زبان مین اس کے دیوان موجود تھے کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے اس کے کلام کا انتخاب درج نہین کیا۔ تاریخ کی کتابوں مین اسکے خاص خاص اشعار مذکور ہین۔ اسی طرح تذکروں مین کتب تاریخ سے یہ تو ثابت ہے کہ بیرم صاحب دیوان تھا مگر اس کا کلام کمیاب ہے مین نے بیرم کے سوانح حیات جمع کرنیکے سلسلہ مین اکثر کتب تاریخ پر نظر ڈالی لیکن بیرم کا کلام بہت کم مقدار مین دستیاب ہوا مین تلاش و جستجو مین مصروف تھا کہ مین نے منتخب اللباب مطبوعہ کلکتہ کے ٹائیٹل پر دیوان بیرم کا اشتہار دیکھا جس کو بنگال ایشیاٹک سوسائٹی نے شایع کیا ہے۔ مین نے ایشیاٹک

---

[۱] ماثر الامرا۔ صفحہ ۳۸۲ [۲] ماثر الامرا صفحہ ۳۸۲ و ۳۸۳ [۳] خزانۂ عامرہ صفحہ ۱۵۹

سوسائٹی کو خط لکھکر دیوان منگایا اور میری مسرت کی کوئی انتہا نرہی جب بیرم کا فارسی اور ترکی دیوان مجھے وی۔پی کے ذریعے سے حاصل ہوگیا۔

یہ فارسی و ترکی دیوان ایک ہی جگہہ شایع ہوا ہے ۹۱ صفحات اسکی ضخامت ہے پہلے فارسی کلام درج ہے جس مین حمد، منقبت عاشقانہ کلام، فردیات، رباعیات، غرض سب ہی کچھہ ہے اور یہ سلسلہ پچاس ۵۰ صفحات کو محیط ہے۔ اسکے بعد ترکی دیوان شروع ہوتا ہے دیوان کے آخری حصتہ پر جہان ترکی دیوان ختم ہوا ہے، یہ عبارت مرقوم ہے۔

تمت برسم کتابخانہ نواب نامدار عالم مدار، خورشید اشتہار، خان خاناں مرزا خان بہادر سپہ سالار ابن نواب مرحوم مغفور خان خانان محمدؐ بیرم خان بہادر، شرف اتمام یافت، در پرگنہ جالنہ پور تاریخ ہفتم شہر شوال ۱۲۰۰ھ۔ کتبہ کمترین غلامانِ باخلاص بہبود کاتب غفر ذنوبہٗ دستر عیوبہٗ۔

خدا دایم ازان دل بارضا باد
کہ کاتب را کند با فاتحہ یاد

بدقسمتی سے مین ترکی زبان نہین جانتا ورنہ بیرم کے ترکی دیوان سے

حظ اندوز ہوتا اور چونکہ عام طور پر ناظرین بھی اِس زبان سے
ناآشنا ہونگے اسلئے ترکی دیوان کا اقتباس کوئی فائدہ نہین رکھتا
البتہ فارسی دیوان کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے جو اُمید ہے کہ دلچسپی
سے پڑہا جائیگا۔

شیخ عبدالقادر بدا ؤنی لکھتے ہین کہ آج (عہداکبری) مین بیرم کے
دیوان لوگون کی زبانون اور ہاتھون پر روان ہین لیکن افسوس
ہے ہمارے زمانہ مین اگر کلکتہ کا یہ مطبوعہ دیوان موجود نہ ہو تو
بیرم کا بلیغ کلام دستیاب نہین ہوسکتا۔

مورخ مذکور کا بیان ہے کہ بیرم کے دیوان کی پیشانی پر محوی کی
یہ رباعی لکھی ہوئی ہے۔

از کون و مکاں نخست آثار نبود　　کاشیا ہمہ از دو حرف شد موجود
آمد چو ہمین دو حرف مفتاح وجود　　شد مطلع دیباچۂ دیوان شہود

لیکن سوسائٹی کے مطبوعہ دیوان مین یہ رباعی کسی مقام پر بھی
درج نہین ہے اس دیوان کی ابتدا اِس قصیدے سے ہوئی ہے،

شہے کہ بگذرد از نہ سپہر افسر اُو
اگر غلام علی نیست خاک بر سر اُو

اس مطلع کے متعلق مولانا غلام علی آزاد لکھتے ہین۔

اگر من در عہد بیرم خان سے بودم این مطلع راکہ
بنامِ من مناسب اُفتادہ بعوض نقد جان
از ویخریدم [۱]

یہ قصیدہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی منقبت مین ہے اس کے بعض اشعار تاریخ فرشتہ مین بھی ملتے ہین۔ کلام کا انتخاب کرنے سے قبل مین مناسب سمجھتا ہون کہ بیرم کی ایک حمد درج کردون جو اس کے دیوان (مطبوعہ کلکتہ) کے صفحہ ۲۳ پر تحریر ہے۔

ذات تو کہ درکنہ کمالش نہ رسد کس
از وصف مبرا ست تعالےٰ و تقدس

ذکر ہمہ تعظیم تو و اسم تو اعظم
فکر ہمہ تقدیس تو و ذات تو اقدس

نے واقف انوارِ تو اشباح مطہر
نے کاشف اسرار تو ارواح مقدس

لطف و کرمت دادہ بدرویش و توانگر
گہ خرقۂ پشمینہ گہے جبۂ اطلس

نفسے کہ برائے تو کند ترک نفائس
او درہمہ آفاق زانفس بود انفس

(۱ خزانۂ عامرہ صفحہ ۵۹ ۴)

از حسن دلآرائی تو در ناز نیاز اند
پیرانِ کہن پوش و جوانان ملبس

آن لحظہ کہ از دمدمۂ روز قیامت
گردند خلایق بدمے ابکم و اخرس

فریاد کنان جملہ سر از پا نہ شناسند
از لطف بہ فریاد من بے سر و پا رس

چوں بیرمِ دل سوختہ را جز تو کسے نیست
رحمی بمن سوختۂ بیدل و بیکس

یہ حمد جو ایک حیثیت سے مناجات بھی ہے کس درجہ جوش، روانی، اور جذباتِ عبودیت، نیز خلوص نیت کی حامل ہے اسکا اندازہ کچھ وہی قلوب کر سکتے ہین جو تجلیات الٰہی سے روشن ہون،

دیوان بیرم کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے منقبت اور مدحیہ قصائد ہین پھر غزلیات اس کے بعد فردیات، مقطعات، اور رباعیات، اسی ترتیب سے انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔

قصائد دیوان مین منقبت اور مدحیہ ملا کر کل چہ قصیدے ہین جو ۲۷۳ اشعار پر مشتمل ہین، پہلا قصیدہ جو ۱۶۲ اشعار کا ہے، حضرت علیؓ کی منقبت مین ہے،

شہے کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او | اگر غلام علی نیست خاک بر سر او
ولی والیٔ والا امیر عرش جناب | کہ ہست خسروِ خاور کمینہ چاکرِ او
بہ عہد ہیچ پیمبر کسے نہ بود کہ بود | برادر و خسرو ابن عم پیمبر او
بخوان لحمک لحمی ز شہد قولِ رسول | حدیثِ طیر غذائے خوشیست در خور او
ز تابِ تشنگی حشر خلق را چہ ضرر | اگر نصیب شود ... ز کوثر او
سموم قہر تو بر ہر قبیلہ کہ گذشت | ز قوم عاد خبر داد بادِ صرصر او
شمیم جعد تو گر بگذرد بکشور چین | ز رشک خاک شود نافہائے اذخر او
خوش آں زماں کہ شود توتیائے دیدہ من | غبار خاک رہ مشہد منور او
شہا غلام تو بیرم کہ از عنایت تست | کہ گشتہ سلطنت ظاہری میسر او
ولے بخاک جناب تو روئے خویش نسو | اناں چہ سود کہ بر چرخ سود افسر او
ز ہجر خاک در ت حال ابتر دارد | ز گردش فلک و اختر ستمگر او
امیدوار چنانم کہ از کمال کرم | نظر دریغ نہ داری ز حال ابتر او

(۲) یہ قصیدہ امام ہشتم حضرت علی موسی رضا علیہ السلام کی منقبت میں ہے اس میں ۵۳ اشعار ہیں اور تقریباً تمام اشعار میں روانی، جوش، اور آمد کا ایک طوفان موجزن نظر آتا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ بیرم کو امام ہشتم سے خاص روحانی تعلق ہے زندگی میں بھی اس تعلق کا اظہار ہوتا رہا اور مرنے کے بعد بھی بیرم کی ہڈیاں

مشہد مقدس پہونچائی گیئں جہاں حضرت علی موسیٰ رضا محوِ استراحت ہیں

چوں بر فراخت خسروِ دین رایت ہدا
اعلام کفر گشت نگونسارِ جابجا

بنمود در بلادِ ختن چترِ لالہ گوں
بشکست در سوادِ حبش قیرگوں لوا

درمہ فتاد چوں مگس از تارِ عنکبوت
از چنگ بازِ صبح چو شد زاغِ شب رہا

چوں باز دارِ صبح فرو کوفت طبلِ زر
مرغابیانِ شام رمیدند زاں صدا

چوں تارِ زر کشید بہ قانونِ خویش مہر
درحال جنترِ زحل افتاد از نوا

بنمود مہر باید بیضا کلیم دار
فرعون گشت غرقِ بلی انہ طغےٰ

بگذشت لیل و بر اثر آں ضحیٰ رسید
یعنی کہ باشد از پئے واللیل والضحیٰ

سلطانِ ملکِ روم زِ مشرق علم کشید
سالارِ خیلِ زنگ بمغرب گرفت جا

پیدا شد از افق علم سُرخ آفتاب
چوں پر توی زرایت سلطان اولیا

نمود صبح کا یہ مرقع محاکات کی کتنی اچھی مثال ہے۔

شاہے سپہر کو کبۂ عرشِ منزلت
سلطان بوالحسن علی موسیٰ رضا

شاہی کہ در مقام صفا ہمچو مصطفےٰ است
بالاتشین صدر نشینانِ اصطفا

صدرے کہ در جہانِ رضا مثل مرتضیٰ است
شاہِ سریر صفۂ ایوانِ ارتضا

ماہے کہ بود روشنی چشمِ فاطمہ
شاہی کہ بود خرمیٔ جانِ مصطفےٰ

اے مہر راز نور جمال تو اقتباس
وے چرخ را بخاکِ جنابِ تو التجا

اے فطرت تو کاشف اسرار لو کشف
وے ہمت تو فاتح ابوابِ لا فتیٰ

آں ظالمے کہ ظلم شما را مباح داشت
واں موذی کہ زہر روا داشت بر شما

عقد قبق ربود خدنگ تو از کجک
کرد از ہلال صورت پروین شہاب حک

ہر تو گوئی مہر نماید کدوئے زر
بدر د ہلال ہم کدوئے نقرۂ ہم کجک

یک یک بتان ہائے قبق جلوہ گر شدند
اما بخوبی تو نبودند ایچ یک

ایشان اگر صبح تو کانِ ملاحتی
در خوان حسن چاشنی نیست چون نمک

از دلبراں شریک نہ داری بہ نیکوئی
گفتن تواں بحسن ترا لا شریک لک

شکر خدا کہ خوش دلی از دولتِ پدر
شکر دگر کہ فارغی از کلفت عمک

بیرم غلام تست بہر کشورے کہ ہست
خواہی دمشق خواہ حلب خواہ بعلبک

(۵) یہ قصیدہ غالباً ہمایوں کی مدح مین ہے اور اسی مفارقت کا قصیدے مین ذکر کیا گیا ہے، ممکن ہے یہ بھی قندہار کی پیداوار ہو
زہے دو زلفِ تو غارت نمائے کشور دین

زہے دو چشم تو حیرت فزائے اہلِ یقیں
بنفشہ سنبلِ زلفِ ترا کمینہ غلام
غزالہ غمزۂ چشم ترا غلامِ کمیں

حسن و جمال کی تعریف کرتے کرتے گریز کرتا ہے۔

بعرض حال توجہ کنم کہ مستغنیست
عروس حسن و جمالت ز زینت تحسیں
بنا قریب بسالیست کز وصالِ تو دورم
بریں شداست بخوں ریز من سپہر بریں
ازاں زماں کہ فتادم ز درگہ تو جدا
بآہ و نالہ انیسم بدرد و غصہ قریں
مرا نہ خاطر خرم مرا نہ سینۂ شاد
مرا نہ روز قرار و نہ شب بود تسکیں

ولے بہ مذہب اہل وفا گنہگارم
کہ زندہ بے لب لعل تو ماندہ ام چندیں
گناہگارم و اُمید عفوے دارم
بجرمِ بندہ چہ بینی بعفو خویش بہ بیں

اگرچہ از غم دوریٔ و دردِ مہجوری
ندیدہ روے تو جاں داد بیرم مسکیں
زاہل درد دعاے بقائے حسن ترا
اجابتست بآمین جبرئیل امیں

ہزار سال بماں در کمال حسن و جمال
براے خرمیٔ جانِ عاشقان آمیں

(۶) یہ قصیدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت میں ہے اس میں دس شعر ہیں۔

جذبۂ عشق میکشد سوے توام زہر طرف
محنتِ ہجر میکشد رحم کن اے شہِ نجف
در دلِ مقبلان بود مہر تو ورنہ کے شود
نام تو نقش ہر نگیں عشق تو در ہر صدف
اخترِ برجِ ھل اتیٰ گوہر دُرجِ لا فتےٰ
شاہ سوار لو کشفت گنج نثار من شرف

پیر فلک بہ عمر خود جستہ ولے نیافتہ
نادرا مہات را مثل تو دیگرے خلف

از رہ اعتقاد کن صرف رہ سگانِ او
بیرم اگر نہ عمر عزیز را تلف

غزلیات

دیوان میں ۳۸ غزلیں ہیں جو ردیف وار لکھی گئی ہیں

بیرم کا طرز غزل گوئی وہی ہے جو اُس عہد کے شعرا کا تھا۔ عاشقانہ کلام میں اس کے بعض اشعار نہایت پُرکیف ہیں، بیوفائی فلک، بے سروسامانی، مضمون آفرینی، اظہار وفاداری، خوئے رضا، خاکساری وغیرہ کے متعلق بھی اشعار ملتے ہیں، بیرم کا انداز تغزل دلچسپ، پرلطف، اور موثر ہے ضرورت تھی کہ اسکے کلام کا موازنہ ہم عہد شعرا کے کلام سے کیا جاتا لیکن یہ بات ایسی ہوگی جس کے لئے کتاب کے بہت سے صفحات درکار ہونگے۔ اسلئے صرف انتخاب ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

تا سرو دید ناز کئے آن نہال را ۔۔۔ از سر نہاد دغدغۂ اعتدال را
چون خود مثال آہوے وحشی رمیدہ ام ۔۔۔ با خود چگونہ رام کنم آن غزال را
ہر بیدلے کہ محنت شام فراقِ دید ۔۔۔ دانست قدر نعمت صبح وصال را
بیرم بگو کہ صورت حال مقال تو
در قیدِ قیل و قال کشد اہل حال را

بازار شما با دگراں گرم ولیکن　　چون بندہ خریدار دگر نیست شمارا
بسیار جفا بر دل بیرم نہ پسندید　　چون یار وفا دار دگر نیست شمارا

میخانہ کہ جائے طرب افزائے لطیفے است
خوش جائے لطیفے است عجب جائے لطیفے است

آرام نہ گیرد دل میخوارہ بجائے
زین گونہ کہ ہر جانب او جائے لطیفے است

صحرائے دلم جلوہ گہ لالہ رُخان شد
از بہر تماشائے تو صحرائے لطیفے است

بر بود تماشائے لطیفے دل ما را
بیرم دل ما را چہ تماشائے لطیفے است

پیرہن نازک و از وے بدنش نازک تر
نازکیٔ بدن از پیرہنش معلوم است

گرچہ طوطی شدہ مشہور بہ شیرین سخنی
با وجودِ لب شکر شکنش معلوم است

چوں نسبت محبت ما بی نہایت است
اندک حکایتے کہ شنیدی زما مرنج
زین بیش نیست تاب صبوری خدائرا
با خون من بریز ہمین لحظہ یا مرنج

ماہے چو عارضِ تو منور نمے شود
سروے بہ قامت تو برابر نمے شود
ناچار خو بہ محنت ہجران گرفتہ ایم
چون دولتِ وصال میسر نمے شود
کلکِ قضا رقم زدہ درحسبِ حالِ من
ہر نقش آرزو کہ مصور نمے شود
بیرم بدہ رضا بقضائے کہ رفتہ است
چون کارہا خلافِ مقدر نمے شود

گرد آن کاکل اگر بادِ صبا مے گردد
سبب تفرقۂ خاطر ما مے گردد
بیرم از کاکلش آویختہ موئے بخیال

ہمہ جا سایہ مثالش ز قفا مے گردد

حلوائے خوانِ چرب زبانانِ ہند را
این قند پارسی ز سوئے قند ہار بر
از روئے درد شرح غمے کردہ ام رقم
حرف دوئی ز خامۂ من یادگار بر

بیرم ز باغِ چرخ مجو میوۂ مراد
چون کس نخوردہ از فلک بے مدار بر

سودا زدۂ و بے سر و سامان شدہ ام باز
آشفتہ و بدحال و پریشان شدہ ام باز
نایافتہ از شادیٔ وصل تو حضوری
دردا کہ اسیرِ غمِ ہجران شدہ ام باز

بیرم سر و سامان مطلب از منِ مجنون
کز عشق بتے بے سر و سامان شدہ ام باز

اے ہمہ فتنہ دوران ز قدم تا کاکل

لیک در فتنہ گری از ہمہ بالا کاکل

کشورِ جان مرا تاختہ پنہان قامت
راز پنہان مرا ساختہ پیدا کاکل
صدگرہ در دل ازان کاکلِ پیچان دارم
نہ کشاید دل من تا نہ کند وا کاکل

گہ شود بر سرِ من باعثِ غوغا قامت
گہ بود در دل من مایۂ سودا کاکل

در دل خیال ناوک دل دوز آن نہال
منزل گرفتہ ہم چو الف درمیانِ دال
سروے چون تو زگلشن ایام برنخواست
از فرق تا قدم ہمہ در حدِ اعتدال

گر برارم شعلۂ از دل دہان مے سوزدم
در نہان دارم درون سینہ جان میسوزدم
از وجودم ماندہ مشت استخوانی ہنوز
داغِ ہجران تو مغز استخوان میسوزدم

بتّرما آن بلبل بے خان و مانم در فراق
کز دل پر سوز ہر شب آشیان میسوزدم

پیش آئے کہ قربان سراپائے تو گردم
بگذار کہ گرد قد و بالائے تو گردم
مفتون لب لعل شکرخائے تو ہاشم
مجنوں سر زلف سمن سائے تو گردم
گردے شوم و زیر قدم ہائے تو رفتم
ہر جا کہ روی خاکِ کف پائے تو گردم
بینم رخ زیبائے تو زآئینۂ عالم
ہر سو کہ بگردم بہ تماشائے تو گردم

پیوستہ در کمند بلائے تو ام اسیر
تا بودہ ام اسیرِ بلائے تو بودہ ام
ہر سو کہ رفتہ ام بہوائے تو رفتہ ام
ہر جا کہ بودہ ام برضائے تو بودہ ام
ہرگز خلافِ رائے تو کارے نہ کردہ ام

تا بوده ام موافقِ رائے تو بوده ام

اگر از تو پرسند تعظیم بیسرم بگو مثل او خاکسارے ندارم
فردائے قیامت که سر از خاک برآرم چون لاله بدل داغ تمنائے تو دارم
گفتم ز چه پروائے من زار نه داری در خنده شد و گفت چه پروائے تو دارم
از سرو صنوبر نه کشاید دل بیرام زان رو که هوائے قد بالائے تو دارم

بروے او گناہے جز نگاه خود نمے دانم
نمی دانم چه بد کردم گناه خود نمے دانم
امیدم از تو بسیار است شاه من چو میدانی
که جز خاکِ درت اُمیدگاه خود نمی دانم

در سایۂ شب جمع شود پرتوِ خورشید
هرگه شود از کاکل او تار پریشان
کم نیست پریشانیم از جان گرفتار
بسیار گرفتارم و بسیار پریشان
تا چند پریشانیٔ گفتارِ تو بیرم

خوش نیست ترا این همه گفتار پریشاں

خورشید را زوال بود در حد کمال
خورشید بے زوال توئی در کمالِ حسن
بیرم مکن تخیل فرزانگی دگر
دیوانگی خوش است چو کردی خیالِ حسن

بیرم که چشم خویش به یکتائی تو دوخت
از دل کشید رشتۂ جان بہر دوختن

کبوتر حرمش گر شود حوالۂ من
بچشم خویش کنم فکر آب و دانۂ او
ز سوز سینہ چو بیرم سخن کند پیدا است
نشان داغ دل از حرف عاشقانۂ او

رسیده است بسے مرا دیم ز رقیب
اگر دمے بمرادے رسیده ام از تو
ز بزم عیش و فراغت رمیده چوں بیرم
بکنج محنت و غم آرمیده ام از تو

من کیستم عنانِ دل از دست دادۂ
از دست دل براہِ غم از پا فتادۂ

دیوانہ وار درکمر و کوہ گشتۂ
بے اختیار سر بہ بیابان نہادۂ

ہم چشم جان بصورت جانان کشودۂ
ہم خون دل ز دیدۂ گریاں کشادۂ

نادیدۂ غیر دیدۂ غم دیدہ ساغرے
ناخوردہ بعد خون دلِ ریش بادۂ

گاہے چو شمع ز آتش دل درگرفتۂ
گہ چون فتیلہ در دل آتش فتادۂ

ہم خارہا بدیدۂ پُر خون شکستۂ
ہم داغہا بسینۂ محزون نہادۂ

بیرم ز فکر اندک و بسیار فارغیم
ہرگز نہ گفتہ ایم کمے یا زیادۂ

اس غزل کو تذکرہ نویسوں نے ہاشم قندہاری کے نتائج دماغ مین شمار کیا ہے، چنانچہ تاریخ بداؤنی کے حوالہ سے مولانا آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ کے صفحہ ۴۵۸ پر ہاشم قندہاری کے

تذکرہ مین ایک واقعہ لکھا ہے جس سے ظاہر بین نگاہین بیرم کے اخلاق پر الزام قایم کر سکتی ہین۔ ہم پہلے یہ واقعہ نقل کرتے ہین۔ پھر اس پر مختصر تبصرہ کرینگے۔

ہاشم قندہاری بیرم کی خدمت مین رہا کرتا تہا۔ بداؤنی مین مرقوم ہے کہ بیرم نے ہاشم کی ایک غزل اپنے نام سے مشہور کر دی اور اسکے معاوضہ مین اسکو ساٹھ ہزار تنکہ نقد دیکر کہا کہ اتنا معاوضہ کافی ہے؟ ہاشم نے فوراً جواب دیا ساتھ "کم" ہین بیرم نے ۴۰ ہزار تنکہ کا اضافہ کرکے پورے ایک لاکھ کر دیئے[۵۱]

ہاشم کا جواب حقیقتاً ایک علمی لطیفہ ہے "کم" کے عدد نکالے جائین تو ساٹھ ہوتے ہین اور یہی رقم ہاشم کو مرحمت ہوئی تہی گویا انعام کی صحیح تعداد بھی جواب مین آگئی اور یہ بہی ظاہر ہوگیا کہ یہ عطیہ کم ہے، بیرم کا ہاشم کو ایک لاکھ تنکہ دیکر ایسی غزل اپنے نام سے منسوب کرنا جس سے بہتر نہین تو کم از کم اسی پایہ کی غزل وہ خود کہہ سکتا تہا میری رائے مین حوصلۂ عطا کی نمائش کے علاوہ کچہہ بہی نہین۔

بیرم خود ایک نغزگو شاعر تہا اس قسم کی غزل وہ بہی کہہ سکتا تہا، جس شخص نے فارسی و ترکی مین مکمل دیوان لکھے ہون

۵۱ خزانۂ عامرہ صفحہ ۵۸ ہ

اور نہایت بلیغ قصائد نظم کئے ہوں گیا وہ ایسی غزل نہیں کہہ سکتا جو تغزل کے اعتبار سے کسی خاص جدت خیال اور ندرت بیان کی حامل نہیں ہے۔ لیکن جہاں دست کرم دامن طلب کا صرف بہانہ ہی ڈھونڈتا ہو وہاں یہی ہوتا ہے کہ ذرا سے اشارے پر معمولی سی طلب پر ابر کرم برس پڑتا ہے۔

ہاشم، بیرم کے دامنِ دولت سے وابستہ تھا اگر واقعی بیرم اس غزل کو اپنے نام سے مشہور کرانے کا متمنی تھا تو وہ یہ انتظام بھی کر سکتا تھا کہ اس واقعہ کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ کیونکہ ایک لاکھ تنکہ دیکر جو غزل خریدی گئی تھی وہ اب بھی ہاشم کے نام سے منسوب ہے۔ ایسے غیر معمولی دل و دماغ کے انسان سے جو آئینِ ملک داری و جہانبانی کا پتلہ ہو۔ کیا ایسی تدبیر وضع نہ ہو سکتی تھی کہ غزل ہاشم کی جگہ اُسی کے نام سے مشہور، مگر اس عالی حوصلہ ہستی کو یہ بات مطلوب ہی نہ تھی اس کو تو سخاوت کا ایک تماشہ دکھانا تھا جس کے لئے صرف حیلہ کی تلاش تھی۔

بیرم شاعر بھی تھا اور خود دار بھی، اسکی خودداری سے یہ امید نہیں کہ وہ دوسرے شخص کے جواہر افکار پر دست تطاول دراز کرے، بیرم اشعار مستعار کو نہایت ذلت و حقارت کی نظر

سے دیکھتا ہے بلکہ دوسرے شعرائے پر محض اس لئے اعتراض کرتا ہے کہ وہ مستعار اشعار سے شہرت و ناموری حاصل کرنے کی سعی کرتے ہین، چنانچہ اپنے ایک زبردست قصیدے مین جو ہمایون کی مدح مین نظم کیا گیا ہے فخریہ لہجہ مین کہتا ہے۔

امروز شاعران دگر از کمالِ جہد
از شعر مستعار ندارند ننگ و عار

اشعار بندہ چون دگران مستعار نیست
دارم ہزار عار ز اشعار مستعار

یہ قصیدہ عہد ہمایون مین لکھا گیا ہے جب بیرم کی شاعری اوسکی عمر کے اعتبار سے تقریباً "بچہ" تھی اور ہاشم قندھاری والا معاملہ عہد اکبری مین پیش آیا ہے۔ اسوقت بیرم اگرچہ بوڑھا ہو چکا تھا۔ مگر اس کی شاعری جوان تھی پھر جس شخص نے اپنی شاعری کے لڑکپن مین استعارۂ اشعار کو ننگ گفتار سمجھا ہو وہ شاعری کے شباب مین اس لقمۂ حرام کو کس طرح نگل سکتا ہے؟

انسان کا قلب واردات و حوادث کا آئینہ ہوتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ آئیندہ وقوع مین آنے والی مصیبتون کا اثر پہلے ہی سے قلب پر ہو جاتا ہے اس عالم مین اس قسم کے تذکرے اور اشعار جو

رنج والم کی کیفیات سے مملو ہون انسان کو مرغوب ہوتے ہین چونکہ
یہ غزل بیرم کی بربادی سے کچھ ہی قبل کہی گئی ہے اسلئے ممکن ہے
کہ جس وقت ہاشم نے بیرم کو یہ غزل سنائی ہو تو اسکے دل پر آیندہ
پیش آنے والے مصائب کا اثر ہو چکا ہوا اور اس نے غزل کو اپنے
موافق حال سمجھکر ہاشم پر یہ نوازش فرمائی ہو اور ہاشم نے بار
احسان سے دبکر اس مین بیرم کا تخلص نظم کر دیا ہو یا بیرم نے خود
اس خیال سے کہ یہ مصائب اوسی کے نام سے متعلق رہین ہاشم
سے خواہش کی کہ اس کا تخلص نظم کر دیا جائے، چونکہ جس سال
کا یہ واقعہ ہے اوسی سال بیرم پر ادبار و نحوست کا پہاڑ ٹوٹ
پڑا ہے اور اس پر غزل کا حرف حرف قدرتاً صادق آگیا ہے اسلئے
ہمارا یہ خیال کچھہ بعید بھی نہین معلوم ہوتا۔ بہر حال اس واقعہ کو
صرف سخاوت کا ایک کرشمہ اور قدردانی علم وفن کا ایک معجزہ
سمجھنا چاہیئے الزام کی صورت اسکو نہ دینی چاہیئے۔

سلسلہ انتخاب مین اس جملہ معترضہ کا حائل ہو جانا ضروری امر تھا
اگرچہ اس سے انتخاب کی کڑی ٹوٹ گئی مگر واقعات اور سیرت
بیرم کی زنجیر مربوط ہو گئی اس کو چھوڑ دیا جاتا تو انتخاب کی وہی
صورت ہو جاتی جو دیوان بیرم (مطبوعہ کلکتہ) کی ہے کہ اس مین

ہاشم بھی موجود ہین اور ہمایون بھی مگر دیوان مین کوئی اشارہ
اس طرف نہین کیا گیا صفحہ ۳۶ پر ہاشم کی یہ غزل بلا کسی تشریحی
نوٹ کے درج ہے اور صفحہ ۴۲ پر ہمایون کی ایک رباعی بیرم کے
نام سے تحریر ہے اسی طرح آخر دیوان مین ہمایون کی وہ ابیات
جو "بیرم و ہمایون کی منظوم مراسلت" کے تحت مین لکھی جائین گی
بیرم کے نام سے شامل دیوان ہین۔ اس طویل دقفہ کے بعد
اب مین پھر انتخاب کیطرف متوجہ ہوتا ہون۔

از سوزِ غم عشق سویدائے دلِ من
چون داغ سیاہی ست کہ بر لالہ نشستہ

بیرم کہ خموشست جدا زان گل رخسار
چون بلبل زاریست کہ از نالہ نشستہ

آن مہ نمود رخ ز گریبانِ پیرہن
یا سر کشید یوسف مصری ز قعر چاہ

مہ با تو مشتبہ نہ شود آفتاب ہم
چون نیست در کمال جمال تو اشتباہ

تا کفرِ خط از مصحف روئے تو بر آمد
بس فتنہ کہ در حلقۂ اسلام فتادہ

گہ من از روئے محبت بودہ ام در خانہ ات
گہ تو از راہِ وفا در خانۂ من بودۂ
تا بہ آخر آشنائے خویش دانستم ترا
نیک چون کردم نظر بیگانۂ من بودۂ

شدی یارم ولیکن شیوۂ یاری نہ میدانی
دلم بردی دلے آئین دل داری نمے دانی
بعرضِ حالِ خود بد نیست گفتار تو اے بیرم
اگر مثلِ حریفان خوب گفتاری نمے دانی

ندانی با سرار خوبی رسیدن اگر عشق زیبان جوانے نداری
بہ بیرم نظر کن کہ در ملک معنی چنین عاشق نکتہ دانے نداری

اسیرے دردمندے بے نصیبے فقیرے بیکسے بے اعتبارے

بباز ار ملامت در میانے   ز ارباب سلامت بر کنارے

در نہانی بادہ ے نوشی بیارانِ دگر
پیش ما اظہار زہد و پارسائی ے کنی
بیرما در ملک صورت باد شاہ نیست خوش
خوش بود گر در رہ معنے گدائی ے کنی

با ما بہ نشین جانِ کسے کاہل وفا ہم
سہل است کہ با مردم نا اہل نشینی
علم و ادب از حلقۂ اہل نظر آموز
حیف است کہ در دائرۂ جہل نشینی

پیش روئے تو عزیزان جہانند غلام
خویش را از چہ سبب یوسف ثانی داری
بیرما بندہ آن خسرو خوبان شدۂ
گرچہ از شاہ جہان رتبہ خانی داری

آلوده نخواهم که شود دامن پاکت
حیف است که در دیدهٔ خونبار نشینی

اگر با دردمندان یار باشی
ز باغ عمر برخوردار باشی
دوائے سینهٔ مجروح کردی
انیس خاطر افگار باشی
ازین خوشتر خیالے نیست بیرم
که دائم در خیالے یار باشی

اینکه دلها را بدلها راه می گویند هست
بنده را محزون ترا مسرور بودن تا بکے
اے ز رویت دیدهائے مرداں را روشنی
دیدهٔ بیرم ز تو بے نور بودن تا بکے

حرفے نه نوشتی دلِ ما شاد نه کردی
ما را به زبان قلمے یاد نه کردی

یاد تو صد بار کنم ناله و فریاد
فریاد که یک بار مرا یاد نه کردی

اے کردہ فراموش ز غمخواری بیرم
حرفے نہ نوشتی دل ما شاد نکردی

بیمارم و افتادہ براہت گذرے کن
سوئے من افتادہ بیمار فلانے

فردیات

اس عنوان کے ذیل میں صرف ۱۹ اشعار لکھے گئے ہیں۔ جس میں سے بعض یہہ ہیں۔

اے کہ بے رویت زمانے آرمیدن مشکل است
وے کہ نا دیدن ترا دشوار و دیدن مشکل است

بگلشن ہر طرف کان سرو گل رخسار می گردد

دو چشم از برائے دیدنِ او چاری می گردد

تا چند نظر جانب اغیار توان کرد
در هر نظر آزارِ من زار توان کرد

در دیده بجز نقش خیالِ تو نه بینم
آن روز مبادا که جمالِ تو نه بینم

دارم چنان امید که قیوم لایزال
بارِ دگر نصیب کند دولتِ وصال

از وصلِ گلم خاطرِ محزون نه کشاید
گل را چه کنم آرزوئے روئے تو دارم

مقطعات

زہے ذاتے کہ مے بینم جہانے
بتو را جمع زِ اطراف و جوانب

زورحفظ مراتب بے نظیری
چہ داند غیر تو حفظِ مراتب
مناصب گرچہ افزوں بود ازین پیش
ترا ز جملہ اعیان و اقارب
فزو د اکنون با لطاف الٰہی
مناصب بر مناصب بر مناصب
مبارک بر مبارک بر مبارک
مناسب بر مناسب بر مناسب

اے خواجہ کہ از پئے جاہ و جلال خویش
بر مال بیوہا و یتیماں کنی طمع
تا عزّ من قنع شدہ نقش نگین ترا
دارند اہل فقر ز دست تو صد جزع
گر تو چوں زخواری اہل قناعت است
آں بہ کہ نیودت بنگین عزّ من قنع

گر تو خواہی کہ بہ مطلوب رسی یار عزیز

ساده بین باده بنوش ولب محبوب بنوش
ورنه تو نیز برو بر سر سجاده نشین
عرس کن قرص بزن، بانگ برآور چو خروس

رباعیات

اے یار لطیف طبع پاکیزه سیر ۔ وے عمده اہل عشق و ارباب نظر
چون از رخِ من نورِ حضوری طلبی ۔ می ارست از تیرگیِ ہجر بدر

اے کوے تو کعبۂ سعادت ما را ۔ وے روئے تو قبلہ عبادت ما را
خوش آنکہ بجذبہ عنایت سازی ۔ وارستہ ز قید رسم و عادت ما را

اے واقفِ اسرار نہانِ ہمہ کس ۔ وے در ہمہ حال رازدان ہمہ کس
اے ذکر تو بر سرِ زبانِ ہمہ کس ۔ وے نامِ خوش تو حرز جان ہمہ کس

از خمر طلب نشاء ہر امر کہ ہست ۔ جز خمر طلب نیست چہ ہشیار چہ مست
گر واسطۂ سرشت ما خمر نبود ۔ خمرت چرا گفت خدا روز الست

جمعی بہ معارفِ حقایق مشہور — جمعی ز سر کوئے حقیقت بس دور
جمعی دگر از ہر دو جہان کردہ نفور — ہر طایفہ را نوع دگر کردہ ظہور

رخسار تو مرات صفا خواہم دید — در روے ہمہ انوار صفا خواہم دید
امروز ہوا ابرو تو چون خورشیدی — آیا بچہ تدبیر ترا خواہم دید

اے چرخ برین بگوہرت گشتہ صدف — در بندگی تو بادشاہان زدہ صف
مارا شرف از لباس پوشیدہ تست — آن را کہ مشرفش نکردی چہ شرف

بے موئے تو شامِ قدر ما بر مہ عید — وے چشم بد از رخ نکوئے تو بعید
ہر چند بود کل جدید لذہ — خوش نیست ترا صحبت یارانِ جدید

اگرچہ مین نے بے انتہا بخل سے کام لیا مگر پھر بہی انتخاب کلام بہت طویل ہو گیا اور یہ محض بیرم کی لذت گفتار کا ایک کرشمہ ہے ورنہ مین تو چاہتا تھا کہ کم سے کم اشعار سلک انتخاب مین آئین تا کہ واقعات کا تسلسل بھی قایم رہے اور لطف سخن بہی حاصل ہو جائے۔

شجاعت و بسالت | دلیری و مردانگی بیرم کا جبلی وصف تھا

شجاعت و بسالت اس کا خاص جوہر تھا، چنانچہ سولہ سال کی عمر ہی
مین اس کی دلیری کے وہ کارنامے میدان کارزار میں ظاہر ہوئے
کہ اسکی بہادری ہر شخص کے دل پر نقش ہوگئی حتیٰ کہ خود بابر نے
اسکی پامردی کے واقعات سنکر بیرم کو بلایا اور اپنی ہمکلامی سے
عزت بخشی، چونکہ پیشانی سے "ستارہ بلندی" کی چمک ظاہر تھی۔
اِس لئے شاہ بابر نے ہمایون کے ہمراہ بارگاہ خسروی مین حاضر ہونیکی
اجازت مرحمت فرمائی [۱۵]

سنہ ۹۴۶ھ مین بمقام جوسہ شیرشاہ کی پہلی لڑائی مین بیرم خان نے
سب سے پہلے داد شجاعت دی۔ یہ اپنی فوج لیکر بڑھا اور دشمن پر جا پڑا
اور اپنے جانستان حلون، ترکانہ چپقلشون سے غنیم کی صف کو درہم و
برہم کر دیا۔ لیکن ساتھ والے امراء نے کوتاہی کی اور اسو جہ سے
بیرم کامیاب نہو سکا۔ لڑائی طویل ہوگئی۔ انجام کار ہمایون کو شکست
ہوئی اور وہ بھاگ کر آگرہ آگیا۔

ہمایون قندہار کے قلعہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا جنگ ہو رہی تھی،
طرفین کے آدمی مجروح و بسمل ہو رہے تھے اسی دوران مین اطلاع
ملی کہ رفیع کوکہ مرزا کامران حدود داور کی جانب اُس پہاڑ کی پشت
پر جو دریائے ارغنداب کے کنارے واقع ہے۔ ہزارہ و نکدری کے

[۱۵] تاریخ فرشتہ جلد اول بیان ہمایون

آدمیون کو مجتمع کرکے مقیم ہے - بیرم خان، محمدی مرزا، حیدر سلطان ، وغیرہ کو اس پر متعین کیا گیا معمولی جنگ کے بعد رفیع کوکہ گرفتار ہوا اور بہت سامان ومتاع، ہاتھ آیا جس سے ہمایون کے لشکر کی عسرت ونکبت دور ہوگئی جو اسوقت لشکر پر مسلط تہی ۵۱

بیرم کی زندگی شجاعت اور بہادری کے کارنامون سے لبریز ہے یہان چند واقعات بطور نمونہ لکھے گئے ہین مفصل حالات معرکون کے ذیل مین مذکور ہونگے۔

وفاداری جس طرح ہمت ومردانگی مین بیرم عہد ہمایون اور دور اکبری مین سب سے زیادہ نامور ہے اوسی طرح وفاداری وجان نثاری مین اسکی نظیر نہین ملتی۔

۹۴۶ھ مین جب ہمایون شیر شاہ سے شکست کھاکر آگرہ آیا ہے تو یہ وفاکیش، فداکار سایہ کی طرح آقا کے ساتھ تہا، یون سمجہئے کہ ہمایون شمع کی حیثیت رکھتا تھا اور بیرم پروانہ کی۔

شیر شاہ سے دوسرا مقابلہ نواح قنوج مین ہوا مگر ہمایون کی قسمت کا ستارہ یہان بہی نہ چمکا اور یہان بہی ہمایون کو شکست ہوئی - فوج منتشر ہوگئی اُمراء بہی پریشان ومتفرق ہوگئے کوئی مارا

---

۵۱ اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۲۵۱

گیا کوئی قید ہوا کسی نے آغوش آب مین پناہ لی۔ کوئی بھاگ گیا غرض کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا سب اپنی اپنی فکر مین مبتلا ہوگئے یہ جان نثار بھی بھاگ کر سنبھل پہونچا۔ میان عبدالوہاب سنبھل کے رئیس تھے جن سے بیرم کا خاصا اتحاد تھا۔ عبدالوہاب نے بیرم کو اپنے گھر مین پناہ دی مگر طوفان کا رسیون میں باندہنا۔ بجلی کا زنجیرون مین جکڑنا اور آفتاب کا چادر مین چھپنا ممکن نہ تھا اس لئے عبدالوہاب نے بیرم کو لکھنو کے راجہ متر سین کے پاس بھیجدیا جہان عرصہ تک یہ دلاور مقیم رہا۔ آخر نصیر خان حاکم سنبھل کو خبر ہوگئی۔ اُس نے متر سین کے پاس آدمی بھیجکر بیرم کو طلب کیا متر سین مین یہ طاقت نہ تھی کہ وہ نصیر خان کے آدمی کو خالی واپس کردیتا۔ اس نے ناچار بیرم کو اس کے حوالے کردیا۔ نصیر خان نے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن مسند عالی عیسیٰ خان جو افغانون کا امیر زادہ تھا اور شیر شاہ کا بھیجا ہوا سنبھل آیا تھا اور میان عبدالوہاب کا سکندر لودی کے وقت سے دوست تھا عبدالوہاب نے عیسیٰ خان سے کہا کہ بیرم ایک نامور اور عالی ہمت سردار ہے، نصیر خان ایسے سردار کو قتل کئے دیتا ہے اگر ممکن ہو تو اُسے بچاؤ۔

عبدالوہاب اور انکے خاندان کی عظمت کا سب لوگ لحاظ کرتے

تھے عیسیٰ خان بہی اسکی عزت کرتا تہا وہ عبدالوہاب کے کہنے سے گیا اور بیرم کو قید سے چھڑا کر اپنے ساتھ گھر لے آیا۔

اسی دوران مین شیرشاہ نے عیسے خان کو ایک مہم پر بلایا عیسیٰ خان مالوے کے راستہ مین شیرشاہ سے ملا بیرم کو بہی اپنے ہمراہ لے گیا تہا موقعہ سے اُس کا تذکرہ کیا۔ شیرشاہ نے بچین بہ جبین ہوکر کہا اب تک کہان تھا؟ عیسیٰ خان نے کہا شیخ ملہن قتال کے یہان پناہ گیر تہا۔ شیرشاہ نے کہا۔

"بخشیدم"

عیسیٰ خان بولا۔ جان تو اسکی خاطر سے بخشی اسپ و خلعت میری سفارش سے مرحمت فرمایئے اور ابوالقاسم گوالیار سے آیا ہی اسکے پاس قیام کی اجازت دیجئے۔ شیرشاہ نے کہا "منظور"

بیرم خان کے قلب پر عیسیٰ خان کے اس احسان کا اس قدر اثر تہا کہ جب عہد اکبری مین بیرم سفید و سیاہ کا مالک تھا تو اسکے ایک مصاحب نے پوچہا کہ عیسیٰ خان اسوقت آپسے کسطرح پیش آئے تھے۔ بیرم نے کہا اُنہون نے میری جان بچائی تہی وہ ادہر نہین آتے اگر آئین تو کم از کم چندیری کا علاقہ اُنکی نذر کردون۔ شیرشاہ کو معلوم تہا کہ بیرم ایک جوہر قابل ہے اور اسکی ذات بے انتہا کارآمد ہے،

شیرشاہ اس قسم کے لوگوں کی بہت قدر کرتا تہا چنانچہ جس وقت بیرم سامنے آیا تو شیرشاہ نے کھڑے ہوکر بیرم کو گلے لگایا اور دیر تک گفتگو کرتا رہا۔

وفا اور اخلاص کا تذکرہ آیا شیرشاہ دیر تک تالیف قلوب کے لئے باتیں کرتا رہا۔ اسی دوران مین شیرشاہ نے کہا۔

"ہرکہ اخلاص دارد خطا نہ مے کند"

بیرم نے جواب دیا۔

"چنین است ہرکہ اخلاص دارد خطا نہ خواہد کرد"[۵۱]

اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی اور شیرشاہ نے اس منزل سی کوچ کیا۔

برہان پور[۵۲] کے پاس سے بیرم ابوالقاسم حاکم گوالیار کے اتفاق سے گجرات کی طرف بھاگا، راستہ مین شیرشاہ کا ایلچی گجرات سے آتا ہوا مل گیا اس کو ان کے فرار ہونے کی اطلاع مل چکی تہی مگر کبھی دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا دیکھکر پہچان نہ سکا۔ میر ابوالقاسم بلند قامت اور خوش اندام تھا۔ اوسی کو بیرم خان کے دہوکہ مین پکڑ لیا بیرم خان نے اپنی نیک نہادی اور جوانمردی سے آگے بڑہ کر کہا کہ اس کو کیوں پکڑتے ہو "بیرم خان" مین ہون۔

---

۵۱ اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۲۰۳ و ماثرالامرا صفحہ ۳۷۲ و دربار اکبری صفحہ ۱۶۱

۵۲ " " " " ۲۰۳

"بیرم خان از نیک ذاتی و جوانمردی"
"بمبالغہ گفت کہ من بیرم خانم"[51]

ابوالقاسم نے بھی نہایت مردانگی سے کہا کہ یہ میرا غلام ہے مگر وفاداری کی وجہ سے مجھپر اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہے اسے چھوڑ دو۔

اِس صورت سے بیرم خان کی جان بچی اور وہ سلطان محمود کے پاس گجرات پہونچ گیا۔ ابوالقاسم کو شیرشاہ کے سامنے لایا گیا جس نے میر کو شہید کر دیا[53]

شیرشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ بیرم نے جب میرے جواب مین کہا تھا کہ "ہرکہ اخلاص دارد خطا نے کند" مین اوسی وقت سمجھ گیا تھا کہ یہ میری موافقت کرنے والا نہین۔ سلطان محمود گجراتی نے بہت چاہا کہ بیرم میرے پاس رہے مگر اس نے منظور نہ کیا اور سفر حج کی اجازت لیکر بندرِ سورت پر آیا یہان سے ہردوار پہونچا۔ ہردوار سے قصبہ جون پہونچکر ہمایون سے جا ملا۔ جس وقت بیرم خان پہونچا ہے ہمایون دریائے سندھ کے کنارے جون مین ارغونیون سے نبرد آزمائی کر رہا تھا۔ روزانہ معرکے ہوتے تھے اور دشمن شکست کھاتا

---

[51] اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۲۰۴ [52] ماثر الامراء صفحہ ۳۷۳

نوٹ۔ ماثر الامراء مین میر کو شیرشاہ کے سامنے لانیکا ذکر نہین ہے بلکہ لکھا ہے کہ ایلچی نے میر کو شہید کر دیا۔

[53] اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۲۰۴ و دربار اکبری صفحہ ۱۶۰ (کوثر)

تھا مگر ہمایون کے رفیق بھی مارے جاتے تھے اور جو باقی تھے اُن سے بھی اُمید وفا نہ تھی، شیخ تاج الدین لاری جو ہمایون کے مقبولِ بارگاہ تھے اور شیخ علی بیگ جام شہادت پی چکے تھے، ہمایون اِن حالات کی بنا پر بہت شکستہ خاطر تھا اور حدود بکر سے توجہ ہٹا کر قندہار جانیکا عزم کر چکا تھا۔

۱۰ محرم ۹۵۰ھ کو عین اُسوقت جب آتش جنگ پوری شدت سے بھڑک رہی تھی بیرم پہونچا اور سعادتِ ملازمت حاصل کرنے سے قبل ہی سیدھا میدان جنگ مین جا ڈٹا۔ اپنے تھکے ماندے ملازمون اور خادمون کو منظم کر کے ایک طرف سے بے پناہ حملے شروع کر دئے۔ ساری فوج حیران تھی کہ یہ غیبی لشکر کہان سے آگیا، جب معلوم ہوا کہ بیرم خان ہے تو فوج مین غل مچگیا [۵۱]

ہمایون بلندی پر کھڑا لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا اس لشکر کو دیکھکر متعجب ہوا۔ ایک شخص خبر لایا کہ بیرم خان آپہونچا۔ ہمایون کا دل جوشِ مسرت سے اُچھلنے لگا۔ فوج نے بھی اس جان نثار کے آنے کو فال نیک سمجھا، جب بیرم حاضر ہوا تو ہمایون نے گلے لگالیا دونون نے اپنی اپنی رام کہانی سنائی۔ مدت کے بچھڑے تھے خوب خوب باتین

---

[۵۱] ماثر رحیمی صفحہ ۵۵۸ و اکبر نامہ جلد اول صفحہ ۲۰۳ دربار اکبری صفحہ ۱۶۱

ہوئین - ہمایون نے اِس خوشی کے سلسلہ مین چند روز یہان قیام کیا
بیرم خان نے کہا کہ یہان سے کوئی اُمید نہ رکھنی چاہیئے - ہمایون کی
صلاح ہوئی کہ جس خاک سے باپ دادا اُٹھے تھے اُسی پر چلکر قیام کرو
بیرم نے کہا کہ جس سرزمین سے حضور کے والد نے کچھہ حاصل نہ کیا
وہان سے حضور کو کیا ملے گا - بہتر یہ ہے کہ ایران چلیئے وہ لوگ مہمان
نواز ہین حضور والا کے جدّاعلےٰ تیمور کے ساتھ شاہ صفی نے کیسا اچھا
سلوک کیا ان کی اولاد نے دو دفعہ آپکے والد کو امداد دی - ماوراءالنہر
کو ان کے زیر نگین کیا - اسکے علاوہ ایران میرا اور میرے بزرگون کا
وطن ہے وہان کے کاروبار سے مین اچھی طرح واقف ہون - بیرم کا
یہ مخلصانہ مشورہ ہمایون کی سمجھہ مین بہی آگیا اور اُسنے ایران کا ہی رُخ کیا
ہمایون جسوقت ایران کے ارادے سے روانہ ہوا ہے تو اسکی اور
اس کے ہمراہیون کی حالت ایک لٹے ہوئے قافلہ کی سی تہی تمام نوکر
چاکر ملا کر ستر آدمی سے زیادہ نہ تھے لیکن ان سب مین بیرم خان کا
نام اول نمبر پر نظر آتا ہے یہ وفا و اخلاص کا متحرک پتلا سایہ کیطرح
آقا کے ساتھ تہا جب کوئی شہر قریب آتا تو آگے جاکر اس دلآویز
اندازِ بیان کے ساتھ اظہار مطالب کرتا کہ ہر جگہ شاہانہ شان و شوکت
سے ہمایون کا استقبال ہوتا اور زور شور سے دعوتین ہوتین -

قزدین سے شاہ کی خدمت مین خط لیکر گیا اور ایسے موثر انداز گفتگو مین وکالت کی کہ شاہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے بیرم خان کی بہت خاطر و مدارات اور عزت کے ساتھ مہمانداری کی گئی۔ شاہ نے جواب مین جو تحریر بھیجی اوسمین ہمایون کے آنیکا بہت احترام کے ساتھ اشتیاق ظاہر کیا اور یہ شعر بہی خط مین لکھا۔

ہمائے اوج سعادت بدام ما اُفتد
اگر ترا گذرے بر مقامِ ما اُفتد

جب تک ہمایون ایران مین رہا بیرم بہی اس کے ساتھ رہا ہر کام اور پیغام بیرم ہی کے ذریعہ سے ہوتا تہا۔ شاہ ایران اکثر بیرم کو بلاتا تہا، اوس کی عقل و فراست، مزیدار گفتگو، پُرلطف حکایات دلچسپ اشعار دل کھلا دینے والے لطائف و ظرائف سے شاہ بیحد محظوظ ہوتا تہا شاہ کی نگاہِ نکتہ رس نے یہ بہی معلوم کر لیا تھا کہ بیرم مین نمک حلالی و وفاداری کا جوہر چمک رہا ہے یہی وجہ ہے کہ طبل و علم کے ساتھ بیرم کو شاہ نے ،،خانی،، کا خطاب مرحمت فرمایا اور درباری جرگہ مین جو مرتبہ بھائی بند شہزادون کا تہا وہی بیرم خان کو حاصل تہا، شاہ طہماسپ بیرم کے روکنے پر بہی بہت مصر ہوا اگر بیرم کے جذبۂ وفاداری نے ہمایون سے الگ ہونا گوارا نہ کیا اور اسی جذبہ کے

ماتحت اس نے محض ہمایون کے لئے اپنے وطن اور قوم کو چھوڑ دیا۔[۵۱]
اتنا زبردست ایثار وہی شخص کرسکتا ہے جس کا خمیر وفا پرستی
کی مٹی اور اخلاص و محبت کے پانی سے ہوا ہو ورنہ ظاہر ہے کہ بیرم
ہمایون سے جدا ہو کر بہی خاص اپنے ملک و قوم مین رہکر وہ مرتبہ
حاصل کرسکتا تہا جو اس کو ہمایون کے یہان میسر تہا۔

بیرم کی رسالت و فرزانگی

۹۵۲ھ مین جب ہمایون قلعہ قندہار کا محاصرہ کئے ہوئے تھا
مرزا عسکری اپنی بدبختی سے ہمایوں کی مخالفت پر تلا ہوا تھا۔ ہمایون نے
برادرانہ محبت اور فطری عطوفت کے اقتضاء سے خیال کیا کہ مرزا کامران
کے پاس نصیحت و موعظت کی غرض سے فرمانِ شاہی بھیجا جائے ممکن
ہے کہ اِس خواب غفلت سے بیدار ہو کر راہ راست پر آجائے اور
بلا وجہ کشت و خون کا بازار گرم نہ ہو۔ نیز سب بھائی متحد ہو کر اِن مہمات
مین حصہ لین جو ہمارے پیشِ نظر ہین۔

یہ ارادہ کرکے ہمایون نے بیرم کو بطور ایلچی کابل بھیجا۔ بیرم
جس وقت اُس جھیل کے قریب پہنچا جو قندہار اور غزنی کے درمیان
واقع ہے تو قوم ہزارہ کی ایک جماعت سے اُس کی مڈبھیڑ ہوئی

---

۵۱ ماثر رحیمی صفحہ ۵۹۴ تا ۵۹۵

اور نہایت ہمت و استقلال سے اُس نے قوم ہزارہ سے جنگ کی
ہزارہ کے بہت سے آدمی مارے گئے سلہ[۵]
بیرم کابل کے قریب پہونچا تو کچھ لوگ اسکے استقبال کو
آئے مرزا کامران نے چہار باغ مین دربار منعقد کرکے بیرم کو طلب کیا
بیرم نے خیال کیا کہ یہ فرمان مرزا کامران کو جو بیٹھا ہوا ہوگا
ایسی حالت مین دینا مناسب نہین کہ وہ بیٹھا رہے اور یہ ناممکن ہے
کہ وہ کھڑے ہو کر تعظیم کرے، یہ سوچکر اُس نے ایک کلام مجید برسم
پیشکش ہاتھ مین لیا ۔ مرزا نے کلام مجید دیکھا تو تعظیم کے لئے سروقد
کھڑا ہوگیا بیرم نے فوراً فرمانِ شاہی اُسکو دیدیا اسطرح کلام مجید
پیش کرنے کے حیلے سے اِس نے کامران سے فرمان کی تعظیم کرالی
اس کے بعد تحائف و ہدایا بہ آئین دل پسند نذر کئے اور مرزا کیساتھ
خلوص و محبت سے گفتگو کی ۔ آخر مین اکبر، مرزا ہندال، مرزا سلیمان،
یادگار ناصر مرزا ۔ الغ بیگ مرزا سے ملنے کی اجازت حاصل کی جس کو
کامران نے منظور کر لیا ۔ بیرم خان پہلے شہزادہ اکبر سے ملا جو بابر کی
بڑی بہن خانزادہ بیگم کے پاس رہتا تھا یہان سے رخصت ہو کر مرزا
ہندال کے پاس گیا جو دلدار بیگم کے ہان رہتا تھا اور فرمان، خلعت،

سلہ[۵] تاریخ فرشتہ جلد اول بیان ہمایون

اسپ خاصہ جو مرزا کے لئے بھیجا گیا تھا پیش کیا۔ دوسرے دن مرزا سلیمان مرزا ابراہیم کی خدمت مین گیا۔ یہ قاسم مخلص کے گھر مین قلعہ کے اندر مقید تھے لیکن بیرم کی ملاقات کے دن کامران کے حکم سے انکو باغ جلال الدین مین لے آئے تھے جو باغ شہر آراء کے قریب واقع تھا۔ بیرم خان ان سے اسی باغ مین ملا اور شاہ ہمایون کی طرف سے جو کچھ لایا تھا ان کو پہنچایا۔ یہان سے ناصر مرزا کے یہاں جاکر اسکو شاہی عنایات کا متوقع کیا۔ اور گذشتہ تقصیرات کے عفو کا مژدہ سنایا اسیطرح الغ مرزا وغیرہ کو بطور مناسب احتیاط شاہانہ الطاف وعنایات اُمیدوار کیا۔

غرض بیرم نے نہایت خلوص ومحبت، وفاداری، وعقیدت اور حزم و احتیاط سے اپنی رسالت کے فرائض انجام دئے۔ مرزا کامران نے بیرم کو ایک ماہ سے زیادہ ٹھیرایا وہین نہ لڑنے کی تاب تھی نہ بدقسمتی سے بھائی کے پاس جانیکی ہمت۔ اسی تذبذب مین تھا کہ کیا کرے کیا نہ کرے۔ آخر ڈیڑھ ماہ کے بعد نہایت اصرار سے بیرم کو رخصت کیا اور خانزادہ بیگم کو اس کے ہمراہ قندہار بھیجا تاکہ مرزا عسکری کو جو کامران کے کہنے مین نہین ہے جاکر سمجھائین اور قندہار کو اسکے قبضے سے نکالکر ہمایون شاہ کی سپرد کرین۔ بظاہر تو یہ پیام تھا لیکن پوشیدہ طریقہ سے کہلا دیا تھا کہ مرزا عسکری (جو مرزا کامران کے

کہنے ہی سے ہمایون کے ساتھ لڑ رہا تھا) قلعہ کو مضبوط رکھے اور
اگر ضرورت پڑے تو اور قلعہ کو ہمایون فتح کرلے تو آپ اوس کی رہائی
اور شفاعت کے لئے کوشش فرمائین۔

یہان خان زادہ بیگم کے پہونچنے سے پہلے ہی مرزا عسکری نے
جو مرزا کامران کے اشارے پر لڑ رہا تھا تنگ ہوکر میر طاہر برادر
خواجہ دوست کے ذریعے سے یہ عرضداشت ہمایون کے پاس بھیجدی
تھی کہ مجھکو خان زادہ بیگم کی آمد تک مہلت دی جائے انکی تشریف
آوری کے بعد اُن کے ساتھ حاضر خدمت ہوجاؤنگا۔ہمایون نے اس
عرضداشت کو قبول کرکے ذرا ڈھیل ڈالدی تھی مگر مرزا اندر ہی اندر
قلعہ کے استحکام کی کوشش کرتا رہا اور خان زادہ بیگم کے آنے پر
مخالفت کا بازار از سرنو گرم کردیا۔ اور خان زادہ بیگم کی کوئی
کوشش کارگر نہ ہوئی۔

بیرم کی یہ رسالت گو نتیجۂ اتحاد کے اعتبار سے ناکام رہی تاہم
اس نے وہان کے سردارون اور شہزادون سے ملکر جو گفتگوئیں کرلی
تھین اُن کو اس رسالت کا اچھا اور کامیاب نتیجہ سمجھنا چاہئیے [۵۱]

---

[۵۱] اکبرنامہ جلد اوّل صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ و دربار اکبری ص ۱۶۲ و
تاریخ فرشتہ جلد اوّل بیان اکبر۔

بیرم اور مرزا عسکری مرزا عسکری نے جب دیکھا کہ ہمایون اور اس کے سرفروش رفقاے کار سے قلعہ کا بچا لینا کوئی آسان کام نہین ہے تو اس کی آنکھین کھلین اور پریشان ہوکر اس نے استدعا کی کہ قلعہ اولیاے دولت کے سپرد کئے دیتا ہون مجھے کابل جانیکا راستہ دیدیا جائے لیکن ہمایون نے یہ عرضداشت قبول نہ کی، آخر خانزادہ بیگم کی سفارش سے مرزا عسکری کے گناہ بخشے گئے اور وہ ۲۵ جمادی الآخر ۹۵۲ھ کو جمعرات کے دن خانزادہ بیگم کے سایۂ عاطفت مین قلعہ سے نکلا۔ بیرم خان نے حکم شاہی سے مرزا عسکری کی گردن مین تلوار ڈالکر اسکو دربار مین پیش کیا[۵۱] اور مرزا عسکری کے جرایم پر ہمایون نے قلم عفو پھیر دیا۔

قندہار اور بیرم ہمایون نے فتح کے بعد حسب قرارداد قلعہ قندہار شاہ طہماسپ کے فرزند مرزا مراد کو دیدیا جو خوردسال تھا اور اسوجہ سے بداغ خان سب کام کرتا تھا اور قلعہ بھی اُسی کے زیر اقتدار رہتا بعض ضرورتوں کے لحاظ سے ہمایون کو قلعہ کی پھر ضرورت ہوئی تو اس نے بداغ خان کو پیام دیا کہ چند روز کیلئے قلعہ ہمین دیدو بداغ خان نے اسے منظور نہ کیا تو ہمایون نے بزور شمشیر اور بقوت تدبیر قلعہ واپس لیکر بیرم خان کے سپرد کردیا[۵۲]۔ بیرم خان صرف بہادر ہی نہ تھا بلکہ سیاست

---

۵۱ ماثر رحیمی صفحہ ۵۹۹ و اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۲۵۷ و ۲۵۸

۵۲ تاریخ فرشتہ جلد اول و اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۲۶۴

اور تدبیرِ ملک کا مخترع بھی تھا اسکے قوی بازو میدانِ جنگ مین شمشیر خارا شگاف چمکا تیکی قوت رکھتے تھے تو اسکا دماغ بھی ایسی تدابیر وضع کرنے مین عاجز نہ تھا جس سے ملک داری و جہانبانی کا نظام استوار کیا جاتا ہی چنانچہ اس نے اپنی خداداد قوت اور حسن انتظام سے قندہار کو نہایت مضبوط کر لیا۔ قندہار کی مضبوطی اور اسکے استحکام کا پتہ اس سے چل سکتا ہے کہ جب مرزا کامران نے اپنے خسر خالکم ٹھٹہ کی امدادی فوج لیکر کابل کا رخ کیا تو بعض لوگون کی یہ رائے ہوئی کہ کابل سے پہلے قندہار فتح کر لیا جائے لیکن قندہار ایسے زبردست چنگل مین تھا جس سے اسکا نکال لینا ممکن نہ تھا اسواسطے مجبوراً مرزا کامران نے کابل ہی کی طرف قدم بڑھایا اور قندہار کی جانب اُسے نظر اُٹھانے کی جرارت نہ ہوئی[۱]

بیرم کا اقبال اور مدارا

مرزا کامران باوجود ہمایون کی بے انتہا عنایات کے فتنہ و فساد سے باز نہ آتا تھا اگرچہ ہر مرتبہ شکست ہوتی تھی مگر پھر قوت پاکر کھڑا ہوتا اور فتنہ و فساد پر آمادہ ہوجاتا چنانچہ علیکا رو علیسنگ کے درون مین مرزا کو بُری طرح شکست ہوئی۔ اور اس شکست کے بعد اسکا لشکر منتشر ہو گیا

---

[۱] اکبر نامہ جلد اول صفحہ ۲۸۲

ہمایون کو فی الجملہ اس کی شرارت سے اطمینان ہوا۔

لیکن مرزا نے خلیل اور مہند کے پٹھانون کی ایک جماعت مہیا کر کے پھر تاخت و تاراج شروع کر دی اس واقعہ سے کچھہ قبل حاجی محمد خان بلا رخصت غزنین روانہ ہو گیا تھا جس کے سمجھا کر لانے کو میر عبد الحئی بھیجا گیا تھا۔ ابھی حاجی محمد خان حاضر نہ ہوا تھا کہ ہمایون مرزا کامران کی آتش شرارت بجھانیکے لئے جلال آباد کی جانب روانہ ہو گیا، مرزا ہمایون کی آمد سے مطلع ہو کر بھاگ گیا اور پہاڑون کے درون سے گذرتا ہوا بنگش و گرویز کی طرف چلا تاکہ وہان سے حاجی محمد خان کے پاس پہونچ سکے جس سے اس کا ساز باز ہو چکا تھا۔

حاجی محمد خان کا دماغ بھی مفسدانہ خیالات کے غلبہ سے ماؤف ہو چکا تھا اس نے بادشاہی قاصدون کو جھوٹے وعدے کر کے ٹالدیا اور ایک قاصد مرزا کامران کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ پہاڑون مین کب تک سر مارتے پھروگے اِدھر آؤ تاکہ ہم تم ملکر کوئی تدبیر کرین، اتفاقاً انھین ایام مین بیرم خان ہمایون سے ملنے کی غرض سی قندہار سے روانہ ہو کر غزنین پہونچا حاجی محمد خان نے نہایت محبت سی اسکا خیر مقدم کیا یہ سب کچھہ اس لئے تھا کہ بیرم کو دعوت کے حیلے سے

قلعہ مین لاکر قید کر دیا جائے، بیرم پر حاجی محمدؐ خان کا جادو چل گیا اور وہ قلعہ جانیکے لئے روانہ ہوگیا لیکن میر حبش نے جو حاجی محمدؐ خان کے ہمراہ تہا ۔ بیرم کو اشارے سے منع کیا "بیرم" میر حبش کے اشارے پر حاجی محمد خان کے مکر سے آگاہ ہوگیا اور عذر کرکے شہر کے باہر ایک چشمے کے کنارے ٹھہر گیا ۔ یہ محض بیرم کا اقبال تھا جس نے اسکو اس ناگہانی مصیبت سے بچا لیا مگر اب اسکا تلطف اور مدارا بہی ملاحظہ فرمایئے کہ اس نے لطیف حیلون سے حاجی محمد خان کو کابل چلنے پر آمادہ کرلیا اور ایک عرضداشت اپنے اور حاجی محمد کے آنیکی ہمایون کی خدمت مین ارسال کر دی ۔ اسی دوران مین ہمایون کو اطلاع ہوئی کہ کامران کابل کی حدود مین آگیا ہے ۔ ہمایون فوراً کابل کیطرف متوجہ ہوا ۔ مرزا کامران نے جب بیرم اور حاجی محمد کے آنیکی خبر سنی تو مضطرب ہوکر لمغان کی جانب چلا گیا ۔

حاجی محمدؐ نے ایک دن یہ ارادہ کیا کہ آہنی دروازے سے داخل ہوکر کابل مین جائے لیکن جلال الدین محمود حاکم کابل نے قلعہ مین نہ آنے دیا اور نہایت سختی سے گفتگو کی ۔ حاجی محمد کو اسکی اس حرکت سے وہم ہوا ۔ چنانچہ وہ شکار کے بہانے سے چلا گیا اور کوتل منار سے گذر کر باقوچ قار (ایک گاؤن کا نام) پہونچا وہان

سے چل کر غزنین گیا۔

اسوقت ہمایون سیاہ سنگ مین مقیم تہا۔ بیرم خان نے وہین پابوسی کی عزت حاصل کی۔ ہمایون نے بیرم کو حاجی محمد خان پر متعین کیا اور حکم دیا کہ جب تک خاطر و مدارات سے کام نکل سکے آتش جنگ مشتعل نہ کی جائے۔ لیکن جس طرح بہی ممکن ہو حاجی محمد خان کو لے آنا چاہیئے۔

بیرم جو تدبیر ملکی اور تالیف قلوب مین خاصی مہارت رکہتا تہا گیا اور بائین شائستہ حاجی محمد ایسے وحشی کو اس نے رام کر لیا قول وقسم کے بعد موضع گلکارین حاجی "بیرم خان" سے آکر ملا، وہان سے بیرم اس کو ساتھ لیکر ہمایون کی خدمت مین حاضر ہوا اور حاجی محمد کے جرایم معاف کرائے [۵۱]

ہمایون کے کابل پہونچ جانے پر بیرم مہمات قندہار کا انتظام کرنے کی غرض سے رخصت خواہ ہوا [۵۲]

بیرم اور ہمایون کی منظوم مراسلت [۵۳]

ہمایون نے فتح قندہار کے دوسرے

[۵۱] اکبر نامہ جلد اول صفحہ ۲۴۰ [۵۲] اکبر نامہ جلد اوّل صفحہ ۲۴۲

[۵۳] تاریخ فرشتہ جلد اول بیان ہمایون

برس جب کامران کو قلعہ طالقان مین محصور کیا اور مرزا اوزبکون کی امداد سے حاضر ہوکر مایوس ہوگیا تو اس نے سلیمان مرزا کے توسط سے مکہ معظمہ جانیکی اجازت طلب کی۔ ہمایون نے اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے اُسکو منظور کرلیا۔ کامران اور عسکری مرزا قلعہ سے نکلکر حرمین کے ارادے سے کچھہ دور گئے۔ انکا خیال تہا کہ ہمایون تعاقب کریگا لیکن ہمایون نے ایسا نہ کیا تو یہ خجل ہوکر واپس آ گئے ہمایون بہت مہربانی سے پیش آیا اور کولاب کی جاگیر عنایت فرماکر انہین کولاب روانہ کیا۔ اسکے بعد ہمایون کابل چلا گیا۔ اس فتح کے سلسلہ مین بیرم کو جو اسوقت حاکم قندہار تہا فتح نامہ لکہا گیا۔ ہمایون نے اُسکے حاشیہ پر اپنے قلم سے یہ اشعار جو اسکے طبع زاد تھے رقم فرمائے۔

باز فتح ز غیب روے نمود — کہ دل دوستان از و بکشود
شکر للہ کہ باز شاد انیم — بر رخ یار و دوست خندانیم
دوستان را بکام دل دیدم — میوۂ باغ فتح را چیدم
روز نو روز بیرم است امروز — دلِ احباب بے غم است امروز
شاد بادا ہمیشہ خاطرِ یار — غم نہ گردد بگرد یار و دیار
ہمہ اسباب عیش آمادست — دل بفکر وصالت افتادست
کہ جمالِ حبیب کے بینم — گُل زِ باغِ وصال کے چینم

گوش خرم شود ز گفتار رت | دیده روشن شود ز دیدارت
در حریم حضور شاد بہم | بنشینیم خرم و بے غم
بعد از ان فکر کار ہند کنیم | عزم تسخیر ملک سند کنیم
فکر تدبیر کار و بار شود | سیر کشمیر و آن دیار شود
ہر در بستہ کشادہ شود | ہر چہ خواہم ازان زیادہ شود
ہر چہ خواہم از زمان و زمین | وانچہ خواہم از مکان و مکین

یا الٰہی بما میسر کن
جملہ آفاق را مسخر کن[51]

ان اشعار کے علاوہ یہ رباعی بھی برجستہ موزون کرکے تحریر فرمائی
[52]اے آنکہ انیس خاطر محزونی | چون طبع لطیف خویش موزونی
بے یاد تو نیستم زمانے ہرگز | آیا تو بیاد من محزون چونی
اسکے جواب مین بیرم نے یہ رباعی لکھی۔
[53]اے آنکہ بذات سایہ بے چونی | از ہر چہ ترا وصف کنم افزونی
چون میدانی کہ بے تو چون میگذرد | چون مے پرسی کہ در فراقم چونی
ہمایون کا نامہ منظوم پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو بیرم

---

۵۱ تاریخ فرشتہ جلد اول و دیوان بیرم مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۹۰
۵۲ ماثر الامرا صفحہ ۳۸۲ ۵۳ ماثر الامرا صفحہ ۳۸۲

سے کس قدر عمیق اور قلبی تعلق تھا اور اسکی نظر مین بیرم کی حیثیت کس درجہ ممتاز تھی۔

گوش خرم شو وز گفتارت   دیدہ روشن شو وز دیدارت

کا عاشقانہ نغمہ بیرم کی جان سپاریون کا کیسا بیش قیمت صلہ ہے جو صرف ہمایون ایسے کریم النفس، قدردان بادشاہ کی درگاہ ہی سے عطا ہو سکتا ہے۔

بیرم پر خودسری کا الزام

بابر کے ساتھ ارباب وطن خصوصاً وہان کے امرا و شرفا نے جس بیدردی اور بے مروتی کا سلوک کیا وہ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے حضرات پر مخفی نہین۔ مگر بابر اور فرزندانِ بابر کی یہ خصوصیت تھی کہ اُنھون نے باوجود ان کی ظالمانہ بے مروتی کے ہمیشہ ان پر نظر عنایت ملتفت رکھی، ہمایون بھی اس خلقی اور نسلی خصوصیت سے مستثنیٰ نہ تھا اس کے دل مین بھی مروت کا وہی دریا لہرین لے رہا تھا جو بابر کی رگون مین موجزن تھا اس لئے بخارا، سمرقند فرغانہ، کے بہت سے لوگ دسترخوان کی مکھیوں کی طرح اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔

تورانیون کے جسم جس خمیر سے بنے ہین اوس مین ایران کی خصومت کا

عنصر غالب ہے اسکے علاوہ ایران و توران مین اختلاف مذہب کی وسیع خلیج بہی حائل ہے ان وجوہ کی بنا پر ۹۶۱ھ مین بعض مفسدوں نے جن مین اسی قسم کے لوگ تھے ہمایوں کے دل مین بیرم کیطرف سے یہ شبہہ پیدا کیا کہ بیرم قندہار مین خودسری کا ارادہ اور شاہِ ایران سے ساز رکھتا ہے اسباب کچھ اس قسم کے تھے کہ ہمایون کو بہی اس کا یقین ہو گیا اور اس خیال سے کہ شاید اتحاد مذہب کے باعث بیرم قزلباش کی طرف مائل ہو جائے شروع موسم سرما مین ہمایون یورش قندہار کے عزم سے براستہ غزنین روانہ ہو گیا۔ بیرم خان کا دامن خلوص اس الزام سے پاک تہا اس کو ہمایون کی آمد کا علم ہوا تو وہ پانچ چھہ مخصوص آدمی ہمراہ لے کر استقبال کو آیا اور تحائف پیش کش کئے۔ بیرم کی اس صاف دلی اور اطاعت شعاری سے ہمایوں نے جلد ہی معلوم کر لیا کہ اس پر جو بہتان باندہا گیا ہے وہ محض مفسدہ پردازوں کی شرارت ہے اسمین حقیقت کا کوئی شائبہ نہین [۵۱]

اس امر سے واقف ہونیکے بعد ہمایون نے بیرم کی بہت دلجوئی کی ارباب غرض کو سزا دی اور دو مہینے قندہار مین قیام کیا۔

تمام زمستان در قندہار بعیش و عشرت گذشت [۵۳]

---

۵۱ تاریخ فرشتہ جلد اول و ماثر الامراء صفحہ ۳۷۴ ۵۲ اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۳۶۶
۵۳ اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۳۶۶

اس عرصہ مین تمام ضروریات شاہی کا بیرم کفیل رہا۔ اس نے جملہ ملازمین سرکار کو اپنے نوکرون کے مکانون مین ٹھہرا کر لوازم مہمانی صاحبِ خانہ کے سپرد کر دئے۔ ابوالفضل لکھتا ہے۔

"بیرم خان درآداب خدمتگاری ولوازم نیازمندی
دقیقہ فرو نہ گذاشت" [۵۱]

ہمایون کی واپسی کے وقت بیرم نے حقیقتِ حال سے واقف ہو کر عرض کی کہ مجھے بھی شرفِ ہمرکابی حاصل ہو، منعم خان یا کسی اور جان نثار کو یہان کی حکومت سپرد کر دی جائے مگر ہمایون کو معلوم تھا کہ قندہار کا محل وقوع کس قدر نازک ہے ایک طرف ایران دوسری طرف ترکان اوزبک اور پھر بہادر افغان، ان سب کے درمیان قندہار کی حیثیت، بتیس دانتون کے بیچ مین ایک زبان کی تھی، ہر طرف سے قندہار پر صاحبانِ حرص وآز کا دانت تھا اس لئے بیرم کو وہان سے ہٹانا دانشمندی پر مبنی نہ تھا۔ بیرم نے کہا اگر فدوی کو ساتھ رکھنا قرینِ مصلحت نہین ہے تو کسی سردار کو اعانت کے لئے چھوڑا جائے، ہمایون نے علی قلی خان سیستانی کے بھائی بہادر خان کو داور کا حاکم کرکے بیرم کی امداد پر

---

[۵۱] اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۳۶۶

پر مقرر کیا [۵۱]

بیرم کی سپہ سالاری

سلیم شاہ سوری کے فوت ہونے پر باشندگان دہلی وآگرہ کی عرضیاں ہمایون کی خدمت مین کابل پہونچین - کہ سلیم شاہ کے مرجانے سے ملوک وخوانین مین باہمی عناد پیدا ہوگیا ہے لوگ آپس کی خونریزیون مین مصروف ہین - اور جس طاقت کا منتظم ہونیکی صورت مین مقابلہ کرنا ممکن نہ تھا قدرت نے اسکا شیرازہ منتشر کردیا ہے، موروثی مملکت کو زیر نگین لانیکا یہ نہایت زرین موقعہ ہے -

ہمایون نے اپنی جنگی طاقت مجتمع کی اور ساز وسامان درست کرکے سنہ ۹۶۲ھ مین ہندوستان کا رخ کیا - بیرم خان جو اسوقت قندہار مین مقیم تھا برابر عرضیان بھیج رہا تھا کہ غلام کو اس مہم مین تلوار چمکانیکی عزت سے محروم نہ رکھا جائے - چنانچہ اسکے پاس بھی فرمان طلب پہونچا - وہ اپنے بہادر جان فروش ساتھیون کو ہمراہ لیکر لشکر سے آملا - بادشاہ نے نیلاب عبور کرنیکے بعد بیرم کو سپہ سالاری کا جلیل القدر منصب عطا فرمایا [۵۲]

---

۵۱ تاریخ فرشتہ جلد اول واکبرنامہ جلد اول صفحہ ۳۶۶ و ۳۶۷

۵۲ تاریخ فرشتہ جلد اول بیان ہمایون -

جاگیرات علاوہ سپہ سالاری پر فائز کرنے کے اِس سلسلہ مین ہمایون نے صوبہ قندہار بھی بیرم کو جاگیر مین عنایت کیا۔

ماچھی واڑے سے تیس ہزار افغانون کے انبوہ کو بیرم نے مار کر بھگایا تو سنبھل کی سرکار اسکی جاگیر مین لکھی گئی۔

جب دہلی پر ہمایون کا قبضہ ہوا تو تمام امراء کو بیرم کی تجویز سے خلعت اور انعام واکرام عطا ہوئے۔ خود بیرم کو سرہند کا صوبہ جاگیر مین ملا کہ وہان اس نے زبردست فتح حاصِل کی تھی۔

آگرہ و دہلی پر پرچم ہمایون نصب ہوا تو بیرم نے یہ تاریخ کہی۔[۵۱]

خرد طالع میمون طلبید انشا سخن ز طبع موزون طلبید

تحریر چو کرد فتح ہندوستان را تاریخ ز شمشیر ہمایون طلبید

اکبر کی اتالیقی سکندر سور اسی ہزار افغانون کا ٹڈی دل سرہند پر لئے پڑا تھا۔ ہمایون نے اکبر کو بیرم کی اتالیقی مین اِس کی مدافعت پر متعین کیا۔ یہ واقعہ ۹۶۳ھ[۵۲] کا ہے جسوقت اکبر اس مہم کے لئے روانہ ہوا ہے اسکی عمر صرف تیرہ ۱۳ برس کی تھی مگر بیرم کی دانشمندی سے یہ مہم نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام ہوئی اگرچہ اس کے فتحنامے اکبر کے نام سے جاری ہوئے لیکن

---

۵۱ تاریخ فرشتہ جلد اوّل ۵۲ ماثر الامراء صفحہ ۳۷۵

حقیقتاً اس کا سہرا بیرم ہی کے سر بجتا ہے، تیرہ برس کے بچے مین
یہ تاب کہان کہ وہ چمکتی ہوئی تلوارون کی چھاؤن مین اسی ہزار کا
مقابلہ کر سکے۔

القاب و خطابات سکندر شاہ نے ہمایون کے عزم ہند سے
مطلع ہو کر تاتار خان، ہیبت خان، افغان کو تیس ہزار سوار دیکر
لشکر چغتائی کے مقابلہ کو بھیجا یہ نہایت قوت اور جوش کے ساتھ بڑھے
ادہر سے شیر دل بیرم جو غنیم کی کثرت سے ذرا بھی خائف نہ تھا مردانہ
وار آمادہ جنگ ہوا اور ستلج سے گذر کر دشمن کے قریب پہنچا۔ اس نے
غروب آفتاب کے وقت ساحل بیچوارہ پر خیمے گاڑ دئے۔

اصل مین ستلج پر آکر اسکو یہ اطلاع ملی تھی کہ افغانون کا لشکر ستلج
پار پڑا ہے۔ بیرم اُسی وقت کسی کو خبر کئے بغیر دریا کو عبور کر کے دشمن کے
سر پر پہونچ گیا۔

شام کا وقت اور سردی کا موسم تھا افغانون نے سردی سے بچنے
کی غرض سے اپنے خیمون کے سامنے آگ روشن کرلی تھی اور لشکر کی
حفاظت مین مصروف تھے، بیرم یہ دیکھکر بہت خوش ہوا، افغانون کی
اس حماقت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے اِس نے ایک ہزار بہادر
اپنے ہمراہ لئے اور قریب پہنچکر افغانون پر جو آگ کی روشنی مین صاف

نظر آرہے تھے۔ تیر برسانا شروع کردئے افغانون نے پریشان ہوکر آگ
اور بھڑکا دی حتےٰ کہ لشکر کی تمام لکڑیان، چارہ، ایک دم سے نذر
آتش کردیا۔ بہادر ترک افغانون کی اس سادہ لوحی سے بہت مسرور
ہوئے اور پوری شدت سے تیرون کا مینہ برسانے لگے، اسی دوران
مین علی قلی خان سیستانی اور چند دوسرے سردار اس جنگ مین
شریک ہوگئے۔ افغان مضطرب ہوکر لڑائی کے بہانہ سے سوار ہوئے
مگر جب لشکر سے باہر نکلے تو سب نے دہلی کی طرف باگ موڑ دی۔ تاتار خان
اور ہیبت خان پہلے تو تھوڑی دیر تک عرصۂ کارزار مین جمے رہے مگر
فوج کی اس شکستہ دلی پر نظر کی تو۔ ہاتھی۔ گھوڑے اور تمام سامان چھوڑ
کر بھاگ نکلے۔ مالِ غنیمت پر قبضہ کیا گیا۔ بیرم خان نے مال غنیمت
ہاتھی۔ گھوڑے، بادشاہ کی خدمت مین لاہور بھیج دئے۔ خود ماچھی واڑے
مین مقیم رہا۔ ہمایون نے اس فتح کی مسرت مین بیرم خان کے القاب
"خان خانان" "یار وفادار" اور "ہمدم غمگسار" کے الفاظ کا اضافہ
کیا اس کے تمام ملازمین کے نام بادشاہی دفتر مین داخل کیئے گئے
سنبھل جاگیر مین عطا ہوا۔

اس خطاب والقاب کے علاوہ جو عہد ہمایون مین اسکو حاصل ہوا
اکبر نے بھی اپنے آغاز حکومت مین یعنی ۲ ربیع الآخر ۹۶۳ھ کو جب

اکبر کلا نور مین تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تو "خان بابا" کے خطاب کو القاب مین داخل کیا اور اتالیقی وسپہ سالاری پر وکیل مطلق کا عہدہ زیادہ کرکے اپنی تمام مہمات ملکی ومالی کو اسکے سپرد کردیا[۵۱] تھا اور کہدیا تھا کہ جس کام کو تم مناسب سمجھو اور حکومت کا فائدہ اسمین دیکھو اسمین میری اجازت کے منتظر مت رہو۔ یہ کہکر اکبر نے بیرم کو لوگون کی خصومت کے خطرات سے مطمئن کرنیکے لئے عہد وپیمان بھی کئے ۵۲

شاہ ایران نے بھی بیرم کو جبکہ وہ ہمایون کے ساتھ ایران مین مقیم تھا اس مین وفاداری کا جوہر دیکھکر "خانی" کا خطاب عطا کیا تھا۔

بیرم کی جنگی قابلیت اور اصابت رائے

بیرم خان جنگی معاملات مین بھی عدیم النظیر فرزانگی کا مالک تھا اس قسم کے بعض واقعات جو اسکی طرف منسوب ہین نہایت حیرت افزا ہین۔ اِن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیرم کا ناموران اسلام مین خاص درجہ ہے اس اعتبار سے اسکو "نظام الملک ہندی" کہنا بیجا نہ ہوگا۔ چنانچہ چند واقعات ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

ہمایون پر ادبار کی گھٹا ئین چھا رہی تھین اور ہندوستان

۵۱ ماثر الامرا صفحہ ۳۷۵ و ماثر رحیمی صفحہ ۵۴۶ ۵۲ تاریخ فرشتہ جلد اول تذکرہ ہمایون

سے اسکے قدم اُکھڑ چکے تھے۔ اِس حالت مین وہ سندھ سے بعزم قندھار روانہ ہوا۔

قندہار مین ہمایون کا بھائی مرزا عسکری حکمران تھا خون کو خون سے اور بھائی کو بھائی سے جو تعلق ہوتا ہے اُس نے ہمایون کے دل مین بھی اُمید کی جھلک پیدا کی۔ اس نے سوچا کہ اتنی مصیبتین اُٹھا کر بھائی کے پاس جا رہا ہون۔ بال بچے ساتھ ہین اگر برادرانہ جوش و محبت کیساتھ پیش نہ آیا تو کم از کم لوازمِ مہمانی کے بجا لانے مین تو دریغ نہ کریگا چند روز رہکر قدیم نمک خوارون کا اور بھائی کا طرزِ عمل دیکھونگا انہین خیالات کو ساتھ لئے ہمایون چلا جا رہا تھا ایک مقام پر کسی نے خبر دی کہ امیر اللہ دوست وکیل مرزا کامران اور شیخ عبدالوہاب مرزا کامران کی جانب سے دختر شاہ حسین ارغون کا پیام لیکر سندھ جا رہے ہین اور اسوقت قلعہ سیوی (سبھی) مین مقیم ہین۔ ہمایون نے خط بھیجکر امیر اللہ دوست کو بلایا مگر اُس نے قلعہ مضبوط کر کے کہلا بھیجا کہ اہلِ قلعہ مجھے آنے نہین دیتے۔ ہمایون کو اس کا سخت رنج ہوا۔

جسوقت ہمایون شال کے قریب پھونچا جو قندہار سے تین فرسخ اِدھر ہے، وہان کے جاگیردار جلال الدین بیگ نے جاسوس مقرر کر رکھے تھے انھون نے ہمایون کے دو آدمیون کو جو پہلے سے چشمہ

پر پہونچ لئے تھے گرفتار کرلیا۔ اِنمین سے ایک کسی طرح چھوٹ کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور جو کچھ دیکھا یا سنا تھا سب آکر بیان کردیا۔ ہمایون قندہار کی عزیمت فسخ کر کے مشتنگ کی جانب روانہ ہوا مگر مرزا کو ایک خط یہان سے لکھدیا جس مین اسکی بے مہری اور سخت دلی کا شکوہ کیا گیا تھا۔ مرزا خط کو دیکھکر اور زیادہ درپئے آزار ہوا، اور ہمایوں کو گرفتار کرنے کی غرض سے مشتنگ کی طرف چلا۔ خیال یہ تھا کہ گرفتاری عمل مین آگئی تو بہتر ورنہ استقبال کا حیلہ نہایت لطیف ہے۔ کچھ دور چلکر مرزا نے دریافت کیا کہ پہاڑون سے کون شخص واقف ہے۔ چی بہادر اوزبک نے جو پہلے ہمایون کا ملازم تھا عرض کیا کہ مین پہاڑی راستہ سے خوب واقفیت رکھتا ہون، مرزا نے کہا اچھا آگے چلو۔ اس نے کہا میرے گھوڑے کی حالت خراب ہے۔ مرزا نے ایک شخص سے گھوڑا دلا دیا۔

چی بہادر گھوڑا بھگاتا ہوا بیرم کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ مرزا سر آپہونچا فرصت کا وقت بہت کم ہے، بیرم نے ہمایون سے اس واقعہ کی اطلاع کی اب ایران جانیکے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ہمایون نے تردی بیگ کے پاس آدمی بھیجا کہ چند گھوڑے بھیجدو اس نے انکار کردیا۔ ہمایون کا ارادہ ہوا کہ پہلے ان کافر نعمتون کو کیفر کردار تک

پہونچا دینا چاہئے مگر بیرم نے کہا کہ وقت بہت کم ہے پہلے اپنے ارادے کو پورا کرنا چاہیئے۔

ہمایون چند مخلص جان نثارون کو ہمراہ لیکر حجاز کے قصد سے عراق کی طرف بڑھا، ندیم کوکلتاش میر غزنوی، خواجہ عنبر کو حکم ہوا کہ اکبر کا خدا نگہبان ہے اس کے دامنِ اقبال پر کوئی آسیب نہین پہونچ سکتا۔ تم جس طرح بھی ممکن ہو مریم مکانی کو ہم تک پہونچا دو۔ اکبر کی عمر اُسوقت ایکسال سے بھی کم تھی۔

ہمایون تھوڑی دور گیا تھا کہ رات کا اندھیرا فضا پر محیط ہوگیا، سخت تاریکی تھی۔ اُسوقت بیرم نے عرض کیا کہ مرزا عسکری کو زر و مال سے جو محبت ہے وہ جناب سے مخفی نہین مرزا نہایت دلجمعی کے ساتھ دو تین محررون کو لئے ہوئے خیمہ مین بیٹھا ہوگا اور جناب کے لشکر کا مال و اسباب ضبط تحریر مین لایا جارہا ہوگا۔ میری رائے مین مناسب ہے کہ ہم دفعتاً خدا پر بھروسہ کرکے اسکے خیمہ پر جا پڑین اور مرزا کا کام تمام کردین جب مرزا بیچ مین نہ رہیگا تو اس کے تمام ملازم جو دولتِ ہمایون کے نمک خوار ہین مجبور ہوکر حاضر خدمت ہوجائین گے ہمایون نے بیرم کی اس رائے پر تحسین کی مگر اپنی پاک طینتی سے اس پر عمل نہ کیا۔

مرزا عسکری جسوقت مشتنگ کے قریب پہنچا تو میرا بوالحسن صدر کو آگے بھیجا کہ اگر ہمایون روانگی کی فکر مین ہو تو اسکو باتون مین لگائے لیکن جسوقت ابوالحسن پہونچا ہمایون سوار ہو رہا تھا۔ میر نے چاہا کہ مرزا عسکری کی طرف سے چند پیام گھڑ کر عرض کرے اور اس طرح کچھہ دیر ہمایون کو روک لے مگر ہمایون اس کی بیہودہ گوئی پر متوجہ نہ ہوا۔

ابوالحسن کے بعد مرزا عسکری نے پہونچکر آدمی بھیجے کہ ہمایون کے لشکر کی حفاظت کرین اور کسی شخص کو اپنی جگہ سے نہ ہٹنے دین جب میر غزنوی، مرزا عسکری سے ملا تو مرزا نے کہا کہ ہم بادشاہ کو دیکھنے آئے تھے وہ کیون اتنی جلدی چلے گئے۔ پھر پوچھا مرزا (اکبر) کہان ہین۔ میر غزنوی نے کہا گھر مین تشریف رکھتے ہین مرزا نے ایک اونٹ میوے کا اکبر کے لئے بھیجکر کہا کہ یہ لیجاؤ ہم بھی آتے ہین یہ کہکر رات کیوقت ایک دو محررون کو لیکر اپنے خیمہ مین گیا اور ضبط شدہ سامان کو دیکھ دیکھ کر اسکی فہرست مرتب کرانے لگا گویا جو کچھہ بیرم نے کہا تھا اسکی تصویر کھنچ گئی اگر ہمایون اپنی رحمدلی کا اظہار نہ کرتا اور ایسی بے خبری کے عالم مین مرزا پر دفعتہً حملہ کر دیتا تو یقیناً مرزا خاک و خون مین آلودہ نظر آتے ۵۱

ملا۵ اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۰ و ۲۱۱

یہ واقعہ اگر کسی درویش کی پیشین گوئی سے منسوب ہوتا تو ارباب
عقیدت اس کو کشف، کرامت، کمال وغیرہ سے تعبیر کرتے لیکن
کیا ایک تجربہ کار جرنیل کی پیشین گوئی کو اسکی حیرت انگیز دانشمندی
تعجب خیز فرزانگی اور بے نظیر تفرس پر محمول نہین کیا جا سکتا ؟
ہمایون دلی پر قابض ہو چکا تو اس نے پٹھانون کے استیصال کی
غرض سے جو پنجاب کے پہاڑون مین پھیلے ہوئے تھے ۹۶۳ھ مین
اکبر کو فوج دیکر بھیجا۔ خان بابا بیرم بحیثیتِ اتالیق اور سپہ سالار اکبر
کے ہمراہ تھا۔ یہ مہم دشمن کے تعاقب مین پہاڑ کی طرف جا رہی تھی جب
ہریانہ کی حدود مین پھونچی تو ایک قاصد کے ذریعہ سے ہمایون کے
انتقال کی خبر پھونچی، بیرم نے اس خبر کو بڑی حزم و احتیاط سے
چھپا رکھا اور اکبر کی پیش قدمی روک کر اسکو کلانور کی طرف لے گیا
اور اسکی تسلی و تشفی کرتا رہا۔

بیرم آئین سلطنت سے واقف تھا اور سمجھتا تھا کہ ان موقعون پر
حکومت کا رشتہ کس قدر نازک ہو جاتا ہے، نیز ایسے انقلابات
جسم سلطنت مین کس نوع کی خرابیان پیدا کر دیتے ہین۔ اِس نے
بمقام کلانور لشکر کے امراء کو جمع کر کے شاہانہ دربار کیا اور دوپہر
کے وقت جمعہ کے دن۔ ساتوین ربیع الثانی ۹۶۳ھ کو تاج شاہی

اکبر کے سر پر رکھا۔ ۵۷
باوجود اس کے کاروبار سلطنت مین کسی طرح کا اختلال پیدا نہ ہوا
تمام کام بدستور جاری رہے۔
بعض سردارون سے تمرد و بغاوت کا اندیشہ تھا منجملہ انکے شاہ
ابوالمعالی بھی تھے، بیرم نے شاہ ابوالمعالی کو اپنی حکمت عملی سے گرفتار کر لیا
اور یہ زبردست کام ایسی خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ کسی نے کان
بھی نہ ہلایا، اس نے جب دیکھا کہ شاہ ابوالمعالی تاج پوشی کے دربار مین
شریک نہین ہوا اور اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا یاوہ گوئی کرتا رہا تو بیرم
نے تیسرے دن پیغام بھیجا کہ بعض مہمات مین آپکا مشورہ درکار ہے
کچھ دیر کے لئے تشریف لائیے پھر رخصت ہوکر لاہور چلے جائیے۔
ابوالمعالی نے کہلا بھیجا کہ مین ہمایون کے غم مین مصروف ہون،
مجھے اور کسی بات کا ہوش نہین لیکن مین آؤن تو ہمارے سنئے
بادشاہ مجھ سے کسطرح پیش آئیں گے اور میرا کیا اعزاز کرینگے۔ میرے
بیٹھنے کو کونسی جگہ مقرر ہے۔
بیرم کو صرف شاہ صاحب کا بلانا مقصود تھا اس نے انکے سب
مطالبات منظور کر لئے تو شاہ صاحب تشریف لائے، بعض امور ملکی

---

۵۷ ماثر رحیمی صفحہ ۶۴۵

کے متعلق گفتگو بھی ہوئی ۔ اس کے بعد دسترخوان بچھایا گیا، شاہ
ابوالمعالی نے سلابچی کی طرف ہاتھ بڑھائے اس حالت میں تولک
خان توپ خانہ کے افسر نے پیچھے سے آکر شاہ صاحب کے بازو
باندھ لئے شاہ صاحب تلوار کی جانب پھرے مگر جس سپاہی کے پاس
تلوار رہتی تھی اسکو پہلے سے ہٹا دیا گیا تھا [۵۱]
شاہ صاحب کو گرفتار کرنیکے بعد بیرم نے ان کو قتل کرنا چاہا
مگر اکبر نے اپنے ترحم خسروانہ سے صرف قید رکھنے پر اکتفا کی ۔ بیرم
خان کے دسترخوان پر تیس ہزار شمشیر زن کھانا کھاتے تھے وہ اگر
چاہتا تو ابوالمعالی کو ایک اشارے مین گرفتار کرا لیتا لیکن تلوار
ضرور چلتی ۔ خون بہتا قتل و غارت کی نوبت آتی اور خواہ مخواہ
ایک مبارک موقعہ پر جنگ وجدل کی ضرورت واقع ہوتی، اور
حال یہ تھا کہ سلطنت کی ابتدا تھی ۔ اکبر کی حکمرانی کا آفتاب ابھی
ابھی طلوع ہوا تھا ۔ معاملات نازک تھے ایسے وقت مین یہ عمل کیا
جاتا تو سارے لشکر مین ہل چل پڑ جاتی اور نہ معلوم کیا کیا گل
کھلتے ۔ بیرم نے ایسی تدبیر کی کہ شاہ کو بغیر خون کا ایک قطرہ بہائے
اور بلا تلوار کو بے نیام کئے گرفتار کر لیا ۔ اس سے سارے فتنے

---

[۵۱] مآثر رحیمی صفحہ ۵۴۶

اپنی اپنی جگہ دفن ہوکر رہ گئے۔

اکبر کے آغاز دولت میں ہیمو بقال نے جو سکندر شاہ کا وزیر تھا خروج کیا۔ اور آگرہ پر متصرف ہوکر دہلی کی طرف پیش قدمی شروع کی تردی بیگ اسوقت دلی کا حاکم تھا اس نے ہیمو کا مقابلہ کیا لیکن ہیمو بڑا شجاع و دلیر تھا اس کے علاوہ اسکے پاس سازوسامان بھی بہت تھا۔ تردی بیگ اسکی دلیرانہ یلغار کی تاب نہ لاسکا ہیمو نے دہلی پر بھی اپنی فتح کا پرچم اڑا دیا۔

تردی بیگ مغل سردار سے اس مقابلہ میں یہ غلطی ہوئی کہ اس نے امدادی فوج کا انتظار کئے بغیر ناعاقبت اندیشانہ سرعت سے ہیمو پر حملہ کردیا حالانکہ بعض اہل الرائے کی یہ صلاح تھی کہ قلعہ بند ہوکر بادشاہی امداد کا انتظار کرو اور جب موقعہ ملے نکلکر دشمن پر شب خون مارو بعض نے یہ مشورہ دیا کہ علی قلی خاں سنبھل سے آتا ہے۔ اس کا انتظار کرو وہ زبردست فوجی سردار ہے، دیکھئے اس موقعہ پر اسکی کیا صلاح ہوتی ہے مگر تردی بیگ ہیمو کے مقابلہ کو نکل آیا اور بالآخر شکست کھائی۔ ماسوا اس کے دوسری جنگی غلطی یہ ہوئی کہ اس نے علی قلی خان سیستانی وغیرہ کو متفق کرکے اس شکست کی کوئی تلافی نہ کی نہ کسی محفوظ جگہ پناہ گیر ہوکر شاہی امداد کا انتظار کیا بلکہ ولایت دشمن کے

سپرد کر کے نوشہرہ پہونچ گیا۔
علی قلی خان کو میرٹھ مین اس دل شکن شکست کی خبر پہونچی لیکن وہ تنہا اس مہم سے عہدہ برا نہ ہو سکتا تہا۔ اسلئے اس نے بہی نوشہرہ کا راستہ لیا، اکبر کو جالندہر مین اس واقعہ کی اطلاع ہوئی چونکہ پنجاب کے علاوہ دوسرے تمام صوبون پر افغانی اقتدار قایم ہو چکا تہا اسواسطے اکبر کے لئے یہ واقعات نہایت ہوش ربا ثابت ہوئے اس نے اپنے تمام حالات بیرم کی اصابت رائے پر چھوڑ دئے تھے بیرم نے اکبر کو مطمئن کیا۔ اور ان واردات خاص پر غور کرنیکے لئے اس نے ایک جلسہ منعقد کیا جس مین تمام اُمرائے دولت کو مجتمع کر کے ان مہمات کے متعلق ان کی رائے لی گئی۔
چونکہ غنیم کا لشکر ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور اکبر کے پاس صرف بیس ہزار فوج تھی اسلئے سب کی یہی رائے ہوئی کہ اسوقت کابل چلنا چاہیئے اگلے سال سامان کر کے پھر آجائینگے لیکن بیرم نے سرداروں کی یہ پست ہمتی دیکھی تو اُن سے مخاطب ہو کر کہا۔
اب سے ایک سال قبل میں اور تم شاہ جنت نشین کیساتھ آئے اور تلوار کے زور سے ہندوستان زیرنگین کیا اس وقت ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا محض لطفِ خداوندی کے بھروسہ پر یہ زبردست ارادہ کیا تھا اب تو خدا کے فضل سے لشکر، روپیہ، سامان

سب کچھ ہے، البتہ کمی ہے تو یہ کہ وہ عالی حوصلہ بادشاہ نہین پہر بہی
ہمین شکر کرنا چاہئے کہ ہما نہین تو اُس کا سایہ ہمارے سر پر موجود
ہے۔ آخر کس لئے ہم ہمت ہار دین کیا اسلئے کہ ہمارا بادشاہ نوجوان ہے
افسوس ہے ہمپر کہ ہم نے جس بادشاہ کے بزرگون کا عمر بھر نمک کھایا
اُسکو موت کے منہ مین چھوڑ کر بھاگنے کے لئے آمادہ ہین اور جس ملک
کو ہمارے آبا و اجداد نے خون کی ندیان بہانیکے بعد حاصل کیا تھا
اب ہم اُسکو چھوڑنے پر تیار رہین۔

دوستو! خدا کے لئے ہمت نہ ہارو، مرد بنو، ہمت ہار کر بھاگ
جاؤگے تو کس کو منہ دکھاؤگے، سب کہین گے کہ ایک لڑکے کو میدان
مین چھوڑ کر بھاگ آئے۔

بیرم کی یہ اثر انگیز تقریر سنکر سب خاموش ہوگئے۔ اکبر نے امرا سے
کہا کہ دشمن سر پر پہونچ چکا ہے اس سے بچکر نکل جانا دشوار ہے،
میری رائے مین بھی مقابلہ ہی بہتر ہے۔

پھر بیرم سے کہا۔ خان بابا۔! شاہ مغفور نے بھی تمھین مختار کل
کردیا تھا۔ مین اپنے سر اور اُنکی روح کی قسم دیکر کہتا ہون کہ جو مناسب
اور قرین مصلحت ہو کرو۔ دشمنون کی پرواہ نہ کرو۔

اکبر کے منہ سے یہ الفاظ سنکر امرا کے لب بند ہوگئے۔ بیرم نے

سب کی حوصلہ افزائی کی اور جو لوگ دلی سے شکست کھا کر آئے تھے
ان کے نام تسلی آمیز فرمان جاری کئے۔ خضر خان کو جو بادشاہ کا
داماد یعنی گلبدن بیگم (مصنفۂ ہمایون نامہ) کا شوہر تھا۔ لاہور کا حاکم
کر کے سکندر شاہ کے مقابلہ کو بھیجا گیا۔ اکبر بہ نفس نفیس ہیمو کی سرکوبی
کے لئے تیار ہوا اور خدا کے لطف و کرم سے مظفر و منصور ہوا۔ جب
نوشہرہ مین ہیمو کے مقابلے سے بھاگے ہوئے امراء قدمبوس ہوئے
تو بیرم خان نے تردی بیگ کو اس تقصیر کی یاداش مین جو اس سے
سرزد ہوئی تھی ایسے وقت جب بادشاہ شکار مین مصروف تھا اپنے
گھر بلا کر سراپردہ کے قریب قتل کرا دیا۔ جسوقت بادشاہ شکار سے
واپس آیا تو بیرم خان نے عرض کیا (یہ روایت مآثر رحیمی ملا پیر محمد
سے کہلایا دیکھو مآثر رحیمی صفحہ ۶۵) مین جانتا تھا کہ آپ اس معصیت
کے باوجود جس کا تردی بیگ نے ارتکاب کیا تھا اپنی خسروانہ مرحمت
سے اسکے قتل مین تامل فرمائین گے اور ایسی حالت مین جبکہ دشمن
قریب پہونچ گیا ہے۔ افغانون نے ہندوستان پر قبضہ کر لیا ہے
اسکو معاف کرنا مصلحت کے خلاف تھا اس لئے مین نے بلا استمزاج
اسکو قتل کر دیا۔ بادشاہ نے بیرم کی دور اندیشی پر بہت تحسین کی۔
ظاہر ہے کہ بیرم خان تردی بیگ کو قتل نہ کرتا تو قوم چغتائی کا

ضبط نہ ہوسکتا اور یقیناً شیر شاہ والا قصہ پیش آتا اس قتل کا یہ اثر ہوا کہ تمام امرائے مغل اپنی اپنی جگہہ کانپ کر رہ گئے، سرکشی و نفاق کے خیالات ان کے دماغون سے قطعاً محو ہوگئے۔

بعض مورخون نے بیرم پر یہ الزام لگایا ہے کہ اسکو تردی بیگ سے خصومت تھی اور تردی بیگ کے خرمن حیات کو اس آتش خصومت ہی نے جلاکر خاکستر کیا لیکن تاریخ جاننے والے جانتے ہین کہ تردی بیگ نے علاوہ ضعف تدبیر کے ہیمو کے مقابلہ مین کیسی بزدلی کا اظہار کیا تھا چنانچہ تغلق آباد کا مارا ہوا میدان محض تردی بیگ کی دون ہمتی سے ہاتھ سے گیا ورنہ تردی بیگ کی فوج کے ہراول اور میمنہ نے آگے بڑھکر حریف کے لشکر پر ایسی زبردست ٹکر لگائی تھی کہ غنیم کے لشکر کی صفین اُلٹ کر رکھدی تہین اور انھین ہوڈل، پلول تک ڈھکیل دیا تھا۔ اسوقت تردی بیگ ذرا بھی ہمت کرتا اور کھڑا تماشہ نہ دیکھتا رہتا تو یقیناً میدان اسی کے ہاتھہ تھا۔ پھر ان واقعات کی موجودگی مین کیا کوئی صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ تردی کا قتل محض بیرم کے ذاتی عناد پر مبنی تھا ممکن ہے بیرم کو تردی بیگ سے خصومت ہو لیکن یہ دشمنی اپنی جگہ تہی۔ اس قتل مین اس کا کوئی دخل نہین ہوسکتا۔ اس قتل کی حیثیت بالکل انتظامی اور سیاسی ہے اور سیاست و انتظام ملکی کے سلسلہ مین دوستی و دشمنی پر نظر نہین کیجاتی، ہمیں یہ نہ دیکھنا

چاہیے وکہ بیرم، تردی بیگ سے خصومت یا سوء مزاجی رکھتا تھا بلکہ صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ آئین جنگ کے اعتبار سے اس کا یہ فعل کیسا تھا؟ اس سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا کہ قواعد جنگ اور اسوقت کی حالت کا جبکہ چغتائی فوج کا ہر سردار اپنے آپ کو مطلق العنان تصور کرتا تھا۔ یہی اقتضا تھا ہتاکہ سرداران فوج کے قلوب سطوت وہیبت شاہی سے کانپنے لگین۔

یہ دونون واقعات یعنی بیرم کا امرائے دربار کے خلاف آمادۂ پیکار ہونا۔ اور تردی بیگ کے قتل مین حکیمانہ تعجیل روا رکھنا جس قدراہم ہین اس سے زیادہ بیرم کی جنگی قابلیت، اسکی دوراندیشی، عاقبت بینی، اور اصابت فکر و رائے پر دلالت کرتے ہین۔ یہ امر بالکل واضح ہی کہ اگر کابل کی روانگی پر بیرم بھی رضامند ہوجاتا تو سلطنت مغلیہ کی صولت وسطوت ہمیشہ کے لئے دفن ہوجاتی کیونکہ ایسے زبردست دشمن کے پاؤن جم جانیکے بعد اکھڑنے مشکل ہوجاتے اور اسکو اپنا تسلط و اقتدار قایم کرنے کی کافی مہلت مل جاتی۔ بیرم کی دانشمندی وفرزانگی کا یہ نہایت روشن ثبوت ہے کہ اس نے دشمن کو زیادہ قوی نہ ہونے دیا اور اسکی تادیب مین تاخیر روا نہ رکھی اسی طرح تردی بیگ کا مقتول ہونا اگرچہ بعد کو خود بیرم کے حق مین مضر ثابت

ہوا۔ کیونکہ اسکی معزولی کے اسباب مین ایک سبب یہ بہی تہا لیکن دولت مغلیہ اسکی پیش بندی کے اس احسان عظیم سے کبہی سبکدوش نہین ہوسکتی، اور حقیقتاً مغلیہ ایوان حکومت کے نقش و نگار بہت حد تک تردی بیگ کے خون رنگین اور بیرم کی چابک دستی کے شرمندۂ احسان ہین۔

ملا عبدالقادر بدائونی شعرا کے سلسلہ مین بیرم کا تذکرہ کرتے ہوے لکہتے ہین کہ بیرم نہایت درویش دوست، صاحب حال، نیک اندیش آدمی تہا اسکی حسن تدبیر سے ہندوستان دوبارہ فتح ہوا نہ صرف فتح ہوا بلکہ تعمیر ہند مین اسکی مساعی جمیلہ اور سرفروشانہ کوششون کو بہت زیادہ دخل ہے [51]

صاحب ماثرالامراء لکہتا ہے کہ ایسے نازک وقت مین جب اکبر خورد سال اور ناتجربہ کار تہا۔ سوائے پنجاب کے تمام ملک اسکے تصرف سے نکل گیا تہا، افغانون نے زبردست جمعیت مہیا کرکے سلطنت کا بلند بانگ دعویٰ بلند کردیا تہا۔ بیرم نے اکبر کی رفاقت اور دولت خواہی مین بہت کچہہ کیا [52]

اِن تاریخی شواہد سے جہان بیرم کی وفاکیشی، خیراندیشی کے جذبات بے پایان کا اظہار ہوتا ہے وہان اس بات کا پتہ بہی چلتا ہے کہ مورخ

---

[51] منتخب التواریخ صفحہ ۲۴۰ [52] ماثرالامراء صفحہ ۳۷۸

مورخ اسکی صائب فکر و رائے کے متعلق کیا خیال رکھتے ہین۔
واقعہ یہ ہے کہ بیرم نے اپنی خداداد قابلیت اور بے نظیر فرزانگی سے ہندوستان مین دو مرتبہ حکومتِ مغلیہ کی بنیادین مستحکم کین پہلی مرتبہ ہمایون کی زندگی مین جب وہ ہر قسم کے ذرایع سے مایوس ہوکر ہندوستان سے نکل گیا تہا۔ دوسری مرتبہ عہد اکبری مین جب ہیمو بقال نے زمینِ ہند سے اس کے پیر اُکھاڑ دئے تھے اور آگرہ و دہلی پر اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دئے تھے۔

آئین ملکداری

بیرم کہنے کو تو سپہ سالار اور وکیل مطلق تہا مگر حقیقت مین اس کی حیثیت بالکل ایک بادشاہ کی تہی اور یہ حیثیت اُسے اکبر ہی کے زمانہ مین نہین بلکہ ہمایون کے عہد مین بہی میسر تہی۔ فرق صرف اتنا تہا کہ عصر ہمایونی مین اس کے اختیارات شاہی لباس مین اور اسکی تجاویز ہمایون کی زبان سے پوری ہوتی تھین اور اکبر کے دورِ حکومت مین یہ واسطہ باقی نہ رہا تہا جو حکم بیرم کی زبان سے نکلتا تہا وہ شاہی حکم ہوتا تہا۔ تقریباً چار سال تک اکبر کی یہ کیفیت رہی کہ جسطرح بیرم نے چاہا اُسی طرح ہوا، اکبر کو اسمین دخل دینے کی ضرورت نہ ہوتی تہی، اکبر صرف شکار، نیزہ، چوگان بازی کا بادشاہ تہا۔ اُمور سلطنت سے اُسے کوئی واسطہ نہ تھا

یہ کام بیرم کے ہاتھ مین تہا۔ چنانچہ جاگیر، انعام، عزل ونصب، اور اسکے علاوہ بہی کل کاروبار مملکت بیرم کے سپرد تھے۔

وہ زمانہ کچھ ایسا تھا کہ اگر کافی جمعیت پاس نہین ہے، بازو طاقتِ مردانہ سے عاری ہین توانسان کو زندگی مین کوئی امتیاز میسر نہ ہوتا تھا، بیرم کے دامن دولت سے اہل قلم اور اہلِ سیف سب ہی وابستہ تھے اور اس رشتہ کی مضبوطی ہمیشہ وہ مدنظر رکہتا تہا۔ چنانچہ اس نے اپنی مطلق العنانی کے دور مین اپنے رشتہ دارون، ملازمون، اور متوسلون کو نہایت سرسبز، زرخیز جاگیرین عنایت کین۔ اور اپنے خیراندیشون کی تالیف قلوب مین ذرا کمی نہ کی۔

بیرم خان تالیف قلوب مین خاص مہارت رکھتا تہا کسی کو بھائی کسی کو بھتیجا بنا لینا اس کے نزدیک معمولی کام تہا۔ جن موقعون پر بڑے بڑے اہل تدبیر ہتیار ڈال دیتے تھے۔ بیرم کا زور تدبیر اور حسن اخلاق وہان ایسے کرشمے دکھاتا تہا کہ زبان آفرین کہے بغیر باز نہین رہ سکتی ایک طرف سے ہیمو کی فوج دریا کی طرح اُمڈی چلی آرہی تہی دوسری طرف سے سکندر سور جس نے پہاڑون کو دارلامن بنا لیا تہا متحرک ہوا تیسری طرف سے کانگڑے کے راجہ رام چند نے بھی پر پرزے جھاڑ کر تیاری شروع کی۔

بیرم نے ہیمو کے لئے بھی انتظام کیا۔ سکندر کا بھی بندوبست کیا
رہے راجہ سو انکا یہ انجام ہوا کہ بیرم نے ان سے بڑے تپاک کے
ساتھ نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کیا اور بالآخر اپنی مرضی کے موافق
عہد نامہ لکھا کر حضوری مین بلا لیا۔

قوم گکھڑ جو نوشیروان سے اپنا سلسلۂ نسب ملاتی تھی اور جہلم سے
اٹک تک پہاڑون مین پھیلی ہوئی تھی۔ نہایت شوریدہ سر، اور حکومت
کی دعویدار تھی قوت کا یہ حال تھا کہ شیر شاہ کو بھی اس قوم کے بعض
سردارون نے ناک چنے چبا دئے تھے بابر و ہمایون پر بھی کم و بیش
انکا اثر پڑا تھا۔ اکبر کے زمانہ میں سلطان آدم اور اسکے بھائی اس قوم کے
زبردست سردار تھے اور اکثر جنگ جدل مین مصروف رہتے تھے اس لئے
ان کے آزمودہ کار بازو مغلیہ شہنشاہیت کو کافی مضرت پہونچا سکتے تھے
بیرم خان نے اپنی حکمت عملی اور حسن تدبیر سے سلطان آدم کو بلایا
سلطان آدم، مخدوم الملک ملّا عبداللہ سلطان پوری کے توسل سے
دربار مین حاضر ہوا۔ بیرم نے ہندوستان کی رسم کے موافق اسے
اپنا پگڑی بدل بھائی بنا لیا۔

اسکے علاوہ رعایا کی خوشحالی اور رفاہ پر بھی اسکی نظر رہتی تھی
ہندوستان اسکے عہد مین نہایت مرفہ الحال تھا بلکہ زینت و دولت

کے باعث عروس کا حکم رکھتا تھا چنانچہ ملا عبدالقادر بدایونی اپنے پیر و مرشد شیخ داؤد جہنی وال کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

"در عہد بیرم خان کہ بہترین عہدہا بود دہند"
"حکیم عروس داشت جامع اوراق درآگرہ"
"طالب علمی می کرد۔ ۵۱"

جرأت اور اولوالعزمی جو ملک داری اور جہانبانی کیلئے نہایت ضروری چیزیں ہیں۔ بیرم میں بدرجہ کمال موجود تھیں اس کے نزدیک جو تدبیر مناسب ہوتی تھی وہ اسکو عملی جامہ پہنانے میں کبھی متامل نہ ہوتا تھا نہ ایسے موقعہ پر کسی کی مروت اور رعایت کرتا تھا۔ یہی وہ باتیں ہیں جو نصاب سیاست میں خاص اہمیت رکھتی ہیں غرض جو اوصاف جہانبانی کے لئے درکار ہیں تقریباً تمام بیرم کی ذات میں مجتمع تھے۔

بیرم کی علالت اور اکبر سے اختلاف

سنہ ۲ جلوس میں جب سکندر جالندہر کے پہاڑوں میں محصور ہوگیا تھا اور لشکر شاہی نے قلعہ مانکوٹ کو گھیر رکھا تھا اکبر اور بیرم میں معمولی باتوں پر اختلاف ہوگیا۔ حسادنے اس آگ کو بھڑنیکی کوشش

۵۱۔ منتخب التواریخ صفحہ ۲۸۹ تذکرہ شیخ داود جہنی وال

کی، سوءِ اتفاق سے بیرم علالت کے باعث کئی روز تک دربار مین نہ جا سکا حریفون نے اِس موقعہ سے خاص فائدہ اُٹھایا حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ بیرم کے دنبل نکلا ہوا تھا اور وہ سوار ہونے سے معذور تھا۔ اسی دوران مین اکبر کو ہاتھیون کی لڑائی دیکھنے کا شوق ہوا۔ اس نے فتوما اور لکنہ ہاتھیون کو منگا کر اُن کی لڑائی کا تماشہ دیکھنا شروع کیا۔ دیر تک ہاتھی لڑتے رہے کبھی فتوما نے لکنہ کو ڈھکیل دیا کبھی لکنہ نے فتوما کو دور تک پیچھے ہٹا دیا۔ اسی کشمکش مین اثنائے ہاتھی لڑتے لڑتے بیرم کے خیمون پر جا پڑے[۹۱]۔ تماشائیون کا ہجوم اور پھر ہاتھیون کی لڑائی ایک ہنگامہ بپا تھا، بازار کی دکانین الٹ پلٹ ہو گئین۔ بیرم بھی شور و غوغا سنکر گھبرایا ہوا باہر نکل آیا۔ بیرم شمس الدین محمد خان اتکہ پر یہ شبہہ ہوا کہ شاید اس نے بادشاہ سے کچھ کہا ہو اور ہاتھی اُسی کے اشارے سے ادہر بھیجے گئے ہون۔ خان خانان نے ماہم آتکہ کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ خانہ زاد سے کوئی خطا سرزد نہین ہوئی پھر اس خفگی اور بے اعتنائی کا کیا سبب ہے کہ جان نثار کے خیمہ پر ہاتھیون کی فوج چڑہا دی گئی۔ اگر خیر خواہ دولت سے کوئی گستاخی ہو گئی ہو یا خلاف واقعہ کوئی بات سمع مبارک تک پہنچی ہو

---

۹۱ ماثر رحیمی صفحہ ۶۵۶ و دربار اکبری صفحہ ۔۔۔

تو اطلاع دیجائے تاکہ غلام عذر کر سکے۔ اسی کے ساتھ بیرم نے ایک خاتون کو مریم مکانی کے پاس محل مین بھیجا۔ ماہم نے بیرم سے خود ہی اصل واقعہ کہدیا کہ ہاتھی کسی کے اشارے سے خیمہ کی طرف نہین آئے بلکہ اتفاقاً آگئے اور قسم کھاکر بیرم کو یقین دلایا کہ تمہاری طرف سے کوئی بات کسی نے بادشاہ سے نہیں کہی نہ بادشاہ کو اس قسم کا کوئی خیال ہے۔

لاہور کے مقام پر شمس الدین خان اتکہ اپنے بیٹوں کو لیکر بیرم کے پاس آئے اور کلام پاک پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی کہ مین نے خلوت یا جلوت مین کوئی بات تمہاری نسبت بادشاہ سے نہین کہی، نہ آئندہ ایسا قصد رکھتا ہون، مگر بیرم کو اب بھی اطمینان نہ ہوا آخر اکبر نے خود ہی سلیمہ سلطان کا عقد بیرم سے کرکے اُسکی بدگمانی کو مٹادیا۔

ازدواج واولاد سنہ ۹۶۵ھ[۵۱] مین جب اکبر لاہور سے دہلی جارہا تھا تو اثنائے راہ مین جالندہر[۵۲] کے مقام پر خود اکبر شاہ کے ارشاد سے بیرم اور سلیمہ سلطان بیگم کا عقد مناکحت[۵۳] نہایت دہوم دہام سے عمل مین آیا یہ واقعہ ۱۵ صفر سنہ ۹۶۵ھ کا ہے[۵۴]

بیرم نے اس عقد کی مسرت مین شاہانہ جشن کئے اکبر امراء کو لیکر

---

۵۱ ماثر الامراء صفحہ ۳۷۵ ۵۲ ماثر رحیمی صفحہ ۶۵۸

۵۳ تاریخ فرشتہ جلد اوّل بیان اکبر ۵۴ ماثر رحیمی صفحہ ۶۵۸

بیرم کے گھر گیا، خان خانان نے لوگون کو خوب انعام و اکرام دئے۔
بخاری اور ما وراء النہری ترکون کو بیرم و سلیمہ کا یہ ازدواج پسند نہ آیا اُنھون نے سخت ناراضی کا اظہار کیا۔ انکا اعتراض یہ تہا کہ بیرم ایرانی ترکمان ہونیکے علاوہ ملازم ہے اسکے گھر ہماری شہزادی کا جانا سخت توہین ہے جس کو ہم گوارا نہین کر سکتے۔ پیر محمد خان نے اس اختلاف کو اور بڑہا دیا۔ اگرچہ سلیمہ سلطان کو خود ہمایون اپنی زندگی مین اُس عنایت و خلوص کے باعث جو اُس کو بیرم سے تہا اُس سے منسوب کر چکا تہا اور یہ خیال تہا کہ فتح ہند کے بعد سلیمہ کا عقد بیرم سے کر دیا جائیگا لیکن یہ بات وقت کے انتظار مین رکی ہوئی تہی اسوقت (حسب روایت ماثر رحیمی) بیرم نے خود خواہش کی اور ماہم انکہ نے اس معاملہ مین خاص کوشش کی چنانچہ ایک ہفتے مین عقد و رخصتی کی رسم ادا ہوئی ؁ ۵۱
جہانگیر اپنی توزک مین سن ہفتم جلوس کے حالات مین اس عقد کے متعلق لکہتا ہے۔
"حضرت جنت آشیانی این خواہرزادہ خود را از روئے"
"شفقت تمام نامزد بیرام خان نمودہ بودند بعد از"

؁ ۵۱ ماثر رحیمی صفحہ ۶۵۸

"شتقار شدن ایشان در آغاز سلطنت حضرت"
"عرش آشیانی این کدخدائی واقع شده"[۵۱]

میری رائے مین اس شادی کو سیاسی ازدواج سے تعبیر کرنا چاہیئے کیونکہ جس وقت یہ شادی ہوئی اُسوقت سلطان سلیمہ بیگم کی عمر تقریباً پانچ سال کی تہی - بیگم کی پیدائش ۹۶۱ھ مین ہوئی تہی اور ۹۶۵ھ مین شادی ہوگئی، اس شادی کا مقصد صرف بیرم خان کا اعزاز اور اس سے سلطنت کا رشتہ مضبوط کرنا تہا - جبوقت یہ شادی ہوئی ہے اس سے کچہ پہلے وہ واقعہ ظہور پذیر ہو چکا تہا جس کا ابہی تذکرہ کیا گیا ہی اور لکہا گیا ہے کہ اتفاقاً دو ہاتھی لڑتے لڑتے بیرم کے خیمہ پر جا پڑے تھے، اکبر کو یہ خیال ہی تھا کہ بیرم کے دل پر اس واقعہ کا اثر باقی نہ رہے ورنہ پانچ سال کی عمر مین شادی کی غایت اسکے سوا اور کوئی نہین ہوسکتی سلیمہ سلطان بیگم کی والدہ گلرخ بیگم[۵۲] دختر بابر شاہ ہمایون کی حقیقی بہن تھین، اس رشتہ سے سلیمہ سلطان بیگم ہمایون کی بہانجی ہوئی، سلیمہ کے والد مرزا نور الدین محمد نقشبندی خواجہ زادون سے تھے[۵۳]
سلیمہ سلطان بیگم نہایت پاک طینت، شیرین کلام، حاضر جواب،

---

۵۱ توزک جہانگیری کشوری صفحہ ۱۱۴ ۵۲ اکبر نامہ مین گلرنگ بیگم تحریر ہے دیکہو اکبر نامہ جلد اول صفحہ ۱۲۵ ۵۳ تاریخ فرشتہ جلد اول و توزک جہانگیری صفحہ ۱۱۴

سلیقہ شعار، صاحب تدبیر خاتون تھین، جب خاندان سلطنت مین کوئی
پیچیدہ معاملہ پیش آتا تو انہین کے ناخن تدبیر سے سلجھتا تھا۔ پڑہی
لکھی تھین، مطالعہ کا بہت ذوق رکھتی تہین، خود بہی سخن فہم اور سخن
سنج تہین۔ ارباب سخن کی بہی بہت قدردانی کرتی تہین طبیعت
نہایت بلند اور پاکیزہ تہی۔ جہانگیر اپنی توزک مین لکھتا ہے۔

"بہ جمیع صفاتِ حسنہ آراستگی داشتند"
"در زنان این مقدار ہنر و قابلیت کم"
"جمع می شود [۵۱]"

غرض سلطان سلیمہ بیگم تمام اُن خوبیون سے آراستہ اور متصف
تہین جو عصمت اور پاکیزہ ولی کے ساتھ ملکر سونے پر سہاگہ کا کام
دیا کرتین ہین۔ چونکہ طبیعت موزون تہی اس لئے کبہی کبہی شعر و سخن مین
بہی طبع سلیم کے جوہر دکہاتی تہین مخفی تخلص تہا (یہی تخلص زیب النساء
کا بہی تہا) سلیمہ سلطان بیگم کا یہ ایک شعر مشہور ہے [۵۲]

کاکلت را من زمستی رشتہ جان گفتہ ام
مست بودم زین سبب حرفِ پریشان گفتہ ام

سنہ ۹۸۲ھ مین اکبر کی پہوپہی گلبدن بیگم کے ہمراہ حج کو گئین متواتر چار حج

---

[۵۱] توزک جہانگیری صفحہ ۱۱۴ [۵۲] جہانگیر نامہ کشوری صفحہ ۶۶ و ماثرالامرا صفحہ ۳۶۶ ع ۳

گئے۔ واپسی کے وقت جہاز تباہی مین آگیا اور ایک سال تک اہل جہاز کو عدن مین قیام کرنا پڑا ۹۹۰ھ مین ہندوستان واپس آئین۔

تمام مورخون نے سلیمہ سلطان بیگم کو تعریف اور عزت سے یاد کیا ہی جہانگیر نامہ مین لکھا ہے کہ بلا مبالغہ سلیمہ سلطان بیگم بہت اچھی بیگم تھین خدا مغفرت کرے ۵۱

بیرم کی وفات کے بعد شہنشاہ اکبر نے سلیمہ سلطان بیگم سے عقد کر لیا تھا ۵۲ شاہ جہانگیر شیخ ابوالفضل کے واقعہ کی بنا پر اکبر سے بہت شرمندہ تھا شہنشاہ اکبر سلیمہ سلطان بیگم کو جہانگیر کے پاس بھیجا تاکہ شاہانہ نوازش و عنایات کا امیدوار کرین اور اس حجاب کو دور کر کے ان کو اپنی ہمراہ بادشاہ کی خدمت مین لائین۔ چنانچہ سلیمہ سلطان بیگم نے جہانگیر کو عواطف شاہی کی توقعات دلائین۔ اور اسکے شیشہ دل سے توہمات کا گرد و غبار دور کیا۔ اس کے بعد جہانگیر سلیمہ سلطان بیگم کی معیت مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ۵۳

۱۰۲۳ھ کے واقعات مین جہانگیر نے اپنی توزک مین لکھا ہے کہ جس وقت نورجہان بیگم کی والدہ نے "عطر گلاب" ایجاد کیا تو ہمین اس عطر کی

---

۵۱ جہانگیر نامہ کشوری صفحہ ۶۷ ۵۲ ماثر الامرا صفحہ ۳۷۶ و منتخب اللباب جلد دوم صفحہ ۱۵۱ و جہانگیر نامہ صفحہ ۶۶ ۵۳ دیباچہ توزک جہانگیری صفحہ ۱۱

خوشبو بہت پسند آئی۔ ہم نے ان کو ایک عقد مروارید بطور انعام مرحمت کیا۔ سلیمہ سلطان بیگم نور اللہ مرقدہا تشریف رکھتی تھین انھون نے "عطر جہانگیری،، اس کا نام رکھا۔ [۵۱]

ملا عبد القادر بدایونی کو ایک مرتبہ سلیمہ سلطان بیگم کی وجہ سے گرفتار ہونا پڑا تھا۔ انھون نے اِس جلن مین بیگم پر اپنی تاریخ مین طنز کیا ہے واقعہ یہ تھا کہ ملا صاحب نے نامۂ خرد افزا (سنگھاسن بتیسی) کا ترجمہ کیا تھا بیگم کو اسکے مطالعہ کا شوق ہوا مگر اس کا کوئی نسخہ شاہی کتب خانہ مین موجود نہ تھا۔ بیگم نے بادشاہ سے کہا۔ اکبر نے کہا ملا عبد القادر سے لیکر دیکھلو۔ ملا صاحب اس وقت وطن گئے ہوئے تھے اور رخصت کے علاوہ پانچ مہینے اور وطن مین گذار دئے تھے بادشاہ ان کی غیر حاضری سے تنگ تھے بیگم نے بار بار کہا تو بادشاہ نے آدمی بھیجکر ملا صاحب کو گرفتار کرا لیا اس غصہ مین ملا صاحب نے بیگم پر طنز کیا ہے۔ چنانچہ سنہ ۹۸۲ھ کے حالات مین تحریر فرماتے ہین۔ اس سال سلیمہ سلطان بیگم جو پہلے بیرم کے عقد مین تھین اور پھر حرم شہنشاہی مین داخل ہوگئی ہین [۵۲] سفر حجاز کے لئے آمادہ ہوتین۔

سنہ ۹۶۸ھ جب بیرم سفر حج کو جاتے ہوئے شہید ہوا تو سلیمہ سلطان بیگم

---

[۵۱] توزک جہانگیری صفحہ ۱۳۲ [۵۲] منتخب التواریخ صفحہ ۲۰۵

اور عبدالرحیم خان، خان خانان جسکی عمر اسوقت تقریباً ساڑھے چار سال کی تہی بڑی دشواریون اور پریشانیون کا مقابلہ کرتے ہوے دربا اکبری مین پہونچے۔

۱۰ ذی قعدہ ۱۰۲۱ھ مین جسوقت شہنشاہ جہانگیر باغ دہرہ مین مقیم تہا اطلاع ہوئی کہ سلیمہ سلطان بیگم نے انتقال کیا اسوقت بیگم کی عمر ساٹھ سال کی تہی اس خبر سے جہانگیر کو سخت صدمہ ہوا [۵۱]

سلیمہ سلطان بیگم کے علاوہ حسن خان میواتی کے چچازاد بھائی جمال خان کی لڑکی سے بہی بیرم کی شادی ہوئی تہی جس کے بطن سے ۹۶۴ھ مین عہد مغلیہ کا نامور خان عبدالرحیم خان خان خانان پیدا ہوا۔ یہ شادی سلیمہ سلطان بیگم کے عقد سے پہلے ہوئی تہی۔ اس رشتہ سے اکبرا بیرم کا ہم زلف تہا کیونکہ جمال خان کی بڑی لڑکی اکبر سے منسوب تہی [۵۲]

بیرم کی اولاد مین صرف عبدالرحیم خان خانان کا نام لیا جاسکتا ہے اور کسی اولاد کا حال کسی کتاب سے معلوم نہین ہوسکا۔ مرزا عبدالرحیم ۹۶۴ھ مین جب ہیمو کی مہم فتح ہوچکی تہی بمقام لاہور پیدا ہوا۔ یہ زمانہ بیرم کے بڑہاپے کا تہا۔ اکبر شکار کھیلتا ہوا لاہور کی طرف آرہا تہا کہ ۱۴ صفر کو جمعرات کے دن اطلاع آئی کہ بیرم خان کی بیوی کے جو خاندان میوات سے ہے

---

۵۱ توزک جہانگیری صفحہ ۱۱۴   ۵۲ ماثر رحیمی صفحہ ۶۵۳

بسلسلہ کتاب "محمد بیرم خان ترکمان"

عبدالرحیم "خان خانان" ابن محمد بیرم خان "خان خانان"

لڑکا پیدا ہوا ہے ۵۱ بادشاہ نے جشن کیا اور بیرم نے اس خوشی مین خوب روپیہ لٹایا۔ اکبر عبدالرحیم کو مرزا خان کہا کرتا تہا، مرزا خان نہایت حسین تہا جسوقت باہر نکلتا تہا۔ لوگ پوچھا کرتے تھے یہہ کون خان زادہ ہے، مصور مرزا خان کی تصاویر لیا کرتے تھے، عبدالرحیم خان کی عمر تقریباً ساڑہے چار سال کی تہی کہ بیرم کی شہادت واقع ہوئی۔ باپ کے جان نثار بڑی مصیبتوں سے عبدالرحیم اور سلیمہ سلطان بیگم کو لیکر دربار مین پہونچے۔

بیرم کے انتقال کے وقت بروایت ماثر رحیمی عبدالرحیم کی عمر چار سال کی تہی بعض تاریخون مین تین سال کی عمر لکہی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بیرم کی شہادت کے وقت تقریباً ساڑہے چار سال کی عمر تہی کیونکہ عبدالرحیم اوائل ۹۶۴ھ مین پیدا ہوا اور جمادی الاول ۹۶۸ھ مین یہ حادثہ پیش آیا اس حساب سے بیرم کے انتقال کے وقت عبدالرحیم تقریباً ساڑہے چار سال کا تہا اور دربار اکبری مین جسوقت وہ پہنچا ہے تو اسکی عمر پانچ سال سے کچھہ زیادہ تہی

۱۰۳۶ھ مین عبدالرحیم کی موت واقع ہوئی ہے اور انتقال کے وقت اسکی عمر ۷۲ سال تہی اِس حساب سے بہی جمادی الاول ۹۶۸ھ

---

۵۲ ماثر رحیمی صفحہ ۶۵۴

مین اسکی عمر چار سال اور کچھہ ماہ ہوتی ہے، اگر ۹۶۸ھ مین اسکی عمر
تین سال تسلیم کی جائے گی تو ۱۰۳۶ء مین اسکا زمانہ حیات ۷۱
سال ہوگا حالانکہ یہ غلط ہے، چنانچہ جہانگیر نے اپنی توزک مین انتقال
کے وقت اسکی عمر ۷۲ سال لکھی ہے بہرحال صحیح یہی ہے کہ بیرم کی
وفات کے وقت عبدالرحیم خان کی عمر ساڑھے چار سال کے قریب تھی
بیرم کی شہادت کے بعد اسکے نمک خوار مرزا خان کو دیکھکر آنسو بہایا
کرتے تھے - خدا کی قدرت دیکھئے کہ نامور باپ کا یہ ہونہار بیٹا ایسے
مرتبہ پر پہونچا کہ اگر اسکے کارنامے جمع کئے جائین تو ایک ضخیم کتاب
تیار ہو جائے - ماثر رحیمی اسکے دلچسپ حالات سے بھری پڑی ہے -
عبدالرحیم نہایت شجاع اور صاحب ہمت تھا اکثر کتابین اس نے
تصنیف کین - نہایت شیرین کلام شاعر تھا ہندی اور فارسی مین
بہت ہی پرکیف اشعار کہتا تھا - اسکے ہندی اور فارسی اشعار آج بھی زبانون
پر جاری ہین، عربی - ترکی - فارسی - ہندی - سنسکرت، سے خوب
واقف تھا - بہت حاضر جواب، لطیفہ گو، بذلہ سنج تھا - اسکی شجاعت
وشہامت کے تین کارنامے بہت مشہور ہین (۱) فتح گجرات وشکست مظفر
(۲) فتح جنگ سہیل جس نے ستر ہزار سوار فراہم کرلئے تھے عبدالرحیم نے
صرف بیس ہزار سوار سے مقابلہ کرکے دو دن ایک رات کی سخت

لڑائی کے بعد شکست دی (۳) فتح ٹھٹہ وملک سندھ، غرض اکبر کے زمانہ مین عبدالرحیم نے خوب ترقی کی اور بڑے بڑے کارنمایان کئے مگر عہد جہانگیری مین اسکی ترقی رک گئی ۱۰۳۶ھ مین بہتر[۲] سال کی عمر مین بمقام دہلی اجل طبعی سے فوت ہوا۔ عبدالرحیم کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے جہانگیر نے اسکی قابلیت وشجاعت کی بہت ستائش کی ہے چنانچہ لکھتا ہے

"خان خانان در قابلیت واستعداد یکتائے روزگار"
"بود زبانِ عربی وترکی وفارسی وہندی می دانست"
"وازاقسام دانش عقلی ونقلی حتی علوم ہندی بہرۂ وافی"
"داشت ودر شجاعت وشہامت وسرداری بر آیتے"
"بل آیتے بود ۵۱"

عمارات ۹۶۱ھ مین اکبر نے بیرم کے سایۂ اتالیقی مین سرہند کے مقام پر اسی ہزار افغانون کو شکست دی تو بیرم نے یادگار کے طور پر کلہ منار بنایا اور اس مقام کو "سرمنزل" سے موسوم کیا ۵۲

آگرہ مین دریا کے کنارے بیرم کا ایک عالیشان محل تھا جو بیرم کی بربادی کے بعد منعم خان "خانخانان" کو انعام مین دیا گیا ۵۳

---

۵۱ توزک جہانگیری صفحہ ۴۲۹ ۵۲ دربار اکبری صفحہ ۹
۵۳ دربار اکبری صفحہ ۲۳۲

اسکے علاوہ لاہور مین بہی بیرم کا ایک محل تھا جس مین عبدالرحیم" خان خانان پیدا ہوا تھا۔

تصانیف فارسی وترکی زبان مین بیرم کے تمام وکمال دیوان موجود ہین اس کے علاوہ اس نے اُستادون کے اشعار پر اصلاحین کی تھیں اور اُنکا مجموعہ " ذخلیہ،، کے نام سے مرتب کیا تھا۔ ان اصلاحون کو بڑے بڑے اُستادون نے تسلیم کر لیا تھا۔

معرکے بیرم کی مختلف حیثیتون کو واضح کرنیکے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسکے ان معرکون کو بہی قلمبند کیا جاے جو اس نے اپنی جوانمردی وشجاعت طبعی کے ماتحت سر کئے چونکہ اس قسم کے معرکے ہمایون اور اکبر دونون کے عہد سلطنت مین ظہور پذیر ہوئے ہین۔ اس لئے الگ الگ ان کا بیان کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے۔

عہد ہمایوں کے معرکے (۱) ہمایون نے ۹۵۲ھ مین قندہار فتح کرکے حسب قرارداد بداغ خان قاچار کے سپرد کر دیا اور خود کابل کی طرف چلا گیا مگر امراے دولت کی یہ صلاح ہوئی کہ جاڑے کا موسم قریب ہے عیال واسباب کا ہمراہ لے چلنا دشواری سے خالی نہین مناسب ہے کہ قندہار سے بداغ خان کو ہٹا دیا جائے تاکہ حرم شاہی اور ملازمانِ

سرکار کے اہل وعیال کو آرام سے یہان رہنے کا موقعہ ملے۔ بادشاہ کو یہ مشورہ پسند آیا چنانچہ بداغ خان کو پیام دیا گیا کہ حرم شاہی کے رہنے اور ضروری سامان رکھنے کی غرض سے چند مکانات ہمین دیدئے جائین۔ لیکن بداغ نے صاف انکار کر دیا۔

تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ قلعہ چند روز کے لئے مستعار مانگا گیا تھا۔ اور وعدہ کیا گیا تھا کہ کابل و بدخشان فتح کر کے تم کو واپس کر دیا جائیگا۔ بہرحال خواہ قلعہ مانگا گیا ہو یا چند مکانات جو غالباً قلعہ کے اندر ہی ہونگے۔ بداغ خان نے کسی بات کو منظور نکیا۔ جواب مین کہدیا جبتک ہمارے بادشاہ کا حکم نہ آئیگا ہم یہان سے نہ جائینگے۔

ہمایون خاموش ہوگیا مگر بیرم خان۔ الغ مرزا۔ اور حاجی محمد خان کو مخفی طور پر ہدایت کر دی کہ قلعہ کی تسخیر سے غافل نہ رہین۔ ایک دن کچھ اونٹ جن پر غلہ لدا ہوا تھا شہر مین آئے۔ حاجی محمد خان اونٹون کی قطار کی آڑ مین قلعہ کے دروازے تک پہونچ گیا۔ دربان مانع ہوئے تو حاجی نے اُن کو قتل کر دیا۔

اُسیوقت بیرم خان نے گندگان دروازہ سے حملہ کیا۔ الغ مرزا بھی فوج لیکر قلعہ مین داخل ہوگیا۔ بداغ خان نے جنگ مین مصلحت نہ دیکھکر عراق جانے کی اجازت مانگی۔ ہمایون نے بیرم کو قندہار دی

حکومت پر فائز کیا [۵۱]

۲- بیرم کا ایک معرکہ وہ تہا جو اُس نے ہیبت خاں، تاتار خان کے مقابلہ مین سر کیا جس کے صلہ مین دربار شاہی سے خطاب عطا ہوا تہا۔ اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳- تاتار خاں، ہیبت خان کی شکست کے بعد سکندر شاہ اسّی ہزار سوار، توپ، فیلان جنگی لیکر پنجاب کی طرف متوجہ ہوا۔ ادہر سے بیرم خان نے نوشہرہ پہونچکر اس کو مضبوط کیا۔ سکندر شاہ بہی نوشہرہ کے قریب تہوڑے فاصلہ پر فروکش ہوا۔ بیرم نے عریضہ بہیجکر ہمایون کو بہی بلا لیا پہلے قلعہ مین بیٹھکر جنگ ہوتی رہی پھر رجب ۹۶۲ھ کی پہلی تاریخ کو جب شہزادہ محمد اکبر قراؤلی پر متعین تہا۔ افغانون نے لڑائی کے لئے صفین درست کین اور جنگ بادشاہی کے درپے ہوئے مغلون کی فوج بھی سرفروشی کے لئے تیار ہو کر شاہزادہ کی خدمت مین پہونچ گئی ایکطرف سے بیرم خان اپنے آدمیون کو لیکر بڑہا۔ دوسری طرف سے سکندر خان عبداللہ خان ازبک، اور شاہ ابو المعالی، علی قلی خان سیستانی، بہادر خان، تردی بیگ، بقاعدہ چنگیزی حملہ آور ہوئے اور ایسی بہادری سے لڑے کہ افغانون کو شکست دیکر چھوڑی۔ سکندر خان کوہ

---

[۵۱] تاریخ فرشتہ جلد اوّل بیان ہمایون۔ اصل مین یہ لڑائی سرہند پر ہوئی تھی، تاریخ

سوالک کی طرف بھاگ گیا۔ اس فتح کے بعد آگرہ، دہلی پر ہمایون کا دوبارہ قبضہ ہوا۔ بیرم خان کو جاگیر اور عنایات شاہی سے سرفراز کیا گیا[۵۱] کیونکہ اس فتح مین حقیقتاً اُسی کی جوانمردی اور اصابت رائے کار فرما تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مورخون نے فتح ہند کا ذکر کرتے ہوئے بیرم خان کا نام اوّل نمبر پر لکھا ہے[۵۲]

عہد اکبر کے معرکے

اس عہد کا سب سے بڑا معرکہ ہیمو بقال کا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اکبر کو تھانیسر مین اطلاع ہوئی کہ دشمن کا توپخانہ بیس ہزار پٹھانون کے ساتھ پانی پت پہونچ گیا ہے۔

اس اطلاع کے بعد بیرم خان نے نہایت استقلال سے فوج کے دو حصے کئے ایک کو اپنی ماتحتی مین لیکر بادشاہ کے ہمراہ رہا۔ دوسرے حصے کو جسمین کار آزمودہ امیر تھے علی قلی خان سیستانی کی سپہ سالاری مین دشمن کے مقابلے کو بطور ہراول بھیجا۔ بیرم نے اپنی خاص فوج بھی اس حصے کے ساتھ کردی تھی۔

فرشتہ کا بیان ہے کہ نوشہرہ پر یہ مجادلہ ہوا تھا لیکن واقعہ یہی ہے کہ سرہند کو میدان جنگ بنایا گیا تھا۔ چنانچہ "کلہ منار" سرہند ہی مین تعمیر ہوا ہے" (اکوتر)

[۵۱] تاریخ فرشتہ جلد اوّل بیان ہمایون [۵۲] دیکھو اکبرنامہ جلد اول صفحہ ۳۷۶

علی قلی خان سرعتِ برق کیساتھ بڑہا اور کرنال پہونچکر دشمن سے آتشخانہ چھین لیا۔

جب ہیمو کو خبر پہونچی کہ آتش خانہ ہاتھ سے نکل گیا تو سیاہ بادل کی طرح دہلی سے پانی پت کی طرف بڑہا اور پانی پت کے میدان مین آکر فوج پھیلا دی۔

علی قلی خان دشمن کی کثرت سے خائف نہ ہوا نہ اس نے بیرم سے امداد طلب کی۔ اپنی فوج کو لیکر ہیمو پر جا پڑا۔ فریقین مین نہایت زبردست جنگ ہوئی۔ میدان کارزار بہادرون کے خون سے لالہ زار بن گیا۔

اکبر کے لشکر مین کسی کو جنگ کا خیال بھی نہ تھا۔ وہ اطمینان سے کرنال سے چلکر چند کوس پر مقیم ہوئے۔ میدان جنگ یہاں سے پانچ کوس پر واقع تھا لشکر دلجمعی کے ساتھ ابھی آکر اترا تھا۔ چہرون پر راستہ کا گرد و غبار جما ہوا تھا کہ ایک سوار نے آکر خبر دی کہ مقابلہ ہو گیا۔ دشمن کی فوج تیس ہزار ہے۔ علی قلی خان کیساتھ صرف دس ہزار جوانمرد تھے اگرچہ دشمن کی تعداد تین گنی ہی مگر علی قلی خان ہمت کرکے دشمن سے دست و گریبان ہو گیا ہے۔ بیرم نے فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا ہر ایک میر اپنی اپنی فوج لیکر کھڑا ہوا۔ بیرم گھوڑے پر سوار ہر دستہ فوج کا معائینہ کر رہا تھا اور فوج کے دل بڑہا رہا تھا اسی اثناء مین نقارے کی آواز فضا مین گونجی اور لشکر کو حرکت ہوئی

لشکر ابھی تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ ایک سوار نے آکر فتح کا مژدہ سنایا۔[۱]
سنہ ۹۶۴ھ مین پانی پت کے میدان مین یہ مقابلہ ہوا تھا حقیقت یہ ہے
کہ یہ جنگ بالکل بیرم خان کی دانشمندی سے فتح ہوئی کیونکہ جو مغل اسمین
شریک تھے وہ تردی بیگ کا قتل دیکھ چکے تھے اس لئے خوب جی توڑ
کر لڑتے تھے۔ اسکے علاوہ بہادران بیرم خانی بھی اسمین شریک تھے اور
شاہ قلی خان جس نے ہیمو کو گرفتار کیا ہے بیرم ہی کے ملازمان خاص
مین شمار ہوتا تھا۔ اسیوجہ سے اِس جنگ کو بیرم کے معرکوں میں تحریر
کیا گیا ہے۔ خاص میدان جنگ کی تفصیل لکھدینا بھی غالباً باعث
دلچسپی ہوگی اور نقشہ جنگ سے بھی ناظرین باخبر ہو جائینگے۔
علی قلی خان سیستانی المخاطب بہ "خان زمان" ۲ محرم سنہ ۹۶۴ھ
کو بروز جمعہ علی الصباح صفوفِ جنگ درست کرکے مصروف قتال ہوا
فریقین کے مبارز میدان جنگ مین گھوڑے دوڑانے لگے بہادرون نے
اپنی اپنی خون آشام تلوارین فضا مین چمکائین اور مردانہ داد شجاعت
دینے لگے۔ مغل نہایت ہمت و استقلال سے لڑ رہے تھے کہ ہیمو
بقال "ہوائی" نامی ہاتھی پر سوار ہوکر حملہ آور ہوا۔ اور آن واحد مین
مغلون کی فوج کے مقدمہ سے تین چار ہزار آدمیوں کو درہم و برہم
کر دیا۔ اسکے بعد فوراً قلب فوج کی طرف جہان علی قلی خان کھڑا تھا

[۱] دربار اکبری صفحہ ۱۹

متوجہ ہوا بہادران بیرم خانی بہی اس صف مین موجود تھے انہون نے یہ حال دیکھکر نہایت بیجگری سے جنگ کی، آلات حرب کا بہت تیزی و ہوشیاری سے استعمال کیا۔ اسی دوران مین جبکہ فریقین پر فتح و شکست کا یہ "بحرانِ تام" طاری تہا ایک تیر ہیمو کی آنکھ مین جا لگا اگرچہ کاری نہ تہا لیکن افغانون نے جب اسکی آنکھ سے خون بہتا ہوا دیکھا تو وہ بھاگ نکلے۔ ہیمو نے اس چشم زخم کے باوجود اسقدر جرارت سے کام لیا کہ تیر آنکھ سے نکالکر رومال کس لیا اور تھوڑی سی جمعیت کیساتھ مضطربانہ حملہ کرنے لگا۔ اسی حالت مین شاہ قلی خان محرم اسکے ہاتھی کے قریب پہونچا مگر اسے معلوم نہ تہا کہ یہ ہاتہی ہیمو کا ہے اس لئے شاہ قلی نے فیلبانون پر حملہ کیا فیلبانون نے اپنی جان بچانے کی غرض سے ہیمو کا پتہ دیا۔ شاہ قلی بخت کی یاوری سے کامیاب ہوا۔ اُس ہاتھی کو معہ فیلبانون اور ہیمو کے میدان جنگ سے ایک طرف لاکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ مغلون نے افغانون کا پیچھا کیا۔ بادشاہ میدان سے تین کوس کے فاصلے پر تہا جب شاہ قلی خان ہیمو کو بادشاہ کے حضور مین لایا تو بیرم نے عرض کیا کہ بادشاہ اپنے ہاتھ سے ایک تلوار اسکے رسید کرکے "جہاد اکبر" مین شامل ہون۔ بادشاہ نے اپنی تلوار ہیمو کے سر پر رکھدی پھر بیرم خان نے اپنے ہاتھ سے ہیمو کو قتل کردیا [۵۱]

[۵۱] تاریخ فرشتہ جلد اول بیان اکبر و تذکرہ الکرام صفحہ ۲۳۸ و توزک جہانگیری صفحہ ۱۸

بعض تاریخوں میں یہ لکھا ہے کہ جب ہیمو پابستہ اکبر کے سامنے لایا گیا تو شیخ گدائی کنبوہ نے اکبر سے کہا کہ جہاد کیجئے مگر اکبر نے ایسا نہ کیا تو بیرم نے بادشاہ کا ایما پاکر یہ شعر پڑھا۔

چہ حاجت تیغ شاہی را بخون ہر کس آلودن
تو بنشین و اشارت کن بچشمے یا بہ ابروئے

اور بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ رسید کیا پھر شیخ گدائی نے بھی ایک تلوار ماری

بعض مورخون نے اعتراض کیا ہے کہ ہیمو کا قتل کیون روا رکھا گیا جبکہ وہ ایک منتظم، دلیر انسان تھا ممکن تھا کہ سلطنت کے کامون مین اس سے امداد ملتی مگر واقعہ یہ ہے کہ ہیمو کو زندہ چھوڑ دینا اسوقت کے حالات پر نظر کرتے ہوئے سخت خطرناک تھا۔

بیرم سے اکبر کا انحراف

خواجہ کلان بیگ کا بیٹا مصاحب بیگ جو نہایت شریر و مفسد تھا اور جس کو اپنے باپ دادا کے حقوق پر بہت ناز تھا۔ بیرم سے حسب مراتب پیش نہ آتا تھا۔ بیرم نے اسکو اپنے حکم سے قتل کرا دیا۔ یہ قتل امرائے چغتائی کو نہایت ناگوار ہوا خود بادشاہ کو بھی اس کی ہلاکت کا ملال ہوا[۵۱] یہ بیان تاریخ فرشتہ کا ہے دوسری تاریخون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

---

۵۱ تاریخ فرشتہ بیان اکبر۔

کہ اس قتل کی وجہ صرف اسکی فتنہ پردازی تھی کیونکہ مصاحب بیگ وہ شخص تھا جس کو ہمایون منافق کہا کرتا تھا جسوقت کابل مین ہمایون کامران کے مقابلہ مین صف آرا تھا تو مصاحب بیگ ہمایون کے پاس تھا مگر اندرونی طور پر کامران سے سازش کر رہا تھا یہان کی اطلاعات اسکے پاس پہنچاتا تھا حتی کہ اس نے اپنی منافقت سے ہمایون کو میدان جنگ مین زخمی کرا دیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمایون کو شکست ہوئی اور کابل ہاتھ سے نکل گیا اور اکبر چچا کے ہاتھوں مین گرفتار ہو کر دوبارہ قید ہو گیا۔

ایکمرتبہ ہمایون کابل کے نواح مین کامران سے نبرد آزما تھا مصاحب بیگ اور اسکا بھائی مبارز بیگ ہمایون کے ہمراہ تھا ایکروز کسی نے اطلاع کی کہ مبارز بیگ مقتول ہوا۔ ہمایون نے بہت افسوس کیا کہا کاش اسکی جگہ مصاحب بیگ مارا جاتا

اکبر کے عہد مین شاہ ابوالمعالی باغی ہوا تو مصاحب بیگ بھی اسکے ساتھ ہو گیا، خان زمان نے بغاوت کی تو اسکا ساتھ دیا اور بیٹے کو مہر دار مقرر کرا دیا۔ اسکے بعد بڑی مشکلون سے دہلی آیا۔ بیرم نے اسکی اصلاح مین بہت سعی کی مگر اُس کا دماغ درست نہوا اور خاص دارالخلافتہ مین بھی فتنہ پردازی شروع کر دی۔ یہ دیکھکر بیرم نے اسکو قید کر کے یہ رائے قایم کی کہ مکہ معظمہ روانہ کر دیا جائے مگر ملا پیر محمد نے جو اسوقت خان خانان کے مصاحب تھے قتل کرنیکی رائے دی۔ آخر بحث و تحیص کے بعد یہ قرار پایا کہ ایک پرچہ پر قتل ایک پر نجات لکھکر

دونون کو تکیہ کے نیچے رکھدیا جایئے پھر ایک پرچہ نکالا جائے جو
اس پر لکھا ہو اُسی پر عمل کیا جائے کہ وہی غیب کا حکم ہے - چنانچہ
جس پرچہ پر قتل لکھا ہوا تھا وہ برآمد ہوا اور مصاحب بیگ کے فتنہ
وفساد کی آگ تلوار کے پانی سے ہمیشہ کیلئے بجھ گئی - امرائے شاہی مین
چہ میگوئیان ہونے لگین، کوئی کہتا تھا کہ قدیم نمک خوارون کی اولاد
ایسی بیدردی سے قتل کی جاتی ہے اور کوئی پرسش نہین ہوتی -
کوئی تیموری خاندان کی یہ پرانی خصوصیت یاد دلاتا تھا کہ اس خاندان
مین خاندانی نوکرون کی ہمیشہ عزت ہوئی ہے -

ابھی یہ خونی قصہ لوگون کے دلون سے محو نہ ہوا تھا کہ بیرم خان
اپنے وکیل ملا پیر محمد کے درپے ہوا جو اب امیر الامراء کے درجے پر
فائز تھا اور وکیل مطلق تھا - اسکے علاوہ ملا بادشاہ کا اُستاد اور نہایت
معزز شخص تھا - امراء و ارکان دولت اکثر اسکے یہان بار نہ پاتے تھے
اس قضیۂ نامرضیہ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ۳ سنہ جلوس مین اکبر دہلی
سے آگرہ کو روانہ ہوا، بیرم اور ملا پیر محمد ایک دن شکار کے سلسلہ مین
صبح کے وقت چلے جا رہے تھے، بیرم نے اپنے رکابدارون سے کہا
بھوک لگی ہے ناشتہ کے لئے کوئی چیز موجود ہے ؟ اتنے مین ملا
صاحب نے کہا کہ اگر کچھ دیر توقف فرمایئے تو جو کچھ موجود ہے حاضر

کیا جائے۔ بیرم خان ایک درخت کے سایہ مین ٹھہر گیا، دسترخوان بچھا یا گیا، تین سو پیالیان شربت کی، سات سو غوریان کھانے کی حاضر کی گئین۔ بیرم کو ملا پیر محمد کا یہ انتظام دیکھکر حیرت ہوئی۔ اگرچہ زبان سے کچھ نہ کہا مگر دل مین ایک قسم کی خلش پیدا ہوگئی۔

آگرہ پہونچکر سوئے اتفاق سے ملاّ پیر محمدؐ علیل ہوگئے۔ بیرم ان کی عیادت کو گیا مگر ملا کے دربانون اور غلامون نے بیرم کو روک کر کہا کہ تھوڑی دیر ٹھہرئے ہم آپکے آنے کی اطلاع سرکار مین کئے دیتے ہین وہان سے اجازت آنے پر اندر تشریف لے چلیئے گا۔ بعض مورخ لکھتے ہین کہ ایک اوزبک غلام دروازہ پر تہا جو ملا اور بیرم کے فرقِ مراتب نیز انکے قدیمی تعلقات سے آگاہ نہ تہا اسلیئے اس نے بیرم کو اجازت حاصل ہونے تک روک دیا تہا۔ بہرحال بیرم اس بے ادبی سے بہت آزدہ ہوا اور ایسا ہونا ہی چاہیئے تہا کیونکہ ملا چالیس برس سے اسکے دامن سے وابستہ تہا۔ ملا کو جس وقت بیرم کے آنیکی اطلاع ہوئی تو باہر نکل آئے۔ اور معذرت کرکے بیرم کو دیوانخانے مین لیگئے ملا کہتے جاتے تھے کہ معاف فرمایئے دربان آپ سے واقف نہ تہا بیرم نے کہا بلکہ تم بہی مجھے نہ پہچانتے تھے۔ اس پر یہ اور ستم ہوا کہ بیرم کے آدمیون مین سے ایک شخص کے علاوہ کسی کو اندر جانیکی

اجازت نہ ہوئی سلہ

دو تین روز کے بعد خواجہ امینا اور میر عبداللہ بخشی کو بیرم نے ملا کے پاس بھیجکر کہلایا کہ غالباً تم اُس زمانہ کو نہ بھولے ہوگے جب طالب علمی اور نامرادی کے عالم مین تم قندہار دارد ہوئے تھے اور ہم نے تم مین قابلیت و اخلاص کے آثار دیکھکر تم کو فقر و طالب علمی کی پستی سے نکالکر معراجِ ترقی تک پہونچایا۔ خانی، سلطانی، اور درجۂ امیرالامرائی پر ہماری دستگیری سے فائز ہوئے مگر تجربہ سے معلوم ہوا کہ تم تنگ حوصلہ ہو۔ اس لئے بعض مصالح کی بنا پر تمہارے شیشہ غرور و خود بینی کو توڑ ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ تمہارے دماغ سے کبر و نخوت کا مادۂ فاسد دور ہوکر مزاج کی اصلاح ہو جائے۔ بہتر ہے کہ علم نقارہ، اور جملہ سامان حشمت سپرد کر دو۔ ملا مین تاب نہ تہی کہ خان خاناں کے حکم سے سرتابی کر سکتا۔

بیرم نے ملا سے علم وغیرہ چھین کر بادشاہ کے بغیر حکم ان کو قلعہ بیانہ مین محبوس کر دیا۔ ملا صاحب نے بیرم کے نام پر ایک رسالہ لکھکر اسکو شفیع بنایا مگر بیرم نے اس پر کچھ التفات نہ کیا اور چند روز کے بعد گجرات

سلہ ماثر رحیمی صفحہ ۶۶۴ و منتخب اللباب صفحہ ۱۴۲ و تاریخ فرشتہ بیان اکبر

کی طرف نکالدیا وہان سے کشتی مین بٹھا کر مکہ معظمہ بھیجدیا۔

ملا پیر محمد کو معزول کر کے بیرم نے حاجی محمد خان سیستانی کو بادشاہ کا اُستاد اور وکیل مطلق مقرر کیا بادشاہ کے دل مین ملا پیر محمد کے واقعہ سے تکدر پیدا ہوا تو بیرم نے تسخیر گوالیار کا قصہ چھیڑ کر بادشاہ کو اُدھر مشغول کر دیا۔[۵۱]

شیخ گدائی کنبوہ پسر شیخ جمالی نے چونکہ ہمایون کے آشوب سلطنت مین بیرم کی گجرات مین امداد کی تھی اس لئے بیرم نے انہیں منصب صدارت عطا کر کے تمام اکابر و مشائخ ہند سے ممتاز کر دیا بیرم خود بھی انکے گھر جایا کرتا تھا۔ بادشاہ بھی کئی بار شیخ گدائی کے یہان گئے۔ اس پر لوگون مین خوب چہ میگوئیان ہوئین۔

کوئی کچھ ہی کہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ بیرم پر سلطنت کا عظیم الشان بار تھا وہ جو کچھ کرتا تھا محض اس بوجھ کو سنبھالنے کے لئے ملا پیر محمد کی معزولی اس کی سرکشی کا نتیجہ تھی۔ ظاہر ہے کہ سرکش ملازم سے کام نکالنے مین کیا دشواریان پیش آتی ہین۔ کاروبار سلطنت جسقدر نازک ہوتے ہین سب جانتے ہین۔ اگر سرکشون پر بھروسہ کر لیا جائے تو وقت پر ان سے کوئی کام نہین لیا جا سکتا۔ رہا شیخ گدائی کی

---

[۵۱] تاریخ فرشتہ بیان اکبر

صدارت کا معاملہ۔ سو اسمین زیادہ تر شیخ گدائی کے حقوق کا لحاظ رکھا گیا ہے، کیونکہ بیرم کی رفاقت شیخ گدائی نے یہی سمجھکر کی تہی کہ وہ ہمایو کا ملازم ہے۔ نیز اس امید پر کہ کبھی زمانہ پھریگا تو اسکا صلہ ضرور ملے گا۔ آئین سلطنت کے مطابق اسوقت شیخ گدائی کو منصب صدارت عطا کیا جانا موجب اعتراض نہین ہوسکتا، جو لوگ برے وقت مین کام آئے ہین اگر اچھے وقت مین اُنکی خدمات بھلا دی جائین تو آئندہ کسی کو کیا توقع ہوسکتی ہے؟ بہرحال بیرم جو کچھ کر رہا تہا: نہایت ایمانداری اور اصول کے ساتھ کر رہا تہا۔

وہ یہ وقت تہا کہ بیرم کے ستارہ اقبال کی روشنی کم ہونے لگی تہی اور پہر اسکی تجاویز نکتہ چینیان کی جانے لگین تہین۔

بیرم نے جب یہ باتین سنین اور بادشاہ کو بہی آزردہ دیکھا تو گوالیار پر لشکرکشی کا اہتمام کیا۔

گوالیار کا علاقہ عرصہ سے خود سر تہا بادشاہی فوج اسکی خودسری کا تدارک کرنے گئی تہی مگر ناکام رہی۔ اب بیرم نے بادشاہ کی امداد کے بغیر اپنی ذاتی فوج اور اپنے ذاتی خرچ سے گوالیار پر چڑہائی کی۔ خود جاکر مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے بعد قلعہ اور ملک فتح کیا۔ اس سے بادشاہ بہی خوش ہوگئے اور معترضین کے منہ بہی بند ہوگئے۔

مشرقی ملک مین افغانون کے ڈر سے کوئی امیر نہ جاتا تہا۔ علی قلی خان خان زمان،، جو بیرم کا دست راست تہا اور حریف اسکو بہی تیز نگاہون سے دیکھہ رہے تھے اس مہم پر گیا اور ایسا کارنمایان کیا کہ سب نے تحسین و آفرین کی صدائین بلند کین، کالپی و چندیری کی بہی یہی کیفیت تہی بیرم نے اُدہر بہی رُخ کیا لیکن امیرون نے امداد کی جگہہ مخالفت کی دشمن سے سازشین کین نتیجہ یہ ہوا کہ بیرم بہت سی فوج اور روپیہ ضایع کرکے ناکام واپس آیا۔

اسی دوران مین شیخ محمد غوث برادر شیخ بہلول جو خاندان مغلیہ پر حق خدمت رکھتے تھے اور افغانون کی یورش کے وقت گجرات چلے گئے تھے اپنے فرزندون اور مریدون کیساتھ درگاہ شاہی مین حاضر ہوئے مگر بیرم کو اپنی طرف متوجہ نہ دیکھکر اپنے مسکن قدیم گوالیار کی جانب چلے گئے۔ بادشاہ اس معاملے کے باعث دوبارہ بیرم سے مکدر ہو گیا [۱] بیرم نے بادشاہ کو مشغول کرنیکی غرض سی بہادرخان برادر علی قلی خان سیستانی کو دیپالپور سے طلب کرکے مالوے کی تسخیر پر متعین کیا اس مہم کا چرچا ہو رہا تہا۔ بیرم نے درخواست کی کہ فدوی خود جاکر اپنے خرچ سے اس مہم کو سر کریگا۔ بیرم خود فوج لیکر مالود گیا مگر یہان بہی امرائے دربار نے منافقت سے کام لیا اور اعانت کی جگہ بدخواہی

[۱] تاریخ فرشتہ بیان اکبر۔

پر کمر باندھی ۔ گرد و نواح کے زمینداروں مین مشہور کر دیا کہ بیرم پر شاہی عتاب ہے اور بادشاہ کی جانب سے خفیہ احکام لکھکر ارسال کئے کہ جہان موقعہ ملے بیرم کو قتل کر دیا جائے ۔ ان افواہون سے بیرم کا اثر زائل ہو گیا اور بے نیل مرام مالوے سے واپس آیا ۔
بیرم نے بنگالے کی مہم پر کمر باندہی یہان بہی دوست نما دشمنون نے ساتھ نہ دیا بنتے ہوئے کام کو بگاڑا ۔ اب بیرم پر یہ الزام لگایا گیا کہ جہان جاتا ہے دانستہ کام خراب کر دیتا ہے ۔
ایک اور قصہ یہ پیش آیا کہ بادشاہی ہاتھیون مین سے ایک ہاتھی بگڑا اور فیلبان سے سنبہل نہ سکا ، فیلبان نے بہت روکا مگر نہ رکا اور بیرم خان کے ہاتھی سے جا لڑا ، دوران جنگ مین شاہی ہاتہی نے بیرم کے ہاتہی کے ایسی ٹکر لگائی کہ اُسکی آنتین نکل آئین ۔ بیرم نے خفا ہو کر شاہی فیلبان کو قتل کرا دیا [۵۱]
انہین دنون مین خاصہ کا ایک مست ہاتھی دریائے جمنا مین گھسکر شرارت کرنے لگا ۔ بیرم خان کشتی مین بیٹھا ہوا سیر کرتا پھر رہا تہا ہاتھی کشتی کی طرف چلا ۔ ایک ہنگامہ بپا ہو گیا ہر طرف سے شور و غل ہوا ملاحون کے حواس خراب ہو گئے ، بیرم بہی پریشان ہو گیا مگر خیریت

---

[۵۱] ماثر رحیمی صفحہ ۲۶۶

ہوئی کہ فیلبان نے ہاتھی پر قابو پا لیا اور بیرم اِس ناگہانی آفت سے بچ گیا۔ اکبر کو خبر ہوئی تو اس نے خہاوت کو باندھکر بیرم کے پاس بھیج دیا۔ بیرم نے بلا پس و پیش اس کو بھی قتل کر دیا۔ بادشاہ کو اسکا بہت صدمہ ہوا[۵۱]
بیرم سے ایک اور غلطی یہ ہوئی کہ شاہی خاصہ کے ہاتھی امراء کو تقسیم کر دئے[۵۲] کہ وہ انکی تربیت اپنے طریق پر کرتے رہیں۔ بادشاہ کو ہاتھیوں سے خاص دلچسپی تھی وہ اس انتظام سے ذرا پریشان ہوا۔

اگرچہ بیرم کا یہ فعل ایک انتظامی صورت رکھتا تھا اسمین مصلحت یہ تھی کہ بادشاہ کے خیالات ہاتھیوں کے مشغلہ مین پریشان رہتے ہین جس سے امور سلطنت پر اچھا اثر نہین پڑتا لیکن مخالف نگاہین کسی چیز کے محاسن تک نہین پہونچا کرتین۔ بلکہ ان کو عیوب کی تلاش رہتی ہے۔ چنانچہ بیرم کے دشمنون نے جن مین اکبر کی دایہ ماہم بیگم اور اُن کے فرزند ادہم خان، شہاب خان نے جو ماہم کا رشتہ کا داماد تھا اکبر کے کان بھرنے شروع کئے۔ طرح طرح کی باتین گھڑ کر اکبر سے بیان کرتے تھے اکبر ماہم اور اس کے اعزہ کا بہت احترام کرتا تھا۔ اسلئے انکی باتو نکا بھی اس پر اثر ہوتا تھا۔ پھر سلطنت ایسی چیز ہے جس مین قدرتاً کسی کی شرکت گوارا نہین ہوتی اور اب اکبر مین حکمرانی کا جذبہ بھی پیدا

---

[۵۱] ماثر رحیمی صفحہ ۶۶   [۵۲] ماثر رحیمی صفحہ ۶۵ و ماثر الامرا صفحہ ۳۷۶

ہو گیا تھا پھر جو باتین اکبر سے کہی جاتی تھین وہ بھی معمولی نہ ہوتی تھین مثلاً
بیرم آپکو بچہ سمجھتا ہے اُس کا خیال ہے کہ جب چاہیگا آپ کو تخت سے
اُتار دیگا۔ شاہِ ایران سے اسکی خط وکتابت ہوتی ہے، وہ شاہ ایران
کے پاس عرضیان اور تحائف بھیجتا رہتا ہے۔

بیرم کے مخالفین نے ایک کارروائی یہ کی کہ جن لوگون کے متعلق
اُن کو گمان تھا کہ بیرم کی مخالفت مین وہ کسی وجہ سے حصہ لے سکتے ہین
انکے پاس آدمی بھیجکر اُن کو اپنا شریک بنا لیا۔

شیخ محمد غوث گوالیاری جن کا ابھی تذکرہ کیا جا چکا ہے دربار سے
علیحدہ ہو چکے تھے اور اس علیحدگی کا الزام بیرم ہی پر تھا اس لئے
ان کے پاس بھی خطوط بھیجکر اُن سے روحانی امداد طلب کی گئی جسکو
اُنھون نے منظور کر لیا۔

اگرچہ اکبر پر بیرم کی جان فروشانہ خدمات کا کافی اثر تھا مگر اس کے
ساتھ ہی اُسکو اپنی بیدست و پائی اور اپنے "شاہِ شطرنج" ہونے کا
بھی اتنا ہی احساس تھا۔ اکبر نہ کسی کو ملازم رکھ سکتا تھا نہ کسی کو کچھ
دے سکتا تھا اسکے برخلاف بیرم کے وابستگانِ دامن عمدہ عمدہ علاقون
مین تعینات تھے اور بہت خوش وخرم تھے بادشاہی نوکرون کو اُجڑی
ہوئی جاگیرین ملتی تھین اسلئے عام طور پر وہ لوگ سقیم الحال تھے

۹۶۷ھ مطابق ۵ھ جلوس میں اکبر و بیرم جملہ اہل دربار سمیت آگرہ مین تھے مریم مکانی کا قیام دہلی مین تھا۔ دشمن برا برا پنا کام کر رہے تھے جہاں موقعہ ملتا تھا بیرم سے بادشاہ کے مزاج مین انحراف و کدورت کے جذبات پیدا کرتے تھے۔ بیانہ مین یہ ذکر آیا تو اکبر کے بہنوئی مرزا شرف الدین نے جو بیرم ہی کے مشورے سے اکبر کے بہنوئی ہوئے تھے صاف طور پر کہا کہ بیرم نے آپکو تخت سے اُتارنے اور کامران کے بیٹے کو تخت نشین کرنے کا انتظام کرلیا ہے۔

آخر دشمنون کی سازشین رنگ لائین اور اسی زمانہ مین بادشاہ کو شکار کا شوق ہوا اُس نے بیرم کو کاروبار سلطنت کا اہتمام کرنے کی غرض سے آگرہ چھوڑا اور خود شکار کو روانہ ہوا۔ جب سکندرآباد پہونچا تو ماہم انکہ اور ادہم خان نے جن کو بیرم سے خاص خصومت تھی بادشاہ سے عرض کیا کہ جناب کی والدہ ماجدہ علیل ہین دہلی مین تشریف رکھتی ہین اگر آپ اُن کی عیادت کے لئے دہلی مین تشریف ارزانی فرمائین گے تو مریم مکانی کو بہت مسرت ہوگی بیگم نہایت ضعیف اور ناتوان ہین ایسے وقت مین حضور کے دیکھنے کا اُن کو بہت اشتیاق ہے، بادشاہ نے اس عرضداشت کو قبول کیا اور دہلی روانہ ہوگیا۔[۵۱]

---

۵۱ منتخب اللباب صفحہ ۱۴۲ و تاریخ فرشتہ جلد اول بیان اکبر

بعض مورخ لکھتے ہین کہ اکبر واقعی شکار کو گیا تھا راستہ مین دشمنون نے یہ کارروائی کی۔ مگر ابوالفضل کا بیان اسکے خلاف ہے وہ لکھتا ہے کہ اکبر نے ان سے پہلے سب کچھ طے کر لیا تھا پھر شکار کے بہانہ سے دہلی گیا اور بیرم کی قسمت کا فیصلہ کیا۔

ہر حال جو صورت بہی ہو جس وقت اکبر نے دہلی کا عزم کیا ہے شہاب الدین خان نیشاپوری جو ماہم اتکہ کا عزیز تہا اُسوقت دہلی کا حاکم تہا۔ اور اسکی بیوی پاپا آغا مریم مکانی سے قرابت رکھتی تہی شہاب لدین بادشاہ کی تشریف آوری سے مطلع ہو کر دہلی سے پچیس تیس کوس آگے استقبال کو آیا اور نذرانے پیشکش کئے۔

ایک دن شہاب لدین خان نے ادہم خان کے اتفاق سے گذارش کی کہ بیرم خاں کو یہ خیال ہو گا کہ حضور ہماری استدعا سے دہلی تشریف لائے ہین تو مصاحب بیگ کی طرح وہ ہمکو بھی قتل کرا دیگا۔ اب نمک خوارون کے حق مین یہی بہتر ہے کہ حضور ہم کو بیت اللہ جانیکی اجازت مرحمت فرمائین تاکہ ہم بیرم کے خطرے سے مطمئن ہو کر اپنی بقیہ عمر دولت واقبال کی دعا گوئی مین بسر کرین بادشاہ اس گذارش سے نہایت متاثر ہوا لیکن بیرم کی خدمات پر نظر کرتے ہوئے اُس کا یکبارگی معزول کرنا مناسب نہ جانا اور اپنے تاثرات کو محفوظ رکھے

ہوتے بیرم کو تحریر فرمایا کہ شہاب الدین خان حاکم دہلی اور ادہم خان ہماری اس طرف کی تشریف آوری میں کوئی دخل نہیں رکھتے - ہم خود مریم مکانی کی عیادت کو ادہر آئے ہین تم ایک خط انکی دلجوئی کے لئے اپنے دستخط اور مہر کرکے بھیجدو تاکہ ان کی تشفی ہوجائے -

شہاب الدین نے عرض مطالب کی اس قدر قدرت پائی تو بہ آواز بلند بادشاہ کی حضور مین بہت سی ایسی باتیں کہیں جن سے بیرم کی مخالفت دسرکشی ظاہر ہوتی تہی، اس نے متعدد اصلی ونقلی مقدمے اورمثلین تیار کررکہی تھین ان کے حالات بیان کئے - دوتین گواہ پیش کئے - ان واقعات کے سننے سے بادشاہ دفعتہ بیرم سے منحرف ہوگیا

جسوقت بادشاہ کی تحریر بیرم کے پاس پہونچی اوراسکے ساتھ ہی بعض وفاداروں کے خطوط پہونچے جن سے بادشاہ کے مزاج کا انحراف ظاہر ہوتا تہا - وہ پریشان ہوگیا نہایت عجزوانکسار کے ساتھ اس نے اس مضمون کا ایک عریضہ لکہا کہ ایسی خدمت گذار اور وفادار جماعت سے خیرخواہ کے دل مین کوئی برائی نہیں ہے اور اس امر کا شرعی قسمون سے یقین دلایا - اس عریضہ کو حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کے ذریعہ دہلی بھیجدیا - کلام پاک بہی عریضہ کے ساتھ بھیجا تاکہ قسمون کی صحت اور واضح ہوجائے لیکن صورت معاملہ بگڑ چکی

تہی۔ اس کا کوئی اثر نہوا۔ بلکہ یہ دونون سردار گرفتار کرلئے گئے۔

شہاب الدین خان وکیل مطلق ہوگیا ماہم اتکہ کے احکام الگ جاری ہونے لگے ان لوگون نے مشہور کردیا کہ بیرم پر شاہی عتاب نازل ہوگیا۔

بیرم کی معزولی اور بغاوت

یہ افواہین حاجی محمد خان کی گرفتاری کی خبر کیساتہ مشہور ہوئین تو بہت سے امراء و منصبدار بیرم سے جدا ہوکر دہلی آگئے بہت سے ایسے ملازم بہی جو بیرم ہی کے رکھے ہوئے تھے بیوفائی پر آمادہ ہوگئے۔ آگرہ سے جو شخص دہلی آتا تھا ماہم اور شہاب الدین اس کے منصب مین اضافہ کرتے اور جاگیرین دیتے تھے۔ اِدہر اُدہر صوبوں میں جو امرا تھے ان کے نام طلبی کے فرمان جاری ہوئے شمس الدین خاں اتکہ کو بھیرہ علاقہ پنجاب سے، منعم خان کو کابل سے طلب کیا گیا۔ شہر پناہ اور قلعہ دہلی کی مرمت و مضبوطی ہونے لگی مورچہ بندی شروع کردی گئی۔

بیرم کو بہی یہ اطلاعات پہونچ رہی تہین اس نے اپنے مصاحبون سے مشورہ کیا۔ شیخ گدائی اور مصاحبون کی یہ رائے ہوئی کہ ابہی دشمن غالب نہیں ہوئے آپ تنہا یہان سے جائین اور بادشاہ کو سمجہا کر پھر اپنے

قبضہ مین لائین تاکہ مفسد معاملہ کو زیادہ خراب نہ کرسکین۔ بعض کا خیال تھا کہ بہادر خاں کو مالوے بھیجا گیا ہے آپ بھی وہان جائین اور مالوے کی تسخیر کرکے وہان حکومت کرین۔ بعض نے یہ مشورہ دیا کہ خان زماں کے پاس چلنا چاہیئے۔

بیرم خان ایک کہنہ مشق اور تجربہ کار انسان تھا اس نے سب کچھہ سنکر کہا کہ اب بادشاہ کا مزاج مجھہ سے منحرف ہوگیا ہے۔ کسی طرح اصلاح نہین ہوسکتی میری تمام عمر خیرخواہی مین بسر ہوئی۔ اب بڑھاپے مین مخالفت و بدخواہی کا الزام اپنے سر لینا مقتضائے عقل و دانش کے خلاف ہے اسکے علاوہ مجھے عرصہ سے حج کا اشتیاق تھا اب قدرتی طور پر یہ اسباب پیدا ہوگئے ہین تو اسی طرف کا ارادہ کرنا چاہیئے۔

یہ سوچکر امراء اور رفقاء کو دربار مین بھیجدیا۔ اس مین دو فائدے مدنظر تھے۔ اول تو یہ کہ ممکن ہے یہ لوگ میرے یہان کی خبرین بادشاہ کو پہنچاتے ہوں یا آئیندہ ایسا کرنے لگین اور مجھہ پر دنیا تنگ ہو تو میرا ساتھہ چھوڑکر بھاگ جائین اس لئے یہی بہتر ہے کہ اُن کو خود ہی بھیجدیا جائے دوسرے یہ کہ مین نے ان کے ساتھ برائی نہیں کی ممکن ہے دربار مین ان کا پہنچنا میرے معاملہ کی اصلاح کا باعث ہو بیرم نے علی قلی خان کے بہائی بہادر خان کو مالوہ کی طرف بھیجا تھا

اس کو واپس بلا لیا دربار سے ہی اس کے نام طلبی کا حکم پہونچا اور وہان
سے اُس کو اٹاوہ کا حاکم کر کے بھیجدیا گیا شیخ گدائی کے مشورے اور خود اپنی
رائے سے بیرم کی خواہش تھی کہ پہلے حضور مین جا کر اپنے اوپر عاید کئے
ہوئے جرائم کی معذرت کرے پھر حج کے لئے روانہ ہو لیکن بیرم کا دربار
مین آنا اس کے حریفوں کے لئے خطرناک تھا اُنھون نے جھوٹ اور
فترا کی جو عمارت تیار کی تھی وہ منہدم ہو جاتی کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ
بیرم اکبر کے سامنے آتا اور اس کو اپنی معجز اثر تقریر سے رام نہ کر لیتا۔
س لئے دشمنون نے یہ موقعہ ہی نہ آنے دیا۔
سب نے ملکر اکبر سے کہا کہ بیرم کے پاس بہت سی فوج ہے اور
یہان خیر سگالون کی تعداد اُنگلیون پر شمار ہوسکتی ہے اگر بیرم ادہر
آگیا تو نہ معلوم کیا فتنہ برپا کریگا اکبر آخر لڑکا تھا خایف ہو گیا اور بیرم کو
لکھ بھیجا کہ ادہر آنیکا قصد نہ کرنا ملاقات نہ ہوسکے گی وہین سے حج کو
چلے جاؤ جب واپس آؤ گے تو پہلے سے زیادہ عزت کیجائیگی۔ بیرم نے
ناچار حج کا عزم مصمم کر لیا۔ اکبر نے میر عبداللطیف قزوینی کو بیرم کے
پاس بھیج کر پیغام دیا کہ ابتک ہم سیر و شکار مین مصروف تھے اس لئے
تم کو امور مملکت کا مختار بنا دیا تھا اب ہمارا منشاء یہ ہے کہ اس بار عظیم
کو اپنے ہی سر پر اُٹھائین اسواسطے مناسب ہے کہ تم اشغالِ دنیا سے

دستکش ہوکر مکہ معظمہ چلے جاؤ جس کا تمہین عرصہ سے اشتیاق ہے تمہارے حقوق اور تمہاری سرفروشیان سب پر ظاہر ہین ہندوستان کے جس علاقہ کو پسند کرو وہ تمہاری جاگیر مین دیدیا جائے اسکی آمدنی جہان تم چاہوگے پہونچ جایا کریگی۔

یہ پیغام بھیجکر بادشاہ نے خود بھی فوراً اس طرف کوچ کیا چند امراء کو آگے بھیجکر بیرم کو سرحد سے نکال دینے کی تاکید کی۔ جب یہ امراء قریب پہونچے تو بیرم نے انہین لکھا کہ مین دنیا مین سب کچھ دیکھ چکا اب کسی بات کی حسرت باقی نہین صرف خانۂ خدا اور روضہ ہائے مقدسہ پر جاکر عبادت کی تمنا تھی اب خدا کے فضل سے یہ آرزو پوری ہوتی نظر آتی ہے۔

بیرم نے پیام معزولی سنکر ناگور سے طوغ و علم، نقارہ فیلخانہ اور تمام سامان بادشاہی اپنے بھانجے حسین قلی کے توسل سے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا ۵۱ اور خود گجرات کے راستہ سے عازم حرمین ہوا بعض وفادار ملازم اور اعزہ اسکے ہمراہ ہوئے جس مین حسین خان ٹکریہ۔ اور شاہ قلی خان محرم، خاص طور پر قابل ذکر ہین ان کے علاوہ چار امیر اور بھی تھے۔ بعض کورنمک جو عرصہ سے اسکے خوان کرم کی

۵۱ ماثر الامراء صفحہ ۳۷۸ و تاریخ فرشتہ جلد اول بیان اکبر۔

خوشہ چینی کررہے تھے مٹھائی کی مکھیون کی طرح جدا ہوگئے۔ حتےٰ کہ شیخ گدائی نے بہی مفارقت اختیار کی۔

مصنف اکبرنامہ نے ایک طول طویل فرمان اکبرنامہ مین لکھا ہے جو دربار سے بیرم کے نام جاری ہوا تھا اس فرمان کو دیکھکر اگرچہ ناواقف لوگ بیرم پر نمک حرامی کا الزام لگا سکتے ہین لیکن جاننے والے جانتے ہین کہ اسکی کیا حقیقت ہے۔ اس فرمان مین بیرم کی تمام کارگذاریون پر پانی پھیر دیا گیا ہے اس کے اعزہ اور اقربا کی سرفروشانہ کوششون پر پردہ ڈالا گیا ہے۔ بیرم پر خود پروری اور خویش نوازی کے الزامات لگائے گئے ہین۔ سب سے بڑا ظلم یہ کیا گیا ہے کہ پٹھانون کی بغاوت کا اسی کو محرک بتایا گیا ہے اور لکھا گیا ہے کہ تم نے خود بغاوت کے منصوبے باندھے ہے، علی قلی اور بہادر خان پر بہی چھینٹے اڑائے گئے ہین۔ غرض نہایت مکروہ اور گندہ الفاظ اسکے حق مین صرف کرکے حریفون نے اپنی خباثت و دنارت کا ثبوت دیا ہے، اِس فرمان کو پڑہکر خدا ہی جانتا ہے کہ بیرم کے قلب پر کیا گذری ہوگی۔ ہم اُس فرمان کو نقل کرتے لیکن بخوف طوالت اسکو چھوڑ دیا گیا۔

ملا پیر محمد بیرم کی برگشتگی بخت کے حالات سنکر جھجر کے مقام پر دربار مین حاضر ہوگیا، بادشاہ نے اسکو خطاب، نقارہ، طوغ و علم

اور بہت سا لشکر دیکر بیرم کے پیچھے روانہ کیا کہ اِس کو ہندوستان سے مکّہ کی طرف نکال دے، ادہم خان ماہم کا فرزند اور چند بڑے بڑے امیر ملّا کے ہمراہ گئے۔

بیرم ناگور پہنچا تو خبر ملی کہ راجہ مالدیو نے گجرات دکن کا راستہ باندھ لیا ہے چونکہ بیرم سے مارواڑ کے راجہ مالدیو کو نقصانات پہنچے تھے اِس لئے بیرم نے ازراہ دوراندیشی اس راستہ کو چھوڑ کر بیکانیر کا راستہ اختیار کیا تاکہ بیکانیر سے گذر کر پنجاب اور قندہار کی راہ سے مشہد مقدس چلا جائے دشمنوں نے بیرم کو پنجاب کیطرف جاتے ہوئے دیکھکر مشہور کر دیا کہ وہ بغاوت کی نیت سے ادہر جا رہا ہے۔ اور اس طرف کے زمینداروں کو لکھ دیا کہ بیرم زندہ نہ جانے پائے جہاں موقعہ لگے اسکو قتل کر دیا جائے۔ بیرم بھی دشمنوں کے عزائم اور شاہی احکام سے برابر مطلع ہو رہا تھا اور اس کا دل اس آگ سے کباب ہو رہا تھا وہ سمجھتا تھا کہ جو کچھ ہو رہا ہے سب دشمنوں کی سازش سے ہو رہا ہے بادشاہ ان کے ہاتھ میں شطرنج کے بیجان مہرے کی طرح کام کر رہا ہے۔ جو چاہتے ہین اس سے لکھا لیتے ہین، بیرم مفسدون کی ان شرارتوں سے تنگ ہو کر آمادہ ہو گیا کہ پہلے ان بدنفسون کو سزا دے لون جنہون نے بادشاہ کو مجھ سے آزردہ کر کے یہان تک نوبت پہونچا دی کہ آج مین "باغی" کہلایا جانے لگا

اس کے بعد شاہ سے اجازت لیکر حج کو جاؤنگا۔ اس خیال سے اُس نے فوج جمع کرنی شروع کی اور امرا کو اپنے ارادے کی اطلاع دیدی بیرم بیکانیر پہونچا تو راجہ کلیان مل نے جو اس کا دوست تھا بڑی شان و شوکت سے دعوت کی بیرم کئی روز یہان مقیم رہا۔ اثنائے قیام مین معلوم ہوا کہ ملا پیر محمد لشکر لئے ہوئے آرہا ہے تا کہ مجھے ہندوستان سے نکالدے۔

بیرم کو اس خبر سے سخت ملال ہوا۔ ملاّ نے یہ اور ستم ظریفی کی کہ ناگور سے بیرم کو ایک خط لکھا جس مین طعن و تشنیع کے بہت سے دبار دار تیر لپیٹ کر بھیجے اور یہ شعر بھی لکھا ؎

آمدم در دل اساسِ عشق محکم ہمچنان
با غمت جانِ بلا فرسودہ ہمدم ہم چنان

بیرم نے بھی دندان شکن جواب دیا۔ یہ جملہ خاص طور پر لکھنے کے قابل ہے۔ " آمدن مردانہ اما رسیدہ توقف کردن زنانہ "

چونکہ ملاّ نے ناگور مین ٹھہر کر یہہ خط لکھا تھا اس لئے یہہ جملہ نہایت برجستہ تھا۔

ملا پیر محمد دکن کا رہنے والا تہا وہان تین چار سال کی قید کاٹکر اور ترک وطن کرکے بیرم خان کے پاس آیا تھا۔ بیرم نے ابتدا ئً

اپنے کتب خانہ کا داروغہ مقرر کر دیا۔ اسکے بعد بیرم کی اعانت سے اکبر کی ملازمت مین داخل ہو کر اکبر کی اُستادی کے درجہ تک پہونچا [۵۱] غرض پیر محمد بیرم کا چالیس سالہ نمک خوار تھا اور بیرم نے طالب علمی کی پستی سے نکالکر اسکو امیر الامراء بنایا تھا۔ قدیم نمک خوار کی یہ گستاخی دیکھکر بیرم کو سخت قلق اور صدمہ ہوا۔ اسی عالم مین تنگ آکر اُس نے اکبر کو ایک عریضہ لکھا جس کے چند ٹکڑے یہ ہین۔

چوں بموجب اظہار آرزوئے حاسدان حقوق خدمت دیرینہ سہ واسطۂ آن دودمان پایمالِ تہمت کفران نعمت در خدمت ولی نعمت گردیدہ - و معاندان در حلال دانستنِ خون رافضی فتویٰ دادہ اند۔	میری وہ خدمتین جو مین نے آپ کے خاندان کی تین پشتون مین انجام دین دشمنون نے انہین کفران نعمت کے الزام سے برباد کر دیا نہ صرف یہ بلکہ مخالفین نے میرا قتل بھی جائز قرار دیدیا۔
برائے محافظت جان کہ در ہمہ مذہب واجب است سے خواہم بعد رفاقت خود را ازین بلیہ نجات دہم۔	جان بچانے کی غرض سے جس کی حفاظت تمام مذہبون نے واجب قرار دی ہے۔ میری خواہش ہے کہ اپنے آپکو ان بلاؤن سے محفوظ رکھون

[۵۱] منتخب اللباب جلد سوم مطبوعہ کلکتہ صفحہ [۱۸۳]

بدیں ہیئت (کہ باظہار اہل غرض
اسباب بغی آمادہ میدانند) در خدمت
آن خداوند (ہرچند نفس الامر ارادۂ
بیت اللہ باشد) آمدن کفر میدانم
و بر علمائے ظاہر است کہ از خاندان
ما ترکان نمک حرامی بظہور نیامدہ
لہذا راہ مشہد اختیار نمودہ ام کہ بعد
طواف روضۂ امام علیہ السلام عتبات
نجف اشرف و کربلائے معلیٰ و خواندن
فاتحہ در آن مکانہائے شریف برائے
بقائے سلطنت و عمر ان ولی نعمت
از سر نو احترام کعبتہ اللہ بندم۔

التماس آنست کہ اگر بندہ را در جرگۂ
نمک حرامان واجب القتل میدانند
یکے از بندہ ہائے بے نام و نشان

اگرچہ حقیقت مین میرا قصد بیت اللہ
جانیکا ہے مگر دشمنون نے اس کو
بغاوت سے تعبیر کیا ہے اِس لئے
آپ کی خدمت مین حاضر ہونا کفر
خیال کرتا ہون - ایک دنیا جانتی
ہے کہ ترکون کے خاندان مین کبھی
نمک حرامی کا ارتکاب نہین ہوا۔
مین نے مشہد کا راستہ اختیار کیا
ہے تاکہ امام علیہ السلام کے روضہ کا
طواف اور نجف اشرف و کربلائے
معلے پر فاتحہ خوانی کر کے بقائے
سلطنت اور اپنے ولی نعمت کے
لئے ترقی عمر کی دعا کر کے بیت اللہ
کا عزم کردن۔

اگر آپ مجھے نمک حرام اور واجب القتل
ہی سمجھتے ہین تو کسی معمولی اور
گمنام آدمی کو مقرر کر دیجیے کہ وہ

را تعین فرمایند کہ سر بیرم را بریدہ برستان جلوہ دہاں برائے تنبیہ و تخریب دیگر بدخواہان دولت بحضور بیارد۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف

و الّا سرداری فوج سوائے ملائے خارجی کہ از نمک پروردہ ہائے نمک بحرام و اخراجی فدوی است بدیگرے یکے از بندہ ہائے درگاہ والا مقرر شود۔

بیرم کا سر کاٹ لے اور نیزہ پر رکھکر اسکی تشہیر کرتا ہوا دربار مین پیش کرے تاکہ دوسرے بدخواہانِ دولت کو عبرت ہو۔

ورنہ فوج کی سرداری پر ملّا کے علاوہ جو میرا پروردہ اور میرے حکم سے خارج کیا ہوا ہے کوئی دوسرا شخص مقرر کیا جائے

بیرم نے یہ خط کچھ ایسے موثر انداز بیان مین لکھا ہے کہ ہر شخص کے دل مین اس کے الفاظ کانٹے کی طرح چبھ جاتے ہین چنانچہ بادشاہ بھی اسکو پڑھ کر آبدیدہ اور ملول ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملّا پیر محمد کو اُس نے واپس بلا لیا لیکن معاندین کے قلوب کینہ سے بھرے ہوئے تھے ان پر اس خط کا کیا اثر ہو سکتا تھا انھون نے بادشاہ کو یہ پٹی پڑھائی کہ بیرم نے پنجاب مین پہونچکر اگر بغاوت کی آگ بھڑکا دی تو اس کا بجھنا دشوار ہو جائیگا۔ پنجاب ایسی جگہہ ہے جہان سے فوج

اور سامان کافی تعداد مین فراہم ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر وہ کابل کی طرف گیا تو قندھار پر مسلط ہو جانا اس کے نزدیک مشکل نہین اگر خود اتنا نہ کر سکا تو شاہ ایران سے مدد مانگ سکتا ہے۔ ان موہوم خطرات پر نظر کرتے ہوئے شمس الدین محمد خان اتکہ کو فوج کا سردار کر کے پنجاب بھیجا۔

تمام مورخون کو اس امر مین اتفاق ہے کہ بیرم کی نیت خراب نہ تھی نہ اس کے دماغ مین بغاوت کا خیال تھا۔ اگر بادشاہ شکار کے حیلے سے اس کے خیمہ پر چلا جاتا تو یقیناً وہ بادشاہ کے قدمون پر سر رکھ دیتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اکبر کم عمر اور ناتجربہ کار تھا گرد و پیش سے جو صدائین اس کے کانون مین پہونچتی تھین انہین پر عمل کرتا تھا اور اکبر کے آس پاس وہی لوگ تھے جو بیرم کو بدنام اور ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ ان کا دلی منشاء تھا کہ بیرم پر نمک حرامی کا الزام عائد ہو۔ اور اس سلسلہ مین وہ یا تو ہندوستان سے نکالدیا جائے یا مارڈالا جائے۔ اس لئے خواہ مخواہ معمولی سی بات کا افسانہ بنا دیا گیا اور اس کی تمام تر ذمہ داری اکبر کی ناتجربہ کاری پر ہے۔ بیرم کے فساد نیت کو اس مین ذرا دخل نہین۔ تمام مورخ پکار پکار کر اس بات کی شہادت دے رہے ہین کہ بیرم کی نیت بغاوت کی نہ تھی، لیکن تعجب ہے کہ اُردو کی

عیال کی گرفتاری سے سخت صدمہ ہوا - بال بچون کا دشمنون کے ہاتھ
مین قید ہو جانا اُس کے لئے بہت اندوہناک تھا - اِسی پریشانی کے
عالم مین غم وغصہ سے لبریز اُس نے تہاڑہ کے گھاٹ سے دریائے ستلج
کو عبور کیا اور وہان سے جالندھر آیا - اکبر کو اہل دربار نے مشورہ
دیا کہ بیرم کے دفع فساد کو بادشاہ خود تشریف لے چلین - بعض نے
کہا بادشاہ کا تکلیف فرمانا ضروری نہین صرف فوج بھیجدینا کافی ہے لیکن
اکبر نے دونوں باتون پر عمل کیا شمس الدین محمد خاں آتکہ کی سرکردگی مین
پہلے فوج بھیجدی پھر خود اپنی روانگی کا انتظام کیا -

اگرچہ شمس الدین محمد خان کوئی تجربہ کار فوجی افسر نہ تھا تاہم متحمل
مزاج، معمر، اور نیک طبیعت انسان تھا - درباریوں کے نزدیک
یہی غنیمت تھا - بیرم خان جالندھر پر اپنا اقتدار قایم کر رہا تھا کہ شمس الدین
خان نے ستلج کو عبور کر کے گناچور کے میدان مین چھاؤنی ڈالدی -

بیرم کے دل مین خان اعظم کی ذرا بھی ہیبت نہ تھی - اس نے
جالندھر کو چھوڑ کر ادھر توجہ کی -

پرگنہ دکدار نواحِ گناچور مین جو جالندھر سے جنوب مشرق مین واقع
ہے فریقین کی فوجین آکر ٹھہرین - ایک چھاؤنی کا دھوان دوسرے
لشکر کو نظر آتا تھا - بیرم نے پہاڑ اور لکھی کے جنگل کو پشت پر لیکر پڑاؤ ڈالا

اور فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ولی بیگ ذوالقدر۔ شاہ قلی محرم حسین خان ٹکریہ وغیرہ کو فوج دیکر آگے بڑہایا دوسرے حصہ کی چار جماعتیں کیں خود قلب لشکر میں جلوہ افروز ہوا اگرچہ رفقا کم تھے مگر جس قدر تھے غیرت و حمیت، مردانگی و دلاوری کے جذبات سے مملو تھے اور بیرم کے لئے سر ہتھیلی پر لئے پھر رہے تھے۔

دوسری طرف شمس الدین خان المعروف بہ "خان اعظم" نے بھی فوج تقسیم کرکے صفیں درست کیں۔ قرآن پر سب نے قول و قرار لئے شاہانہ عنایتوں کا فوج کو متوقع کیا۔

جسوقت دونوں فوجیں مقابل ہوئیں تو بیرم کی فوج نہایت دلیری دبیباکی اور ثبات عزم کے ساتھ دشمنوں پر جھپٹی فریقین جوش تہور سے لبریز ہو کر سرگرم قتال ہوئے۔ بیرم کی طرف سے ولی بیگ، اسمٰعیل قلی خان اور حسین خان ٹکریہ، شاہ قلی محرم نے شجاعت و مردانگی کے بے نظیر نمونے دکھائے۔ خان اعظم کی اکثر صفوں کو درہم و برہم کردیا خانِ اعظم اپنے ہمراہیوں کو لیکر پیچھے ہٹے اور ایک ٹیلہ کی آڑ لیکر رک گئے۔

بیرم نے جب میدان کا یہ نقشہ دیکھا تو اپنی فوج کو جنبش دی ہاتھیوں کی قطار کو آگے بڑہایا جس کے درمیان میں فتح کا نشان اور اس کا

تخت رواں ہاتھی تھا اس پر خود بیرم سوار تھا - یہ فوج آگ کے شعلوں کی
طرح اتکہ خان کے خس و خاشاک کی طرف چلی اور بقول خافی خان ،
شمس الدین خان اتکہ نے شکست کھائی ۵۱

بادشاہی لشکر منتشر ہو گیا - یہ وہ وقت تھا کہ بادشاہ لدھیانہ سے
آگے بڑھ چکا تھا بیرم نے خواہ اس خیال سے کہ (بقول بعض) اس کو
شکست ہو گئی تھی - خواہ اس لئے کہ اپنے آقائے ولی نعمت کے
مقابل تلوار کھینچنا اسکی غیرت اور آئین وفا کے خلاف تھا اپنی فوج کو
لکھی جنگل کی طرف پیچھے ہٹا لیا -

اس جنگ کا نتیجہ تحریر کرتے وقت مورخوں میں عجیب اختلاف پیدا
ہو گیا ہے - بعض کہتے ہیں کہ آخر میں بیرم خان کو شکست ہو گئی تھی -
اس میں اکبری اور جہانگیری عہد کے مصنف شامل ہیں ، لیکن
خافی خان لکھتا ہے کہ ان مورخوں نے محض بادشاہ کی رعایت سے
اصل واقعہ پر پردہ ڈالدیا ہے ورنہ حقیقت میں شکست "خان اعظم"
کو ہوئی تھی اور بیرم مظفر و منصور ہوا تھا ۵۲

مورخین نے اس جنگ کے جو حالات لکھے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے
یہی امر قرین قیاس ہے ایک دم سے نقشہ جنگ کا اس قدر بدل جانا

---

۵۱ منتخب اللباب خافی خان مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۴۹ ۵۲ منتخب اللباب خافی خان - مطبوعہ کلکتہ
صفحہ ۱۴۹

کہ بیرم کے بڑھتے ہوے قدم رُک جائین نہ صرف رُک جائین بلکہ پیچھے ہٹنے لگیں اور خان اعظم جس کو ٹیلہ تک پیچھے ڈھکیل دیا گیا تھا آگے بڑھ آئے، خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے۔

فرشتہ کا بیان ہے کہ "خان اعظم" نے بیرم کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوکر سخت جنگ کی تھی جس مین ولی بیگ اور چند دوسرے جان نثار جریدہ عالم پر اپنی حیات دوام کا نقش ثبت کرکے مقتول ہوگئے تھے اور بیرم خان ان کے قتل سے پریشان ہوکر کوہ سوالک کیطرف بھاگ گیا تھا ۵۱

اوّل تو فرشتہ نے اس جنگ کا میدان ماچھی واڑہ مین قایم کیا ہے حالانکہ بقول بدائونی یہ جنگ گنا چور کے میدان مین ہوئی تھی، اسمین فرشتہ کا کچھہ قصور نہین وہ دکن کا رہنے والا تھا اور لڑائی ہو رہی تھی پنجاب مین۔ بھلا اتنی دور دراز کے واقعات کو وہ صحت کیساتھ کیونکر بیان کرسکتا ہے، جب میدان جنگ ہی کے متعلق فرشتہ کو اس قدر مغالطہ ہے تو نقشہ جنگ تو الگ چیز ہے۔ دوسری ستم ظریفی فرشتہ نے یہ کی کہ بیرم کو قلم کے نیزے سے شکست دیدی۔ میری رائے مین خافی خان نے اِس معاملے مین جو کچھہ لکھا ہے وہی صحیح

---

۵۱ تاریخ فرشتہ جلد اول بیان اکبر۔

معلوم ہوتا ہے۔

لدہیانہ کے مقام پر منعم خان کابل سے آکر پابوس ہوا۔ تردی بیگ کا بھانجہ مقیم بیگ بھی اس کے ساتھ تھا اسکی ملازمت بھی ہوئی منعم خان کو "خان خانان" کا خطاب اور وکیل مطلق کا عہدہ ملا۔ اکثر امراء کو انعام و منصب عطا ہوئے۔

بیرم کی جنگ مین جو قیدی اور زخمی گرفتار ہوکر آئے تھے وہ بھی یہین پیش ہوئے ان مین ولی بیگ ذوالقدر۔ بیرم خاں کا بہنوئی اور حسین قلی خان کا باپ جو گنون کے کھیت مین زخمی پڑا پایا گیا تھا۔ اسمٰعیل قلی خان حسین قلی خان کا بڑا بھائی اور بیرم کا بڑا بھانجہ۔ نیز حسین خان ٹکریہ بڑے سردار تھے۔ حسین خان کی آنکھ مجروح ہوئی تھی ولی بیگ زخمون کی تکلیف سے جانبر نہو سکا اور قید ہی مین مرگیا۔ اسکا سرکاٹکر ممالک مشرقی مین تشہیر کیا گیا۔ ولی بیگ ذوالقدر کے متعلق مشہور تھا کہ بیرم خان کو یہی برہم کرتا ہے۔ اسی کے کہنے سے بیرم آمادہ جنگ ہے پورب مین علی قلی خان خان زمان اور اس کا بھائی بہادر خاں تعینات تھا۔ یہ دونون بیرم کے متوسل تھے ممالک مشرقی مین ذوالقدر کا سر بھیجنے سے اہل دربار کا منشا تھا کہ ان دونون بھائیون پر واضح ہو جائے کہ تمہارے دوستون کا انجام کسقدر المناک اور عبرت

آموز ہے۔ بہادر خاں ایک دلیر انسان تھا۔ جب چوبدار ذوالقدر کا سر لیکر پہونچا تو نہ معلوم اُس نے کیا کہا بہادر خان نے چوبدار کو قتل کرا دیا چوبدار حریفون کا آدمی تھا اس لئے یہ قتل بہادر خان کے حق مین بہت مضر ہوتا مگر بہادر خان کے مصاحبون نے کچھ عرصہ کے لئے اسکو پاگل بناکر مکان مین بند کر دیا اور علاج ہونے لگا۔ اس وقت نہ معلوم کس مصلحت سے حریف بہی طرح دے گئے لیکن آخر مین انھون نے دونون بھائیون سے اسکا زبردست انتقام لیا۔

حسین خان ٹکریہ کا خسر مہدی قاسم خان اور اُس کا بیٹا دربار شاہی مین بااعتبار تھا بادشاہ بہی حسین خان کے جوہر وفا سے واقف تھا حسین خان کو اس کے سالے یعنی مہدی قاسم خان کے بیٹے کے سپرد کر دیا گیا۔ اچھا ہونے پر ان کو پٹیالی (مولد امیر خسرو) کا علاقہ جاگیر مین دیدیا گیا۔ اسمٰعیل قلی خاں بہی بعد مین رہا کر دیا گیا۔

خان اعظم بہی دربار مین آئے ان کو خلعت و انعام دیا گیا امرا کو انعام و خلعت دیکر مطمئن کیا گیا۔ بادشاہ لشکر کو ماچھی واڑے مین چھوڑ کر لاہور گیا تاکہ وہان کے لوگون مین بے چینی پیدا نہ ہو وہان سب کو اپنی شاہانہ شان و شوکت دکھاکر لشکر مین واپس آگیا۔

دریائے بیاس کے کنارے دامن کوہ مین تلواڑہ ایک مضبوط

جگہ تھی ۔ راجہ گنیش وہان حکومت کرتا تہا ۔ بیرم خان پیچھے ہٹکر تلواڑہ
پہونچا ۔ راجہ بہت خاطر و مدارات سے پیش آیا اور فوج و سامان مہیا
کرنے کا وعدہ کیا اُسی کے میدان مین ہنگامہ جنگ و جدال برپا ہوا ۔
بیرم نہایت تجربکار سپہ سالار تھا وہ جانتا تہا کہ بادشاہ کا مقابلہ
ہے نہ معلوم کیا صورت پیش آئے اسی لئے پہاڑ کی پناہ لی تہی کہ اگر
ضرورت ہوگی تو پیچھے ہٹکر پہاڑ کے وسیع سلسلہ مین پناہ لیجا سکے گی،
لڑائی جاری تہی بیرم کی فوج مورچون سے نکلکر بادشاہی لشکر پر حملہ
آور ہو رہی تھی ۔ کہ ایک موقعہ پر ایک حسین و خوش رو جوان سلطان
حسین جلائر بادشاہی لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور زخمی ہوکر
گر پڑا، بیرم کی فوج کے جوان اُس کا سر کاٹکر مبارکباد کا غل مچاتے
ہوئے بیرم کے سامنے لائے بیرم نے سر کو دیکھکر بہت افسوس کیا
رومال آنکھون پر رکھکر رونے لگا اور کہا کہ مجھ پر لعنت ہے کہ میری بدولت
ایسے ایسے جوان ہلاک ہوئے ہین ۔

بیرم کی دربار مین حاضری اور عفو تقصیرات

اگرچہ راجہ فوج اور سامان سے برابر بیرم کی مدد کر رہا
تہا آئندہ کے لئے بہی وثوق کیسا تھ وعدے کر رہا تہا مگر پاک طینت
بیرم نے ان اسباب پر نظر نہ کی اُسی وقت اپنے غلام جمال خان کو

بادشاہ کے پاس بھیجکر کہلا دیا کہ فدوی کو حاضر ہونیکی اجازت دیجائے
بادشاہ نے مخدوم الملک ملّا عبداللہ سلطان پوری کو چند سرداروں
کے ساتھ بھیجا کہ بیرم کی دلجوئی کرکے اپنے ساتھ لے آئیں ۵۱

ابھی لڑائی کا سلسلہ جاری تہا دونون طرف سے وکیلون کی آمد
ورفت ہو رہی تھی نہ معلوم کس بات پر گفتگو تھی منعم خان سے
ضبط نہو سکا۔ چند امراء اور مقربان بارگاہ کے ساتھ بے تکلف بیرم
کے پاس چلا گیا۔ دونون سردار دیر تک باتیں کرتے رہے۔ منعم خان
نے بیرم کو یقین دلایا کہ جو پیام آتے ہین غلط نہین ہین بلکہ واقعی
ہین۔ اس یقین کے بعد بیرم چلنے کو کھڑا ہوا۔ بابا زنبور اور شاہ
قلی محرم بیرم کا دامن پکڑ کر رونے لگے، کہ دیکھیئے کہین ایسا نہ ہو کہ
جان یا آبرو پر بات آئے منعم خان نے کہا اگر یہہ شبہ ہے تو ہمین
ضمانت مین رکھلو یا تم یہین رہو اِن کو جانے دو۔ اگر ان کا اعزاز کیا
جائے تم بھی آجانا۔ اس بات کو سب نے تسلیم کر لیا۔ اِن کے علاوہ
اور رفیقون نے بھی روکا راجہ اور رانا بھی مانع ہوئے مرنے مارنے کی
قسمین کھائین فوج اور سامان کی کثرت و تیاری دکھائی مگر بیرم وفا
دار بیرم نے اپنا ارادہ نہ بدلا گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ بیرم کے مقابلہ کو

---

۵۱ ماثر رحیمی صفحہ ۶۷۸ و تاریخ فرشتہ جلد اوّل بیان اکبر۔

پہاڑ کے دامن مین جو فوج پڑی تھی اُسمین طرح طرح کی باتین ہورہی تھین
کوئی کہتا تہا کہ بادشاہی سرداروں کو بیرم نے گرفتار کرلیا کوئی کہتا
تہا بیرم صرف وقت ٹالتا ہے وہ ہرگز نہین آئیگا۔کسی کا قول تہا
کہ پہاڑی راستہ سے علی قلی خان اور شاہ قلی محرم امداد کے لئے
آئے ہین کسی کا خیال تہا کہ رات کو دہوکے سے شبخون ماریگا۔غرض
اس قسم کی چہ میگوئیان ہورہی تہین کہ بیرم تن تنہا لشکر مین داخل ہوا
ساری فوج مین شور ہوگیا، نقارے پر چوب پڑی جس سے دور تک
اس خبر کا اعلان ہوگیا۔چند میل کے فاصلہ پر بادشاہ کا پڑاؤ تھا
بادشاہ نے سنتے ہی حکم دیا تمام اُمرائے دربار استقبال کو جائین
اور اسی عزت و احترام سے بیرم کو لائین، ہر شخص سلام کرکے پیچھے
ہو جاتا تہا۔

بیرم سب کے آگے خاموشی کیساتھ چلا جا رہا تھا۔فضا پر اسقدر
خموشی طاری تھی کہ گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز بھی نہ آتی تہی
سفید داڑہی، گورا چٹا چہرہ ایسا معلوم ہورہا تہا کہ نور کی ایک
مورت گھوڑے پر سوار ہے۔

جسوقت بادشاہی خیمہ کا کلس دکھائی دیا۔بیرم گھوڑے سے اُتر پڑا
بکتر سے تلوار نکالکر گلے مین ڈالی (ترکون کے یہان بادشاہ کے

دربار مین گنہگارون کو لانے کا یہی طریقہ ہے۔

عمامہ سر سے اُتار کر گلے مین لپیٹ لیا خیمہ کے قریب پہنچا تو اکبر بہی اُٹھا اور لب فرش تک آیا بیرم نے دوڑ کر پاؤن پر سر رکھدیا اور چیخین مار کر رونے لگا۔ بادشاہ بہی آخر اُس کی آغوش مین پلا بڑھا تھا اس کی آنکھون سے بہی آنسو نکل آئے اس نے بیرم کو اُٹھا کر گلے سے لگا لیا اور قدیمی جگہہ پر اپنی داہنی طرف پہلو مین بٹھایا اپنے ہاتھ سے اسکے ہاتھ کھولے دستار سر پر رکھی [۵۱] یہ واقعہ محرم سنہ ۹۶۸ھ کا ہے [۵۲]

بیرم نے عرض کیا کہ حضور کی نمک حلالی اور وفاداری مین جان نثار کرنے کی آرزو تہی اور تمنا تہی کہ شمشیر بند بھائی جنازے کا ساتھ دیتے افسوس عمر بھر کی سرفروشیان مٹی مین مل گئین اور نہین معلوم کہ آگے تقدیر کیا گل کھلاتی ہے لیکن خدا کا شکر ہے آخر وقت مین حضور کے قدم دیکھنا نصیب ہوگئے۔

بیرم کی اس تقریر سے دشمن بہی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے تمام دربار پر اسوقت سکوت طاری تہا کسی کے سانس لینے کی آواز بہی سنائی نہین دیتی تہی۔

---

۵۱ منتخب اللباب مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰ و ماثر الامراء صفحہ ۳۷۹ تا ۳۸۰ و ماثر رحیمی صفحہ ۶۷۹ و تاریخ فرشتہ جلد اوّل ۵۲ ماثر رحیمی صفحہ ۶۷۹

کچھ دیر کے بعد اکبر نے کہا خان بابا اب تین صورتین ہین ان مین سے جو صورت آپ پسند کرین اس کا انتظام کر دیا جائے۔
(۱) حکومت کی تمنا ہو تو چندیری و کالپی کے علاقہ پر بادشاہت کرو۔
(۲) مصاحبت منظور ہو تو ہمارے ساتھ رہو جو عزت و وقعت پہلے تھی وہی اب ہو گی۔
(۳) حج کا قصد ہو تو اُدہر کی روانگی کا خاطر خواہ بندوبست کیا جائے چندیری تو تمہاری ہو چکی جہان رہوگے اُسکی آمدنی وہین پہنچا کریگی،
بیرم نے بہ ادب التماس کیا کہ میرے اعتقاد و خلوص مین کسی قسم کا فتور نہین تھا یہ سب کچھ محض اسلئے تھا کہ حاضر خدمت ہوکر عفو تقصیرات کی التجا کرون خوش قسمتی سے یہ آرزو پوری ہوئی اب مکہ جانا چاہتا ہون تاکہ بادشاہ کی جان و دولت کے لئے دعا کرتا رہون اور عمر کا یہ آخری حصہ آستانۂ خدا پر بسر ہو جائے یہ جو کچھ پیش آیا اس سے مقصد صرف یہ تھا کہ دشمنون نے مجھپر بغاوت کا جھوٹا الزام لگا کر بدنام کر دیا ہے اسکو حضور مین پہنچکر رفع کر دون۔ اکبر نے خلعت خاص اور اسپ خاصہ مرحمت کیا۔[۵۱] منعم خان یہان سے اپنے خیمہ مین لیگیا۔ خیمہ، ڈیرہ، اسباب، غرض نے سے لیکر

---

۵۱ منتخب اللباب صفحہ ۱۳۹ و ۱۵۰ و ماثر الامراء صفحہ ۳۷۹ و ۳۸۰ و تاریخ فرشتہ جلد اوّل بیان اکبر۔

باور چیخانہ تک جو کچھ تہا سب بیرم کے حوالے کرکے خود خیمہ سے نکل آیا۔
اور یہی سب نے اپنے اپنے مرتبہ کے موافق ترکون کی رسم کے بموجب نقد و
جنس جمع کیا بادشاہ نے پانچہزار روپے نقد اور بہت سا اسباب دیا،
ماہم اور اسکے شریک کار لوگون کے سوا سب کے دلون مین بیرم کی عزت
اور محبت تہی۔
اسکے بعد بیرم ناگور کی راہ سے گجرات دکن کو روانہ ہوا بیرم کا پرانا رفیق
حاجی محمد خان سیستانی جو تین ہزاری امیر تہا بادشاہ کیطرف سے فوج لیکر
راستہ کی حفاظت پر مامور ہوا۔ راستہ مین ایک روز کسی جنگل مین گذر ہوا بیرم
کی پگڑی کا سرا کسی درخت کی شاخ مین اُلجھا اور پگڑی سر سے گر گئی چونکہ
عام طور اسکو بُرا شگون سمجھا جاتا ہے بیرم کے چہرے سے بہی آثار ملال
نمایان ہوئے حاجی محمد خان سیستانی نے فوراً حافظ کا یہ شعر پڑہا ؎

در بیابان چون شوق کعبہ خواہی زد قدم   سرزنش ہا گر کند خار مغیلان غم مخور

اس شعر کو سنکر بیرم خوش ہوگیا اور وہ ملال اسکے دل سے رفع ہوگیا۔

بیرم کی وفات جسوقت بیرم پٹن پہنچا تو موسیٰ خان فولادی وہانکا حاکم تہا
موسیٰ خان اور حاجی خان الوری نے نہایت تعظیم سے بیرم کا خیر مقدم کیا دعوتین
بہی کین۔ بیرم کو اس سفر مین کوئی کام نہ تہا وہ صرف مناظر کی سیر، باغون کے
پہولونکی خوشبو، اور دریا کی موجون سے عرصہ کی دماغی کوفت اور عمر بھر کے

انہماک کی تلافی کرتا تہا۔

سلیم شاہ کے حرم سرا مین ایک کشمیرن بیوی تہی اسکے بطن سی سلیم شاہ کی ایک لڑکی تہی وہ بہی بیرم کے ہمراہ حج کو جارہی تہی اور بیرم کے بیٹے مرزا عبدالرحیم سے اسکو بہت محبت تہی عبدالرحیم بہی اسسے مانوس تہا بیرم کا ارادہ تہا کہ عبدالرحیم سے لڑکی کا عقد کردے افغان اس ارادہ کو بہت ناپسند کرتے تہے ایکدن شام کا وقت تہا بیرم سہس لنگ کے تالاب مین سیر کرتا پھر رہا تہا مغرب کیوقت نماز پڑہنے کی غرض سے کشتی سے اُترا تو مبارک خان لوہانی ایک افغان تیس۳۰ چالیس۴۰ افغانون کو ساتھ لئے سامنے آیا اور ظاہر کیا کہ ہم ملاقات کو آئے ہین بیرم مروت و اخلاق سی پیش آیا اور افغانون کو قریب بلا لیا اس ظالم نے پاس آکر مصافحہ کے حیلہ سے پشت پر ایک لیا خنجر مارا کہ سینہ کے پار ہوگیا ایک اور شخص نے سر پر تلوار ماری کلمۂ اللہ اکبر بیرم کی زبان سے نکلا اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی ۵۱ لوگون نے اس بدکردار سی پوچھا کہ آخر۳ قتل سی تیرا کیا منشا تہا کہا کہ ماچہی واڑے کی لڑائی مین ہمارا باپ مارا گیا تہا ہم نے اسکا انتقام لیا تاریخ فرشتہ کی روایت کے موافق یہ واقعہ جمادی الاول سنہ ۹۶۸ھ کا ہی مگر اسنے وقت مین اختلاف کیا ہے اور قتل کا وقوع صبح کیوقت ظاہر کیا ہے، ماثر رحیمی مین لکھا ہی کہ یہ حادثہ جمعہ کیدن ۱۴ جمادی الاول سنہ ۹۶۸ھ کو واقع ہوا ۵۲ بہرحال یہ کیفیت دیکھکر ملازمین منتشر ہوگئے بیرم کی لاش

۵۱ ماثر رحیمی صفحہ ۶۴۶ و ماثر الامرا صفحہ ۳۸۰ ۵۲ ماثر رحیمی صفحہ ۶۸۰

خون بہہ رہا تہا اور وہ تنہا پڑی ہی کپڑے تک لاش سی اُتار لئے گئے تھے، آخر وہین کے فقرا و مساکین نے شیخ حسام الدین کے مقبرہ مین جنکا شمار مشائخ کبار اور سلطان اولیا رکے خلفا مین ہوتا تہا سپرد خاک کیا، پھر نعش دہلی میں منتقل کیگئی اور ۹۸۵ھ مین حسین قلی خان نے جو بیرم کا بہانجہ تہا حسب وصیت مرحوم کو مشہد مقدس مین دفن کرایا [۵۱] شیخ عبدالقادر بداؤنی نے یہ مصرع تاریخ کہا

گفت [۵۲] گل در گلشن خوبی نماند۔

قاسم ارسلان کیطرف سے یہ تاریخ یادگار ہے جسکے متعلق ماثر الامراء کی روایت ہے کہ ایک رات اُسے خواب میں معلوم ہوئی تہی۔

[۵۳] بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام ۔۔۔ در راہ شد از شہادتش کار تمام

در واقعہ ہاتفے پئے تاریخش ۔۔۔ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ۹۶۸ھ

بیرم کی رحلت کے بعد اُسکے بدخواہ بہی پے در پے نامراد و ناکام دنیا سی رخصت ہوئے سب سے پہلے شمس الدین خان اتکہ اور اسکے بعد ایک گھنٹہ گذرنے سے بہل ہی ادہم خان چالیس [۵۴] دن منقضی ہونے سے پہلے ماہم اُنکہ دوسرے ہی سال ملا پیر محمد نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ بہ روایت ماثر رحیمی بیرم کے انتقال کیوقت عبدالرحیم کی عمر چار سال کی تہی بعض تاریخون مین تین [۵۵] سال لکہی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ چار سال چار ماہ کی عمر تہی کیونکہ عبدالرحیم اوائل ۹۶۴ھ مین پیدا ہوا تہا اور جمادی الاول ۹۶۸ھ مین یہ حادثہ پیش آیا

[۵۱] ماثر الامرا صفحہ ۳۸۱ و منتخب التواریخ صفحہ ۳۴۱ [۵۲] منتخب التواریخ صفحہ ۱۲۵ اس تاریخ مین تعمیہ ہے [۵۳] تاریخ فرشتہ جلد اول و ماثر الامرا صفحہ ۳۸۱ و منتخب التواریخ صفحہ ۱۲۵ و ماثر رحیمی صفحہ ۶۸۱

اس حساب سے بیرم کی رحلت کیوقت عبدالرحیم چار سال چار ماہ کا تھا اور دربار اکبری مین
جسوقت وہ پہنچا ہے تو اسکی عمر پانچ سال سے کچھ زیادہ تھی ۱۰۳۶ھ مین عبدالرحیم کی
موت واقع ہوئی ہے اسوقت عبدالرحیم کی عمر بہتر۷۲ سال تھی۔ اس صورت مین بھی ۹۶۸ھ
مین عبدالرحیم چار سال کچھ ماہ کا ہوتا ہے اگر ۹۶۸ھ مین عبدالرحیم کی عمر تین سال تسلیم
کیجا سکی تو انتقال کیوقت ۷۲ سال مین سے ایک سال نکالکر اسکا زمانہ حیات ۷۱
سال ہوگا حالانکہ یہ غلط ہے چنانچہ جہانگیر نے اپنی توزک مین انتقال کیوقت اسکی
عمر بہتر سال لکھی ہے بہرحال صحیح یہی ہے کہ بیرم کی وفات کیوقت عبدالرحیم خان کی
عمر چار سال سے کچھ اوپر تھی ۹۶۹ھ مین جب یہ شش سالہ معصوم بچہ اکبر کے سامنے
آیا تو اسکی آنکھین پُر آب ہوگئین اکبر نے فوراً مرزا کو گود مین اٹھا لیا اس کے
نوکرونکی تنخواہوں اور وظیفوں کا یقین ہوا۔ شاہی حکم ہوا کہ بچّے کے سامنے خان بابا
کا تذکرہ نکیا جائے ورنہ بچہ کو صدمہ ہوگا۔ بابا زنبور نے رو کر کہا کہ حضور یہ بار بار دریافت
کرتے ہین راتکو سوتے مین چونکتے ہین سب سے پوچھتے ہین کہان گئے ابتک کیون
نہین آئے اکبر نے کہا کہدیا کرو حج کو گئے ہین، دیکھو اسکی دلشکنی نہو۔ اسے
یہ نمعلوم ہونے پائے کہ "خان بابا" زندہ نہین ہین۔ بابا زنبور یہ ہمارا بچہ ہے!
سلیمہ سلطان بیگم اکبر سے عقد مین منسلک ہوکر حرم سرا مین داخل ہوئین [۵۱]

---

۵۱ منتخب اللباب